نام نہاد انقلاب ثور ایک سنگین فاجعہ کیسا ساتھ افغانوں کے لیے ایک اسلامی انقلاب کا آغاز بھی تھا

جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" کے اس عظیم الشان جلسے سے خطاب جو ۲۷ اپریل کو ہفت ثور کے فوجی کودتا کی مذمت اور تقبیح کے لیے چارسدہ روڈ۔ عیدگاہ مسجد پشاور میں منعقد ہو چکا تھا۔

آج ہم سب یہاں اپنے وطن عزیز کے اس یوم سیاہ کے دردناک فاجعہ کی یاد منانے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ جس دن ایک مٹھی بھر ادباش، خون آشام، بے ضمیر اور وطن فروشوں نے اپنے بیرونی آقاؤں کے ایما پر ہمارے پیارے ملک میں ایک شرمناک کودتا کیا۔ اسی دن یعنی ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کے نام نہاد "انقلاب ثور" کے آغاز سے لے کر آج تک ہمارے غیور افغان مجاہد کمیونزم اور فاسد نظام کے خلاف اپنی انتھک جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان بے ضمیر جنایتکاروں نے ہمارے مظلوم عوام پر کیا کچھ نہیں کیا۔ وہ مظالم جو ان کے بس میں تھے۔ انہوں نے نہایت بے رحمانہ طور پر نہتے افغانوں پر ڈھائے۔

افغانستان میں کمیونسٹ نظام کے ماہرین کا یہ خیال تھا کہ افغان ایک مفلس اور تہی دست قوم ہے۔ اسے سیاسی شعور سے کچھ آشنائی نہیں۔ اور ہم بہ زور بازو اس سے سیاسی

قدرت چھین کر اسے مغلوب کر دیں گے۔ پھر اس میں یہ سکت باقی نہیں رہے گی کہ وہ ہمارے مقابلے میں کوئی ردِ عمل دکھا سکے۔ یہی ان کی ایک غلط فہمی تھی جب نور محمد ترہ کی سے پوچھا گیا کہ افغان عوام نے تمہارے اور تمہارے نظام کے خلاف قدم (اٹھ کھڑے ہوتے ہیں) کیا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟ تو ترہ کی نے جواب میں کہا تھا، "افغانستان اور خصوصاً کابل کی گلیوں اور بازاروں میں لوگ خوشی کے نغمے گا رہے ہیں۔ آپ جاکر ذرا دیکھیں۔ افغانستان میں تو ہر طرف خوشی کا دور دورہ ہے"۔

اس کا خیال تھا کہ مٹھی بھر خلقی و پرچمی جو کابل کے بازاروں میں "ہفت ثور" کے شرمناک کودتا کی حمایت میں اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر جو ناٹک کود کر نعرے لگا رہے ہیں یہ سب افغان مسلمان عوام کے دلوں کی دھڑکن کے حقیقی ترجمان بن کر ابھریں گے۔ لیکن اسے یہ علم نہ تھا کہ افغانستان کے عوام بازاری طریقے کئے غلام نہیں۔ روسی ایجنٹوں کے فضول اور ہرزہ وعدے اور نعرے کسی بھی صورت میں افغان عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کی حقیقی عکاسی نہیں کر سکتے۔ اگر آج کوئی ہمارے گرم مورچوں کے جیالے محافظوں یا ہمارے عوام کے ارادوں اور یا جہاں اسلام کے جیالے تاریخ ساز مجاہدوں کے خلاف یا پھر معزول شاہ ظاہر شاہ کے فرسودہ نظام کی واپسی کے حق میں جو جگہ جگہ سر و صدا بلند کر رہے ہیں۔ یقیناً انہیں بھی اسی قسم کی شکست اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ کمیونسٹوں کا مقدر بن چکا ہے کمیونسٹ اس غلط فہمی میں تھے کہ ان کے ایجنٹ جگہ جگہ ان کے حق میں نعرے لگاتے پھر رہے ہیں۔ شاید وہ نام نہاد "انقلاب ثور" کو کامیاب بنانے میں اپنا مقصد پالیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

نام نہاد انقلاب ثور کے اس طویل عرصے میں ہم نے دیکھا کہ کمیونسٹ اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں ناکام رہے، اور ان کے سبھی وعدے جھوٹے نکلے۔ جب حفیظ اللہ امین سے پوچھا گیا تھا کہ افغانستان میں لیبر نہیں ہے اور نہ ہی افغانستان ایک بورژوازی (سرمایہ دارانہ) جامع ہے۔ اب جب کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ تم ایک پرولتاری حکومت کو چلا رہے ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ افغانستان میں سرے سے سرمایہ دار ہی نہ تھے۔ افغان تو پسماندہ اور غریب عوام ہیں۔

حفیظ اللہ امین ان سوالوں کے جوابات یوں دیا کرتا تھا کہ ہم نے سوشلزم میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ ہم نے پہلے انقلاب کیا، پھر اس جامعہ کو لیبر (پرولتاریہ) بنائیں گے۔

آپ یہ دیکھئے یہ دعوے کتنے فضول اور من گھڑت ہیں۔ جنہوں نے افغان عوام کو اصل معنوں میں نہیں پہچانا وہ انہیں بورژوازی (سرمایہ داری) کا لقب دے رہے ہیں۔ پاکستان میں غریب اور نادار مگر روشن فکر افغان عوام جن کا سرمایہ داری سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ وہ افغانستان سے ہجرت کر گئے مگر پھر بھی روسی اور حلقہ بگوش انہیں سرمایہ دار کہتے چلے آرہے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کا شمار بھی سرمایہ دار ملکوں میں سے تھا۔ حالانکہ افغانستان ایک غریب ملک ہے۔

میرے کہنے کا یہاں یہ مقصد ہے کہ روسی اپنے جھوٹے وعدوں کے تحت اپنے عزائم کو پورا نہ کر سکا۔ انشاء اللہ جونہی ہمارا اسلامی انقلاب کامیاب ہو جائے گا تو ہم افغانستان سے روسی استعمار کے غلامی کا طوق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور پھینک دیں گے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم موجودہ حالات سے عبرت حاصل کریں۔ اپنے معاشرے کا تجزیہ جائزہ لیں۔ جو کچھ ہم نے اپنے عوام کی رفاہیت اور خوشحالی کے لیے کرنا ہے۔ اس پر غور کریں۔ اور اس پر سوچیں کہ ان فلاحی اصولوں کو کس طرح

اپنے معاشرے میں تطبیق کیا جاتے۔

آج جب کہ ہم تاریخ کے ایک اہم دور سے گزر رہے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا دشمن شکست کھا کر رسوا و ذلیل ہو چکا ہے۔ روسی حلقہ بگوش افغانستان میں اپنی من مانی کر رہے ہیں اور وہ اپنے آپ کو سبھی امور میں حق بجانب گردانتے ہیں۔ یعنی ناحق کو حق غلط کو درست اور اس طرح اپنے ناشائستہ کردار اور افعال کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی واقعیت اور حقیقت کا اعتراف نہیں کیا۔

اب ہم جب اپنے اعمالوں کا جائزہ لے کر محاسبہ کریں تو ہمیں ایسی محاسبہ کرنی چاہیئے جس سے ہمارا ضمیر مجروح نہ ہو۔ گویا ہم سب معصوم بے گناہ فرشتے تو نہیں ہیں۔ اور اسلامی انقلاب کے اس طویل عرصے میں ہم سے کوئی لغزش سرزد نہیں ہوئی ہے۔ ہمیں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ چنانچہ واحد قیادت نہ ہونا ہمارے اسلامی انقلاب مشن کی ایک اہم اشتباہ اور کمی ہے؟

انسانی معاشرے میں سالم اور صحیح تنقید کو ایک اصولی اور بنیادی عمل محسوب کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا فرمان ہے:

(لاخیر فیکم اذا لم تقولوا ولا خیر فینا اذا لم نسمع)

تمہارے اور امت مسلمہ کے درمیان ایک وقت تک آرام اور سکون کی فضا قائم نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے ملک کی خامیوں کی برملا نشاندہی نہ کریں۔ اپنے عوام کی تنقیدات کو غور سے سنیں اور ان اصولوں کو اپنے معاشرے میں ایک حقیقت سمجھیں۔ اور نہایت خلوص و صداقت سے ان کوتاہیوں کا محاسبہ کر کے ان کی اصلاح کے لیے مؤثر اقدامات اٹھائیں اور ہاں! یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اگر ہم بروقت ان کوتاہیوں کی اصلاح نہ کریں تو دشمن موقع سے فائدہ اٹھا کر ہمارے لیے مزید مشکلات پیدا کرے گا اور ان کے یہ عربے جنگی پر تیل کا کام دے گا۔ اس طرح دشمن کو ان پروپیگنڈوں سے ہماری جہادی صفوں میں اختلاف اور ہمارے مورچوں کو کمزور کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم انتقاد کو غور سے سنیں اور اس خلا کو بھرنے کے لیے کوشش کریں۔

ہمارے ملک میں دماہ ثور کا فاجعہ درحقیقت ایک اسلامی انقلاب کے آغاز اور قیام کا دن تھا۔ جس دن ملک کے سبھی افراد ایک ہی صف میں صف آرا ہو کر دشمن کے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا انقلاب اس مرحلے پر پہنچ چکا ہے کہ دشمن حیران و پریشان ہے۔ دشمن کو اب کچھ نظر نہیں آتا۔ سجز یہ کہ وہ ہمارے اسلامی انقلاب کا خود اعتراف کرے کہ "افغان اسلامی انقلاب ناقابل شکست ہے اور کوئی بھی مادی طاقت اس انقلاب کو ناکام نہیں کر سکتا"۔

ہمارا دشمن حق و باطل کے اس معرکے میں شکست کھا چکا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اب جعل و تزویر سے کام لے کر افغان مجاہدین کو شکست

> مسئلہ افغانستان جیسے اہم موضوع پر حکومت جمہوریہ اسلامی پاکستان اور خاص طور پر پاکستانی انصار بھائیوں نے جس خلوص، شجاعت، مروت اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے افغان عابد عوام کا بھرپور ساتھ دے کر جو اٹل موقف اختیار کر رکھا ہے۔ ہم اسے ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ ہم حکومت پاکستان اور پاکستانی مسلمان عوام کے اس نیک نیت موقف کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
>
> پروفیسر برہان الدین "ربانی"
> "امیر جمعیت اسلامی افغانستان"

دین اور اس طرح وہ ہمارے اسلامی انقلاب کو ختم کر ڈالیں۔ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ افغان مسئلے کا سیاسی حل قومی مصالحت اور جنگ بندی اور اس طرح افغانستان سے اپنی فوجوں کی واپسی کے بارے میں طرح طرح کے پُرفریب نعرے لگا رہے ہیں۔ یہ دشمن کی ایک خطرناک چال ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان پُرفریب نعروں کے ذریعے ہمارے اسلامی انقلاب کی پیش قدمی کو روک کر ہمارے درمیان اختلاف کا بیج بوئے۔

دشمن کے دسائس یکے بعد دیگرے جاری ہیں۔ دشمن نے ظاہر شاہ کے واپسی کا مسئلہ صرف ہمارے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے لیے بھی کھڑا کیا ہے۔ ہم نے ایک وسیع اور عظیم اجتماع جس میں ساتوں تنظیموں کے رہبر اور کثیر تعداد میں مجاہدین و مہاجرین نے شرکت کی تھی اس مجلس میں ایک عبوری حکومت کے قیام کا فیصلہ کیا تھا۔ اس بارے میں مختلف امور کو سرانجام دینے کے لیے کئی کمیٹیاں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ کمیٹیاں جلد ہی اپنی رپورٹ عبوری حکومت قائم کرنے کے لیے پیش کر دے گی۔

عبوری حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں ہمارے اور ہمارے مجاہد اور مہاجر بھائیوں کے درمیان پورا پورا اتفاق پایا گیا۔ لیکن دشمن اور بھی پریشان ہو گیا۔ وہ آرام سے نہیں بیٹھا۔ اس نے ظاہر شاہ کی وطن واپسی، جنگ بندی قومی مصالحت وغیرہ کے جھوٹے اور پرفریب اعلانات کرنے شروع کر دیئے۔ دشمن ہمارے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی بیجا کوشش کر رہا ہے۔ ہمیں دشمن کی کارروائیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔

جناب استاد برہان الدین ربانی نے مجاہدین کے اصولی موقف کے بارے میں فرمایا:

ہم دشمن کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے ۲۷ رجدی کے دن کے عہد و پیمان کو جو ہمارے ہزاروں مجاہدین اور مہاجرین کے درمیان ہو چکا ہے کو ناکام بنا دے ہم کسی بھی صورت میں دشمن کے ناپاک حربوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود اپنی خامیوں کا ازالہ کریں۔ ہمیں دوسروں کے وعدوں کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ ہمیں کہ دشمن کے پروفریب سے آگاہ رہیں۔ جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ افغان مسئلے کا واحد حل افغانستان میں صرف مجاہدین کی حکومت کی تشکیل ہی ہے اور کوئی دوسرا حل نہیں۔

روس اور اس کے غلام جس کسی شخص کو اپنی مرضی کے مطابق افغانستان کا نیا سربراہ تعین کرے۔ اسے افغان مجاہد عوام کسی بھی صورت میں قبول کرنے کو تیار نہیں۔

روسیوں کے ایما پر داؤد خان ایک کودتا کے ذریعے اقتدار پر پہنچا۔ روسیوں کا خیال تھا کہ شاید داؤد خان کے اقتدار میں آتے ہی روسی اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیوں کہ داؤد خان کا تعلق افغانستان کے ایک شاہی گھرانے سے تھا۔ وہ سالوں سال افغانستان میں حکومت کر چکا تھا۔ شاید عوام کے دلوں میں اس کے لیے کوئی جگہ ہو اور اس طرح وہ اپنے عوام کو دھوکہ دے کر کامیاب ہو جاتے وہ چاہتے تھے کہ داؤد خان کے ذریعے وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کر لیں گے۔ لیکن ان کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہوا۔ پھر بھی دشمن نے سوشلزم اور مارکسزم کے اصولوں کو اپنے مارکسٹ حکمرانوں کے ذریعے افغانستان میں رائج کرنے لیکن پھر بھی وہ اپنے عزائم میں ناکام رہے، روسی ایجنٹ یکے بعد دیگرے موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ پھر روسیوں نے براہ راست فوجی مداخلت کی۔ لیکن ناکام رہے۔ اب ان کے لیے اور کوئی تجربہ کرنا باقی نہ رہا۔ اب خود روسیوں اور دنیا والوں پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شاہی خاندان کا کوئی بھی فرد یا کوئی دوسرا انسان کسی بھی حیلے بہانے سے افغان عوام پر حکومت نہیں کر سکتا۔ افغانستان میں صرف دو فریق ہیں۔

۱۔ مجاہدین اور ان کے حامی۔

۲۷ روسیوں کو سان کے حلقہ بگوش غلام۔ انکے علاوہ افغان قضیے کا کوئی تیسرا فریق نہیں۔

عالی قدر رہبر نے روسیوں کی سیاسی شعبدہ بازی کے بارے میں فرمایا:

روسیوں کے سبھی حیلے اور ہتھکنڈے مجاہدین کی شاندار کامیابیوں کے سامنے ناکام رہے۔ روسیوں کے سبھی وعدے سچائی سے دور تھے۔ روس اب بہت تھک چکا ہے۔ اور اس پریشانی کے عالم میں اپنے فرار کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔ لیکن ہمیں پھر بھی ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ دشمن جلال آباد میں نئے ہوائی اڈے قائم کر رہا ہے۔ گزشتہ دنوں کافی تعداد میں تازہ دم روسی فوج وارد افغانستان ہوئی۔ میدان جنگ میں جدید ترین اور مہلک ترین ہتھیاروں سے کام لیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں روسیوں کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیں اپنے قوی ایمان اپنے مستحکم مورچوں پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہمارے مورچے مضبوط رہے۔ ہمارے جہاد کا سلسلہ جاری رہا اور ہم ہمت ہار بیٹھیں یا دشمن کے غلط پروپیگنڈے کا شکار نہ بنے، تو دشمن کے سبھی امیدوں اور منصوبوں پر پانی پھر جائے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن دشمن کو ہمارے ملک سے بھاگ نکلنا ہے اور ہمارا اسلامی انقلاب ضرور کامیاب ہوگا۔

استاد محترم نے مجاہدین کے درمیان وحدت و یکجہتی کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ اس حساس اور خطرناک موقع پر ہمیں آپس میں لڑنا جھگڑنا نہیں چاہیئے۔ ہمارے اکثر بھائی اس بات پر خوش ہیں کہ وہ میدان جہاد میں پیش پیش رہ کر ہر وہ چیز اور وہ افتخار حوصیدان جہاد میں نصیب ہوتے ہیں۔ انہیں صرف اپنا حصہ سمجھیں اور اپنے کئے ہوئے وعدوں کو توڑ کر دوسروں کے خلاف مورچہ زن بنے۔ البتہ ایسی حرکتیں کسی کے بھی مفاد میں نہیں۔ ہمارے مخالفوں کے دلیر مخالفوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوسرے مجاہد بھائیوں کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں اور پہلے بھی بار بار کہہ چکا ہوں کہ جمعیت اسلامی افغانستان ۲۷ رجدی کے فیصلے اور اعلان کے مطابق جس میں دشمن کے خلاف قطعی طور پر جہاد کا اعلان کیا گیا تھا۔ آج بھی پوری ایمانداری کے ساتھ اسی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ میں افغانستان میں مجاہدین کی ایک حکومت کی تشکیل کا طرف دار ہوں۔ اس سلسلے میں اپنے وعدے سے پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں۔ مجاہدین کی صفوں میں وحدت کے بارے میں جہاں تک میرا تعلق ہے میں چاہتا ہوں کہ ساتوں تنظیموں کا اتحاد ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا اتحاد مستحکم اور مضبوط رہے اور ایک اسلامی حکومت قائم کر کے دشمن کے سارے پروپیگنڈوں کو خاک میں ملا دینا چاہیئے ہم اس ضمن میں اپنی پوری اور انتھک کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ اور اس سلسلے میں کوئی فروگزاشت نہیں کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سیاسی، نظامی اور نشر و اشاعت کے امور پر ہم ایک دوسرے کے قریب رہ کر متوازن کام انجام دیں اور اس طرح اپنے درمیان وحدت اور یکجہتی اور بھی مستحکم ہو جائے۔ اگرچہ ہماری نشریات اتنا اہم نہ تھیں لیکن موجودہ شرائط میں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی تبلیغات کو اور بھی وسیع مؤثر اور مفید بنائیں۔ ہم مفید تبلیغات کے ذریعہ ہی سودمند کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ کیمپوں میں علماء کرام بھی اس سلسلے میں مدد مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہمارے اخبار، اشراق روزمرہ کے حقائق اور قضایا کو عام فہم اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنی قارئین کی خدمت میں پیش کرے۔"

مسئلہ افغانستان جیسا اہم موضوع پر حکومت جمہوریہ اسلامی پاکستان اور خاص طور پر پاکستانی انصار بھائیوں نے جس خلوص، شجاعت، مردت اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے افغان مجاہد عوام کا بھرپور ساتھ دے کر جو اٹل موقف اختیار کر رکھا ہے۔ ہم اسے ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ حکومت پاکستان بار بار اپنے اس موقف کا اعادہ کر چکا ہے کہ وہ افغان مسئلے کے بارے میں اپنے اصولی موقف سے کبھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ وہ اپنی حمایت برابر جاری رکھے گا۔ ہم حکومت پاکستان کے اس نیک نیت موقف کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے روسیوں اور ان کے پٹھو دوں کے زبردست دباؤ کے باوجود اپنے موقف کو کما حقہ حفظ کر کے اس پر پابند ہیں۔ اسی طرح حکومت جمہوریہ اسلامی ایران اور ایرانی مسلمان بھائیوں نے بھی افغان مسئلے پر افغان مجاہد عوام کے برحق جدوجہد کی بھرپور حمایت کی ہے اور ہمیشہ ان کے مسلمہ حقوق اور ان کے جہادی مشن کے موضوع پر بین الاسلامی اور بین الاقوامی سطح کی محفلوں میں افغان مجاہد عوام کے جذبۂ حریت کے بارے میں اپنے نیک جذبات کا اعلان کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا یہ موقف کوئی نئی بات نہیں۔ انہوں نے تو ہمارے اسلامی انقلاب کے آغاز سے ہی یہی موقف اختیار کر رکھا تھا۔

پچھلے دنوں میں اپنے ایک دوستانہ سفر کے دوران اسلامی جمہوریہ ایران کے وزیر خارجہ جناب جناب عزت آب ولایتی سے ملاقات کی۔ اور باہمی گفتگو کے دوران جناب عزت آب ولایتی نے اپنے بیان میں اس امر کی ایک بار پھر تاکید کی کہ "ہم افغان مسئلے پر کسی ایک فیصلے کو قبول نہیں کر سکتے جو آپ کو قبول نہ ہو۔"

ہم حکومت جمہوریہ اسلامی ایران کے اس بہی خواہانہ اور قاطعانہ مؤقف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہم ان سبھی اسلامی ملکوں کا جنہوں نے افغان مسئلے کی حمایت کرتے ہوئے سیاسی اور مالی لحاظ سے ہمارے مظلوم، نہتے اور رنجیدہ مسلمان عوام کی امداد کی ہے۔ ہم ان کا بھی اپنے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ہاں یہاں پر ضرور کہوں گا کہ افغان مسلمان عوام، مستقبل خود افغان مجاہد عوام ہی تعین کر سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ کریں گے۔ ہم کسی کو بھی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ افغانستان کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں۔

ہمیں یقین ہے کہ ہمارا اسلامی انقلاب اس حساس موڑ پر اپنی کامیابی کی منزل کی جانب گامزن ہے۔ لہٰذا ہمیں نا امید اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اس انقلاب کے دوران جن جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور سامنا ہے ہے وہ سب دشمنی کے وسائس تھے۔ اور آئندہ بھی ہمیں ایسی ہی مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ کیوں کہ یہ ایک فطری بات ہے کہ انقلاب کے دوران ایک قوم کو شکست و ریخت اور نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان شکست و ریخت سے ہمارے جہادی مشن اور ہمارے روحیہ میں کوئی کسر نہیں آنی چاہیئے۔

ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی ہمارے درمیان اتحاد اور وحدت کی فضا قائم ہو جائے گی۔ کوئی چاہے یا نہ چاہے ہمارے مجاہدین کی صفوں میں اتحاد مزدور قائم ہونے والا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جو کام ہم نے کل کرنا ہے۔ اگر اسے آج ہی انجام دیں تو بہتر ہوگا میری آپ سبھی علماء کرام، اہل قلم، دانشمندوں اور سیاست دانوں سے بس ایک ہی خواہش ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں عوام کو اطمینان دلائیں کہ ہمارا اسلامی انقلاب ضرور کامیاب ہوگا۔ اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت تشکیل دی جائے گی۔ اور انشاء اللہ ہم اپنے وطن عزیز میں پرجلال اسلامی پرچم تلے ایک باوقار اور آبرومندانہ زندگی گزاریں گے۔

جنیوا مذاکرات سے

کیا توقع وابستہ کی جاسکتی ہے؟

تحریر: مولوی سید کامل
ترجمہ: سید عبداللہ

گذشتہ دنوں جاپان کے ایک خیرسگالی وفد نے جس کی قیادت جاپان کے ایک عالی رتبہ افسر کر رہے تھے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سفر کیا وفد کے قائد نے اپنے معین افراد سمیت پشاور میں مختلف مقامات پر افغان مجاہدین اور مہاجرین سے ان کی خیمہ بستیوں میں ملاقاتیں کیں۔ ملاقات کے دوران موصوف نے افغان مجاہدین کے جذبۂ جہاد اور حریت کو سراہا اور اپنی حکومت کی جانب سے افغان مجاہدین اور مہاجرین کی مکمل حمایت کا اعلان کیا اور انہیں یقین دلایا کہ ان کی حکومت افغان مجاہدین اور مہاجرین کی ہر ممکن امداد کرے گی اور یہ تعاون اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک افغان مہاجرین بخیر و عافیت اور عزت و وقار کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس نہیں لوٹ جاتے

انہوں نے افغان مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے صاف الفاظ میں یہ انکشاف کیا کہ روسی جنیوا مذاکرات کی وساطت سے ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ افغان مسئلے کا کوئی قابل قبول حل نکل آئے۔

یہ قیاس آرائیاں کہ جنیوا مذاکرات کا آئندہ دور فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ اس دوران بالواسطہ بات چیت میں شامل دونوں فریق افغانستان سے روسی فوج کے انخلاء کے بارے میں ٹائم ٹیبل کے تعین کریں گے وغیرہ وغیرہ

یہ سب کچھ حقیقت سے عاری ہیں کیونکہ روس کی دلی تمنا یہ نہیں کہ جنیوا مذاکرات اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھے اور کوئی قابل قبول فیصلہ نکل آئے۔ بلکہ جنیوا مذاکرات سے روس کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ کابل میں اپنی پٹھو حکومت کو تسلیم کرائے۔ روس اسی مقصد کے لئے لیت و لعل سے کام لے رہا ہے۔

دنیا والوں کو یہ تاثر دینا کہ گویا افغان مسئلے کے چار نکاتوں میں سے تین تو پہلے ہی حل ہو چکے ہیں اور آخری نکتے میں بھی کافی پیشرفت ہوئی ہے۔

> افغان مسئلے کا واحد حل افغانستان میں صرف مجاہدین کی حکومت کی تشکیل ہی ہے اور کوئی دوسرا حل نہیں۔
>
> استاد ربانی
> رئیس جمعیت اسلامی افغانستان

کہا جاتا ہے کہ جنیوا مذاکرات کے اس آخری راؤنڈ میں صرف یہ طے کرنا باقی رہ گیا ہے کہ کس شخص کو کابل حکومت کی مسند اقتدار پر بٹھایا جائے؟ اور وہاں کس قسم کا نظام حکومت رائج کیا جائے؛ یہ سب باتیں قصۂ پارینہ بن گئی ہیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ روس افغانستان میں اپنے پاؤں جمانا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں اس کی موجودہ کٹھ پتلی انتظامیہ بحال خود باقی رہ کر اپنی پوزیشن کو اور بھی مضبوط کرلے

روسی اس لئے جنیوا مذاکرات کو طول دے رہے ہیں۔ تاکہ حالات سے اور موقع سے فائدہ اٹھا کر وہ افغان مجاہدین کی تحریک مزاحمت کو کچل ڈالے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس راؤنڈ سے بھی کوئی فائدہ مرتب نہ ہوگا۔

روسی چاہتے ہیں کہ بات چیت کے ذریعے ایسا فارمولا نکالا جائے۔ جس سے موجودہ کابل انتظامیہ کا پایۂ اقتدار مستحکم ہو جائے اور دنیا والوں سے اسے تسلیم کرا لیا جائے۔

پچھلے سال کے آخر میں روسی حکمرانوں نے افغانستان سے اپنی چھ رجمنٹ فوجیوں کو واپس بلانے کا جو اعلان کیا تھا وہ بھی محض ایک دھوکہ اور فریب تھا۔ کیونکہ افغانستان میں اُن فوجیوں کی موجودگی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ پھر بھی اُن کی بجائے تازہ دم فوج کو افغانستان بھیجا گیا اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تازہ دم فوج کے علاوہ روسی ہر شب ایک سو سے لے کر ایک سو بیس جہاز جن میں جدید جنگی ساز و سامان لدے ہوتے ہیں۔ کابل ائیر پورٹ پر رات کی تاریکیوں میں اُترتے دیکھے گئے ہیں۔ خصوصی اطلاعات کے مطابق ان مہلک ہیلی کاپٹروں میں دو مار قو ہیں اور میزائل شامل ہیں۔ اور یہ اسلحہ اس لئے لایا جا رہا ہے کہ افغان مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کو کچل دیا جا سکے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں روسی سفیر کا یہ بیان جو اس نے پچھلے مہینے کراچی کی ایک تقریب میں دیا تھا۔ منافقت سے خالی نہیں۔

روسی سفیر کا کہنا تھا " جب تک افغانستان پر باہر سے فوجی مداخلت کا سلسلہ بند نہ کیا جائے روس افغانستان کی موجودہ انتظامیہ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتا۔"

ایک مشہور فارسی کہاوت ہے

" دزد را نگیر کہ دزد ترا خواہد گرفت"

یعنی آپ چور کو نہ پکڑیں، چور آپ کو پکڑ لیگا۔

افغانستان میں روسیوں نے فوجی مداخلت کی اور وہی حملہ آور ہوئے روسی سرحدوں کے سوا تو اور کسی طرف سے بھی افغانستان کو خطرہ نہیں اور نہ ہی افغانستان میں مداخلت کی جا رہی ہے۔ لیکن پھر بھی صلح، دوستی اور شرافت کا دیرینہ دشمن اپنے کئے گئے مظالم کو صیغۂ راز میں رکھ کر یہ الزام دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔

اکثر لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ گویا روسی پالیسی میں لچک رونما ہوئی ہے۔ روسی عالم گورباچوف کے لب و لہجے میں نرمی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ حکومت پاکستان اور مجاہدین کے رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ گورباچوف کے لب و لہجے میں نرمی کا رونما ہونا اور ان کی پالیسی میں لچک کا نمودار ہونا بھی ایک دھوکہ ہے۔ یہ ایک چال ہے۔ جو افغان مجاہدین کو پھنسانے کے لئے اس نے پھیلایا ہے۔ یہ سارے وعدے، نعرے، دعوے لفظی ہیں۔ عملی لحاظ سے اس میں حقیقت کے قطعی طور پر کوئی روشن آثار دکھائی نہیں دیتے لہٰذا جنیوا مذاکرات یا اس طرح کی کوئی اور کانفرنس میں لفظی وعدوں سے افغان مسئلے کے حل کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ صرف لفظی جمع خرچ ہے جس عمل میں ہماری کامیابی کا راز چھپا ہے اور جو افغانستان کے مسئلے کے حل کی ضمانت دیتا ہے وہ امر ہے مسلحانہ جہاد کا۔

انشاء اللہ ہمارا یہ اٹل اور ٹھوس موقف ہے کہ ہم افغان مسئلے کے حل اور افغانستان کی اسلامی سرزمین پر ایک بار پھر اسلام کا پرچم لہرانے تک اپنی انتھک جہادی مشن کو جاری رکھیں گے۔ اور اپنی آزادی کی دشمن سے اس وقت تک لڑتے رہینگے جب تک اس کے ناپاک قدموں کو اپنی مقدس سرزمین سے باہر نکال نہ دیں۔

اس وقت تک لڑتے رہیں گے
جب تک ہمارے جسم میں خون کا
ایک قطرہ بھی باقی ہو۔

• اس وقت تک لڑتے رہیں گے
جب تک ایک بھی افغان زندہ ہو۔

• اس وقت تک جہاد کرتے رہیں گے
جب تک اسلام کا پرچم تا شققہ اور
بخارا میں نہ لہرائیں۔

مجاہدین نہایت خوشی سے جہاد کی طرف جا رہے ہیں۔

تحریر: مولوی زاھدی احمدزئی

اخلاق کی اھمیّت

انسانی زندگی میں اخلاق و اعمال بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ انسان کو جو فوقیت و برتری حیوانوں کے مقابلہ میں حاصل ہے وہ اخلاق و اعمال ہی کے سبب حاصل ہے۔ انسان اگر اخلاق سے عاری ہو جائے۔ تو پھر وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ انسان کے اخلاقی وجود کی بقا و نشوونما ہی اس کی انسانی حیثیت کی بقا کی ضامن ہے۔ اخلاق و اعمال کی صورت میں جن محاسن و مکارم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی خیر و حسن و رعنائی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پھول رنگ و بو بکھیرتا ہے۔ جس سے ہماری طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اخلاق وہ حسن و خوشبو ہے۔ جس کی رسائی باصرہ و شامہ سے آگے بڑھ کر قلب و روح تک ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ دلوں میں خوشبوؤں کے جھونکے پہنچتے ہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ جو حسن و لطافت اخلاق میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے اخلاق کے ترجمان ہوتے ہیں اچھے اعمال اخلاقی پاکیزگی کے بغیر ظہور میں نہیں آ سکتے۔

جہاں شعور و ارادہ پایا جاتا ہے وہیں اخلاقِ معرضِ وجود میں آتا ہے۔ جہاں شعور نہ ہو یا جہاں ارادہ و عمل کی آزادی نہ ہو۔ وہاں کوئی اخلاق نہیں ہوتا اپنے قصد و ارادے کی قوت کو آدمی کس طرح استعمال کرتا ہے۔ اس کا تعلق اس کے اخلاق سے ہے۔ اگر اس کا اخلاق بلند نہیں ہے اور اُسے اخلاق کی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکی ہے تو اس کے ارادہ و عمل سے حسنِ اخلاق ظاہر ہونے کے بجائے بداخلاقی کا اظہار ہوگا۔

انسانی اخلاق کے پیچھے یوں تو بہت سے عوامل کام کرتے ہیں۔ لیکن کسی کے اخلاق کی تعمیر میں جس چیز کا سب سے زیادہ دخل ہوتا ہے وہ اس کا تصورِ حیات ہے۔ جس کے ساتھ وہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے اگر تصورِ حیات اور مقصدِ زندگی اس کا صحیح بلند اور حسن و خیر کامل نہیں ہے۔ تو اس کے اخلاق و اعمال میں کسی صحت، بلندی اور حسن و خیر کا سراغ نہیں مل سکتا خلق حقیقت میں آدمی کا اپنا وہ ذوق اور فطرت "NATURAL" ہے جس کے تحت اس کے اعمال بے تکلف وقوع میں آتے ہیں اس ذوق و فطرت کے بنانے میں آدمی کا اپنا بڑا دخل ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنے اخلاق کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

ایمان کے بغیر مطلوبہ اخلاق کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ ایماں اصل میں حقیقت کی پہچان اور اس کے مان لینے کا نام ہے۔ حقیقت کے شعور سے ہی آدمی کے اندر پاکیزہ جذبات و احساسات پیدا ہوتے ہیں اور اس کے خیالات میں بلندی اور وسعت آتی ہے اور وہ اس مقام کو پا لیتا ہے۔ جہاں زندگی کے صحیح تصور اور زندگی کی اس نشاط انگیز کیفیت سے آشنا ہو جاتا ہے۔ جس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کو بھی وہ ترجیح دے سکتا۔

اس لئے دنیا کے سارے مذہبوں کی بنیاد اخلاق ہے۔ چنانچہ اس عرصۂ ہستی میں جس قدر پیغمبرؑ اور مصلح آئے، سب کی یہی تعلیم رہی کہ سچ بولنا اچھا۔ اور جھوٹ بولنا بُرا ہے، انصاف بھلائی اور ظلم برائی ہے، خیرات نیکی، اور چوری بدی ہے۔ لیکن مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ خود آپؐ نے فرمایا:

"بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ"

یعنی میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

یہ حدیث امام مالکؒ کی موطا کی روایت ہے۔ مسند احمدؒ، بیہقی اور ابن سعد وغیرہ میں اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ:

"اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

یعنی میں تو اس لئے بھیجا گیا کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کروں۔

اور شرح السنۃ میں حضرت جابرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ"

یعنی "اللہ تعالیٰ نے مجھے اخلاقی خوبیوں اور محاسن اعمال کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے۔"

چنانچہ آپؐ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کر دیا۔ ابھی آپؐ مکہ ہی میں تھے کہ ابوذرؓ نے اپنے بھائی کو اس نئے پیغمبر کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر اُس کی نسبت اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی وہ یہ تھے:

"رَأَیْتُہٗ یَأْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ"

(رواہ مسلم)

یعنی "میں نے اُن کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے تھے۔"

اخلاق و عمل کی اس مختصر تشریح سے جو میں نے اوپر بیان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی معنویت بخوبی سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی کہ "میری بعثت اخلاقی خوبیوں اور محاسن اعمال کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے۔"

آپؐ کی بعثت کا مقصد، زندگی کے ہمہ گیر پہلوؤں پر حاوی ہے۔ فکر و نظر کی دنیا نے کر ذوق و جذبات اور عملی زندگی کے ہر پہلو کی درستی و اصلاح نشوونما اور تکمیل آپؐ کی بعثت کی غرض و غایت ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے۔ جو آپ کی رہنمائی اور ہدایت سے غیر متعلق ہو۔ دین کا ہر پہلو اس کے دوسرے پہلوؤں سے اس طرح مربوط ہے کہ ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر پہلو فطری طور سے دوسرے پہلوؤں کا مقتضی ہے اور ہر پہلو کی بقا دوسرے پہلوؤں کے ساتھ وابستہ ہے۔ دین کا یہی وہ خاص وصف ہے۔ جس کی وجہ سے دین کی تعبیر آپ جس دینی قدر کے ذریعہ سے کریں وہی دین کی صحیح تعبیر ٹھہرے گی۔

مثلاً اگر آپ یہ کہیں کہ دین حقیقت میں صبر کا نام ہے۔ تو یہ تعبیر غلط نہ ہوگی۔ اس لئے کہ صبر اپنی وسعتوں پر پورے دین پر حاوی ہے اس سے دین کا کوئی پہلو بھی الگ نہیں کیا جا سکتا، نصوص سے بھی آپ اپنے دعوے کو آسانی مدلل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح آپ اگر یہ کہتے ہیں کہ دین در اصل شکر کو کہتے ہیں۔ تو دین کی تعبیر بھی صحیح ثابت ہوگی۔ شکر کا مفہوم بھی دینی لحاظ سے اپنے اندر ایسی وسعت رکھتا ہے۔ جس میں پورا دین سمایا ہوا ہے، نصوص سے بھی اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ دین حقیقت میں عین اخلاق ہے۔ تو یہ بھی سو فیصدی صحیح اور درست ثابت ہوگی۔ چنانچہ ایک شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہے کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ حسن اخلاق کو۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَسَّمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَّمَ بَیْنَکُمْ اَرْزَاقَکُمْ وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ۔ فَمَنْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ الدِّیْنَ فَقَدْ اَحَبَّہٗ۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ۔ وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ" (رواہ احمد و بیہقی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے مابین اخلاق کو اسی طرح تقسیم فرمایا جس طرح اس نے تمہارے مابین رزق تقسیم فرمایا ہے خدا دنیا تو ہر اس شخص کو بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اُسے بھی جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ لیکن دین صرف اُسی کو عطا فرماتا ہے۔ جسے وہ پسند کرتا ہے۔ پس جسے خدا نے دین عطا فرمایا ہے اُسے وہ محبوب رکھتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بندہ اس وقت تک مسلم نہیں ہوتا جب تک اُس کا دل اور اُس کی زبان بھی مسلم نہ ہو جائے اور بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی برائیوں سے ماموں و بے فکر نہ ہو۔

اس حدیث میں دین کو اخلاق کی جگہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اخلاق عین دین ہے اور دین عین اخلاق ہے۔ اگر کوئی شخص مطلوبہ محاسن اخلاق سے اپنے کو آراستہ کرنے میں ناکام ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ابھی دین سے بیگانہ اور نا آشنا ہے

حسن اخلاق کی اہمیت کا اندازہ مختلف احادیث سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا

(رواہ البخاری و مسلم)

یعنی بیشک تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ

احمد شاہ {ابوالہاب} وحدت یار
Ahmad Shah Wahdat Yar

ماہنامہ
مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر صوبہ کنڑ کے محاذ پر دشمن
کے ٹھکانوں کا جائزہ لے رہے ہیں

اَلْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ"
"مومن بندہ کی میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے زیادہ کوئی اور چیز بادزن نہ ہوگی۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا ہے:

"اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا"
"ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ مومن ہے۔ جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔" (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَۃَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (رواہ ابوداؤد)

"مومن اپنے اچھے اخلاق کی بدولت روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پا لیتا ہے"

ابوداؤد میں ایک اور حدیث ہے۔ جس میں آپؐ کا ارشاد ہے۔

"اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَاِنْ کَانَ مُحِقًّا وَبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْکَذِبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا وَبِبَیْتٍ فِیْ اَعْلَی الْجَنَّۃِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ (رواہ ابوداؤد)

"میں اس شخص کے لئے جنت کے سامنے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا اور اس شخص کے لئے جنت کے اندر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ جس نے جھوٹ چھوڑ دیا۔ اگرچہ وہ مزاحاً بولتا رہا ہو۔ اور اس شخص کے لئے میں جنت کے سب سے بلند حصہ میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں۔"

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اسلام نے اخلاق کو دین میں وہی اونچا مقام دیا ہے حقیقت کی نگاہ میں جو بلند مقام اُسے انسانی زندگی میں حاصل تھا۔ کیونکہ انسان

> ہم حکومت جمہوریۂ اسلامی ایران اور ایرانی مسلمان بھائیوں کے بھی شکر گزار اور ممنون ہیں جنہوں نے ہمیشہ افغان مسئلے کے حل کے بارے میں قاطعاً اور بھی خواہانہ موقف اختیار کر رکھا ہے۔
>
> پیر فلیہ سربان الدین ربانی

اخلاق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دین انسانی زندگی کی تعبیر و تشریح ہے۔ اس لئے دین میں بھی اخلاق کو وہی مقام حاصل ہے جو مقام اسے انسانی زندگی میں حاصل تھا۔

ہم مانتے ہیں کہ دنیا میں حضرت رسول اکرمؐ سے پہلے بھی نوع انسانی کے بڑے بڑے معلم پیدا ہوئے ہیں۔ جن کے مکتب میں آج بڑی بڑی قوموں نے ادب کا زانو تہہ کیا اور ادب و اخلاق کے وہ سبق ان سے حاصل کئے جو سینکڑوں اور ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی اب تک اُن کو یاد ہیں۔" اور سچ تو یہ ہے کہ آج بھی اگر غیر اسلامی قوموں میں اخلاق کا کوئی نمونہ ہے۔ تو انہی کی صحیفۂ تعلیم کا ایک ورق ہے۔ لیکن ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے آخری معلم کی اخلاقی تعلیم میں مقصد و کمیت رسی اور فرمان الٰہی کے نکتہ وری، امر ربانی اور حکیم فطرت، کتاب اور حکمت دونوں کی آمیزش ہے اور یہی امتیازی فرق کے بنا پر ہے جو اقوام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم و تلقین کے بڑے بڑے مدارج اور مراتب پر پہنچیں، وہاں تک افلاطون، سقراط اور ارسطو کے اخلاقیات پڑھانے والا ایک شخص بھی پہنچ نہ سکا۔

اخلاقیات پر یہ عریض اور طویل تقریر لکھنے سے ہمارا مطلب اور غایہ مسلمانان عالم کو یہ یقین دلانا ہے کہ اخلاق و عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں اور جہاں اخلاق نہ ہوں وہاں اعمال کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

❀❀❀

اعلان حمشدگی

افغان مجاہد اقبال علی شاہ ولد محذوم شاہ جس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں۔ تقریباً ایک ماہ سے لاپتہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو افغان مجاہد اقبال علی شاہ کے بارے میں کچھ علم ہو تو براہ کرم پشاور میں جمعیت اسلامی افغانستان کے کسی ایک قریبی دفتر میں اطلاع دے کر شکریہ ادا کرنے کا موقع دیں۔ (شکریہ)

تحریر: میرزا خیل

ایک نام نہاد پشتو عالمی کانفرنس

سال رواں کے ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو پشاور شہر کے کیونٹی ہال میں چند سوشلسٹ ادیبوں کی طرف سے جس نام نہاد پشتو عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ وہ کراچی اور پنجاب میں منعقد شدہ اسی قسم کا نفرنسوں کے سلسلے کی ایک کڑی تھی جو ملک میں حالات کی نزاکت کے پیش نظر ایک دشمن ملک کے اشارے اور تعاون سے اپنے مخصوص نظریاتی دائرہ کو پاکستان کے چاروں صوبوں میں وسعت دینے اور یہاں کے غیور مسلمانوں سے تصادم اور اس کے نتیجے میں روسی آقاؤں کو پروپیگنڈے کا ایک تر نوالہ دینے کی غرض سے منعقد کی گئی تھی۔

اس نام نہاد کانفرنس کے لئے گزشتہ دس مہینوں سے تیاریاں کی جارہی تھیں اور بیرونِ ملک سے وقتاً فوقتاً ہدایات کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور مادی امداد کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ اور جب یہ سب کچھ مکمل ہوا۔ تو ایک ڈرامائی انداز میں کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ درحقیقت کانفرنس کے انعقاد میں طوالت کا یہ ڈرامہ اس لئے کھیلا گیا۔ تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ کانفرنس کے منتظمین کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ چنانچہ اپنے اس اُلّو کو سیدھا کرنے اور عام لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی غرض سے بظاہر چندہ اکٹھا کرنے کی خاطر کچھ رسیدیں بھی آلۂ کاروں میں تقسیم کی گئیں۔ لیکن ہماری معلومات کے مطابق رسیدبکوں اور خود کانفرنس کے سرکردہ افراد کے کوئٹہ اور کراچی تک کے دوروں میں جو چندہ جمع کیا گیا۔ وہ کانفرنس کے اخراجات کے مطابق آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں

کانفرنس کے لئے ابتدائی تیاریوں میں پشتو کے عام ادیبوں کو یہ تاثر دیا جاتا رہا۔ کہ یہ کانفرنس صرف اور صرف پشتو زبان و ادب کی ترویج اور پشتون ادیبوں کو درپیش مسائل کے بارے میں منعقد کیا جارہا ہے۔ لیکن کانفرنس کی انتظامی کمیٹی کے آخری دو اجلاسوں میں یہ حقیقت اس وقت کھل کر سامنے آگئی۔ جب ذکر شدہ اجلاسوں میں پشتون ادیبوں کی اکثریت کو اچانک بائیں بازو کی چند سیاسی جماعتوں کے سرکردہ اور سرگرم افراد کی اکثریت نے اقلیت میں بدل ڈالی۔ چنانچہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے ایک پشتون ادیب سے نہایت تشویش اور تعجب کے عالم میں یہ کہتے ہوئے سُنا گیا۔ کہ "ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا اور ہمیں ہائی جیک کیا گیا"

دراصل کانفرنس کے منتظمین بیرونی آقاؤں کی ہدایات کے مطابق آخر وقت تک اپنے مقاصد کو نہایت رازدارانہ انداز میں چھپائے ہوئے تھے۔ اور عین موقع پر اپنے چہروں کا اصل رُخ سامنے لاکر تمام شعراء اور ادباء کو حیرت میں ڈالا یہی وجہ تھی کہ اس کے بعد غیر سوشلسٹ ادیبوں نے کانفرنس کا بائی کاٹ کیا۔

۲۱ اپریل کو کانفرنس کی پہلی نشست میں جو کچھ ہوا۔ اس سے کانفرنس کے انعقاد سے پہلے ان افواہوں کی تائید ہوتی ہے کہ یہ کانفرنس پشتون زبان و ادب کی ترویج اور پشتون ادیبوں کو درپیش مسائل کے آڑ میں افغانستان پر روسی جارحیت کو ادیبوں کی سطح پر تسلیم کرنے اور روسی موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے حالات کو سازگار اور فضا کو ہموار بنانے کی خاطر ایک سیاسی چال کی ناکام کوشش تھی۔

اس نام نہاد عالمی کانفرنس میں باچاخان کی سیاسی تقریر، عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ ولی خان، بیگم نسیم، پیپلز پارٹی اور مزدور کسان پارٹی کے راہنماؤں کی موجودگی اور انہی سیاسی پارٹیوں کے ورکروں کی اکثریت کے علاوہ بلوچستان کی بائیں بازو کی دو سیاسی پارٹیوں "ملی اتحاد" اور "پاکستان

نیشنل پارٹی" کے افراد کی شمولیت نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ کانفرنس نہ صرف روس نواز دل کی جانب سے روس کی خوشنودی کے لئے ایک سوشلسٹ اور سیاسی کانفرنس تھی بلکہ سرحد پار کے ادیبوں کے پیغامات سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی۔ کہ یہ سب کچھ کابل میں کٹھ پتلی حکومت کے ایما پر ہوا۔

تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ افغانستان میں مقیم افغان گمنام ادیبوں کو تو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن پاکستان میں اُن مہاجر افغان ادباء اور شعراء کو نظر انداز کیا گیا۔ جن کی بغیر پشتو ادب کی تاریخ نامکمل ہے۔ نیز صوبہ سرحد کے ۹۵ فیصد اُن ادیبوں کو بھی نظر انداز کیا گیا۔ جو سوشلسٹ نظریات کے حامی نہیں یا اسلامی تنظیموں سے تعلق رکھتے ہیں۔

کیا ایسی صورت میں اس نام نہاد کانفرنس کو جس میں پشتو لکھاری آٹے میں نمک کے بھی برابر نہیں تھے۔ ہم پشتو عالمی کانفرنس کہہ سکتے ہیں؟ درحقیقت کانفرنس میں سوائے افغانستان کے ادیبوں کے بیرونی کسی ملک میں کسی بھی ادیب یا شاعر نے شمولیت کی خواہش کی ہے اور نہ اس میں دلچسپی کا اظہار

کانفرنس میں چند مہمان ادیبوں کے لئے ہوٹلوں میں قیام اور وہاں سے کانفرنس ہال تک ٹرانسپورٹ کے انتظام کا جو ڈھونگ رچایا گیا تھا۔ وہ محض لوگوں کو فریب دینے کے لئے ایک فراڈ تھا۔ کیونکہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کے دیگر اضلاع سے آئے ہوئے تقریباً دس بارہ ادیب اور دانشور اپنے ذاتی اخراجات پر ہوٹلوں میں قیام پذیر تھے۔ کانفرنس کے دوران دوپہر اور شام کے کھانے کا جو انتظام کیا گیا تھا۔ اس میں صرف اُبلے ہوئے چاول دیئے گئے جسے تو ہمنوں اور متوسط طبقہ کے لوگوں نے منہ تک نہیں لگایا۔

کابل میں کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے منتظمین کانفرنس کو باچا خان کے گھرانے کو خاص اہمیت کی ہدایات دی گئی تھیں۔ تاکہ کانفرنس میں مسئلہ افغانستان پر روسی پالیسیوں کی حمایت کو کے حق میں با چا خان کے گھرانے کو امتیازی حیثیت دینے کی تمام تر ہدایات سرحد پار سے آئی تھیں۔

حسب عادت باچا خان نے اپنی تقریر میں افغانستان کے جہاد کو روس اور امریکہ کی جنگ سے تعبیر کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم یہاں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ باچا خان نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جو جنگ لڑی تھی اگر آج اسے کوئی روس اور انگریز کی جنگ کہے۔ تو باچا خان کیا فرمائیں گے؟

ہم عدم تشدد کے اس سب سے بڑے علمبردار سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ جن دنوں باچا خان نہرو ایوارڈ کے حصول کے لئے بھارت تشریف لے گئے تھے۔ تو وہاں ہندو مسلم فسادات کے موقع پر انہوں نے عدم تشدد کی پالیسی کا علم بلند کرکے بھوک ہڑتال شروع کردی اور اعلان فرمایا۔ کہ جب تک ہندو مسلم کا یہ فساد ختم نہ ہو۔ اُن کی ہڑتال جاری رہیگی لیکن کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ افغانستان میں آپ کی موجودگی میں روسی درندے جب آپ کی قوم کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ تو اس وقت آپ کے عدم تشدد کے فلسفے کو کیا ہوا؟ اور آپ کی رگ حمیت میں عدم تشدد کے فلسفے کا احساس کیوں نہ پھڑکا؟ تیسری گزارش یہ ہے کہ صوبہ سرحد کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے آپ کی قربانیاں اپنی جگہ لائق احترام ہیں اور ہم آزادی کی اس جدوجہد کے لئے آپ کو سلام کہتے ہیں۔ لیکن آج پورے افغانستان کو سرخ استعمار نے پنجۂ غلامی میں جکڑ دیا ہے۔ پھر ایسی صورت میں جب کہ آپ ہی بھی ماشاء اللہ "فخر افغان" اور آپ نے افغانستان میں اپنے قیام کے

> ہم ان سبھی اسلامی ملکوں کا جنہوں نے افغان مسئلے کی حمایت کرتے ہوئے سیاسی اور مالی لحاظ سے ہمارے مظلوم، بہنے اور غم زدہ مسلمان عوام کی امداد کی ہے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔
>
> برہان الدین "ربانی"
> امیر جمعیت اسلامی افغانستان

دوران اپنی تقریروں میں کئی بار افغانستان کو اپنے باپ دادا کا وطن بھی کہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پشتونوں کے ایک چھوٹے سے صوبے یعنی صوبہ سرحد کی آزادی کے لئے تو آپ نے کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن بقول آپ کے اپنے باپ دادا کے اسی وطن یعنی افغانستان کو روسی چنگل سے آزاد کرانے کے لئے جدوجہد تو کیا۔ زبانی ایک لفظ بھی نہ کہنے میں آخر مصلحت کیا ہے؟

نام نہاد پشتو عالمی کانفرنس میں باچاخان کی تقریر کے حوالے سے ان کی سیاسی جدوجہد کے پس منظر میں اس قسم کے سوالات کا ذہن میں ابھرنا ایک فطری بات ہوتی ہے۔ بہرحال بات کانفرنس کی ہو رہی تھی جس کے دوسرے روز آخری نشست کی محفل موسیقی کے دوران شراب کے نشے میں مست چند افراد کی ہلڑبازی جو کافی دیر تک کانفرنس کی کارروائی میں رکاوٹ کا باعث بنی ہوئی تھی کے بارے میں ہم اس امکان کو خارج از حقیقت نہیں کر سکتے کہ کانفرنس میں شراب نوشی کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔

۲۱ اپریل کانفرنس کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ دوسری نشست میں جب ایک قرارداد کے ذریعے کانفرنس کے چیئرمین کا دوسری کانفرنس تک بحالی کی تجویز پیش کی گئی۔ تو اس سے حاضرین کی ایک واضح اکثریت نے اس قرارداد کے خلاف جذباتی انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

چند لمحوں کے بعد سوائے قرارداد کے محرک کے تمام حاضرین مشتعل ہو کر سٹیج پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن چند ادبی شخصیتیں کام آئیں اور بچ بچاؤ کر کے قرارداد کے محرک اور خود چیئرمین کو بے عزتی سے بچا لیا۔ مخالفین چیئرمین کے خلاف نعرے لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس نے ایک ادبی کانفرنس میں سیاسی لیڈروں کو مدعو کر کے اسے سیاسی کانفرنس میں بدل دیا۔ یہ بھی سننے میں آیا کہ چیئرمین نے اس کانفرنس میں گندم نما اور جوفروش کا جو کردار ادا کیا۔ اس کا تقاضا ہے کہ اُسے آئندہ ایسی کانفرنسوں میں ایک شاعر کی حیثیت میں بھی شامل نہ کیا جائے

چنانچہ فضا کو اپنے خلاف دیکھ کر چیئرمین اتنا گھبرایا اور اتنا حواس باختہ ہوا کہ وہ اس آخری دن کی آخری مشاعرے کی نشست بھی بھول کر کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔ لیکن بعض لوگوں کی یاددہانی پر جب چیئرمین کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تو اس نے اعلان واپس لے لیا

بہرحال قرارداد کے خلاف ۹۹ فیصد اکثریت کی غیض وغضب کا نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ چیئرمین کو ختم کیا گیا اور بلوچستان کے ایک ادیب اور دانشور کو ایک سٹیرنگ کمیٹی بنانے کا اختیار دیا گیا۔ جو چیئرمین کی غیر موجودگی میں نئے چیئرمین کے انتخاب تک دوسری پشتو عالمی کانگرس کے لئے کام کرتی رہے گی۔

کانفرنس کی آخری نشست میں مشاعرے کے دوران ایک بار پھر اختلاف نے سر اٹھایا اور بات تلخ کلامی اور گالی گلوچ تک بڑھائی۔ مار پیٹ تو نہ ہوئی لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ آئندہ سوشلسٹ ادیبوں کی طرف سے اس قسم کی کانفرنس کے تمام امکانات ختم ہو گئے کیونکہ اس کانفرنس نے واضح کیا۔ کہ پشتو ادب کو ایک نظریہ کے لئے پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا گیا۔

بہرحال کابل کی کٹھ پتلی حکومت اور باتیں بازو کی چار سیاسی جماعتوں کی پشت پناہی اور ہر قسم کی تعاون کے باوجود یہ ایک سیاسی کانفرنس تھی جو اپنے منتظمین کے قول اور فعل میں واضح فرق کی وجہ سے ناکام اور نامراد ہوئی

روسیوں سے چھینا ہوا ایک ٹینک مجاہدین کے قبضے میں

تحریر:۔ عبدالحبیب ہمدرد

قیامت کے دن ملاقات

دور آسمان بیکراں پر مغرب کی جانب سورج آہستہ آہستہ اپنی منزل کا ٹتا اپنے چاروں طرف سرخ لال رنگ بکھیرتا آسمان کی گود میں سمٹتا جا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی فلک بوس آتش فشاں پہاڑ لاوا اگل رہا ہو۔ گاؤں والے آسمان پر یہ سرخ نما لالی کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔ مگر نہ جانے کیوں یہ منظر میری پریشانیوں میں اور بھی اضافہ کر رہا تھا؟ میرا سر چکرا گیا۔ زمین میرے پاؤں تلے سے سرک گئی۔ دل میرا زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اور یہ کا یک کسی آنے والے کل کے حادثے نے میرے ضمیر کو جھنجھوڑ دیا۔

رات کی تاریکی فضا پر اپنا راج جما رہی تھی۔ میرے اردگرد کے ماحول میں سکوت اور خاموشی چھا گئی۔ چاروں طرف پراسرار خاموشی اور خوفناک ویرانے کا سماں کا احساس مجھے ہونے لگا اور پھر میرے دل و دماغ میں طرح طرح کے سوالات ابھرنے لگے۔ اور میں سوچ و فکر کے عالم میں ڈوبا جانے لگا۔ کبھی میں اپنے اس وہم دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کی انگلی اپنے دانتوں تلے دبا کر اپنے آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا مگر میں اپنے آپ کو عالم بیداری میں پاتا۔

یوں تو سردیوں کی راتیں لمبی ہوتی ہیں مگر اس رات کا ایک ایک لمحہ میرے لئے ایک ایک سال کا طویل عرصہ بن چکا تھا۔ نیند تو کوسوں کے حرام ہو چکی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسا کہ آج کی رات نے پکی قسم کھا رکھی ہے کہ پھر ہرگز صبح نہ ہونے دے گی۔ ساری رات تارے گنتا رہا ابھی صبح کا اجالا رات کی خوفناک تاریکیوں سے اپنا دامن چھڑا ہی رہا تھا کہ مجھے یکے بعد دیگرے جانیاں آنے لگے۔ ابھی میری آنکھ لگی ہی تھی کہ دشمن کے درجنوں دیو ہیکل نما ٹینکوں کی ہیبت ناک آواز نے گاؤں کی خاموش فضا کو توڑ ڈالا۔ میری نیند اڑ گئی میں نے بندوق اٹھائی اور باہر کا جائزہ لیا دیکھتا ہوں کہ دشمن نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا ہے۔

خیر قبل اس کے کہ دشمن پہل کرتا ہمارے دلیر مجاہدوں نے انہیں گھیرے میں لے کر اُن پر پیچھے سے حملہ کر دیا اور اس طرح یہ خوفناک رات جو صبح کی روشنی بکھیرنے سے کوتاہی کر رہی تھی۔ اب سورج مشرق سے ابھرا اور ہر طرف اپنی کرنوں سے نور بکھیر رہا تھا۔

دشمن نے منہ کی کھائی اور اسے لینے کے دینے پڑ گئے۔ دشمن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مگر کچھ ہی دیر بعد دشمن کے لڑاکا جہازوں نے گاؤں پر اندھا دھند گولے برسائے۔ اور اس طرح اپنا دل کا بوجھ ہلکا کر کے ان کے جہاز واپس چلے گئے۔

جب ہم نے گاؤں والوں کی خیریت دریافت کی تو پتہ چلا کہ اس وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں بہت سے معصوم بچے عورتیں اور بوڑھے افراد شہید ہو چکے ہیں ہر طرف دھواں، ملبے کا ڈھیر اور بکھری ہوئی چیزوں کا انبار تھا۔

اسی دوران مجھے ایک معمر خاتون ملی جو ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر اپنے بچھونے پر لیٹی اور اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہی تھی۔ اس کے سینے سے بے ربط آوازیں نکل رہی تھیں۔ میں ان کے قریب جا کر ان کے خیریت دریافت کیا۔ تو اس معمر خاتون نے جواباً کہا:

"بیٹے! میری داستان سن کر کیوں خواہ مخواہ اپنے غموں کا اضافہ کر رہے

ہیں۔ بیٹے! انسان تو اسی دنیا میں غموں، تکلیفوں کو سہنے ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد ناسازگار حوادث اور طوفانوں سے مقابلہ کرنا ہی ہے۔ میرے اصرار پر اس ضعیف اور ناتواں خاتون نے اپنی دکھ بھری داستان یوں بیاں کرنے لگی۔

بیٹے! میرا شمار بھی اُن لاکھوں ستم دیدہ افغان ماؤں میں ہوتا ہے جنہوں نے آزادی وطن اور بقائے اسلام کے لئے اپنے جگر گوشوں، عزیز نواسے اور فرزندوں کا نذرانہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پیش کیا ہے

ہمارا گھرانہ ایک اچھا خاصا گھرانہ تھا۔ جونہی افغانستان میں کفر و الحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور ہر طرف الحاد کی موجیں بکھرنے لگی تو سب سے پہلے۔ روسی نواز افغان کمیونسٹوں نے اپنے انقلاب کے پہلے ہی سال میں میرے شوہر کو صرف ایک دیندار مسلمان ہونے کی جرم کی پاداش میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش کرکے انہیں قیدی بنا کر پھر شہید کر ڈالا۔

گھر میں میں ایک بیوہ، ایک جواں سال بیٹی حمیرا اور اس کا چھوٹا بھائی جعفر باقی رہ گئے۔

جعفر ہماری زندگی کا ایک سہارا تھا جس سے میری اور میری بیٹی کی ہزاروں امیدیں وابستہ تھیں۔ لیکن ظالموں نے اس چراغ کو ہم سے جلد چھین لیا اور ہمارے گھر کو دکھ اور ماتم کی تاریکیوں میں اور بھی تاریک کر دیا۔

میرا بیٹا ایک دن سودا خریدنے بازار گیا تھا۔ مگر وہ آج تک واپس گھر نہ لوٹا۔ چھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے میں نے اپنی شوہر اور اپنے بیٹے کی تلاش میں در در کی خاک چھانی، ٹھوکریں کھائی مگر کسی نے مجھے ان کی خبر تک نہیں دی۔ جس سرکاری دفتر میں میں نے رجوع کیا۔ سرکار کے ظالم اہل کاروں نے میری بے بسی اور میری حالتِ زار پر کوئی توجہ نہ دی۔ ہر جگہ میری بے عزتی کی گئی۔ ہنسی اڑائی گئی حتیٰ کہ مجھے دھکے دے دیکر سیڑیوں سے نیچے گرایا۔ جو ظلم و ستم وہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ آخر میں مایوس ہو کر واپس گھر لوٹ آئی۔ اس طرح اب میں اور میری جواں سال بیٹی حمیرا باقی رہ گئے۔

حمیرا جو پہلے حمید کی منگیتر بن چکی تھی اور حمید بھی ایک مجاہد تھا۔ حمیرا میرے لئے ایک اور غم کا سامان بن چکی تھی۔ گھر میں جواں بیٹی کا رکھنا آج کل کے حالات کے مطابق بہت مشکل کام تھا۔ ہر طرف سرخ بھیڑیئے منہ پھاڑے پھر رہے تھے۔

میں نے حمید کو اطلاع دی کہ وہ گاؤں آئے اور اپنی شرم کو اٹھالے جائے۔ اب میرے بس کی بات نہیں کہ میں آپ کی امانت کی رکھوالی کر سکوں۔ یہاں کے حالات روز بروز بگڑ رہے ہیں۔ جونہی حمید کو خبر ملی۔ اس نے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ گاؤں والوں نے دینی رسومات کے مطابق حمید کی شادی کا مختصر پروگرام بنایا۔ جب حمید اپنی دلہن لئے اپنے گاؤں کی جا رہا تھا کہ دشمن نے گھات لگا کر بارتیوں پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں نئی نویلی دلہن اور دولہا اور ان کے اکثر ساتھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔

ان غمگین حوادث نے میرے غموں کو اور بھی دوبالا کر دیا

بیٹے! خدا کو جو منظور ہو وہی ہوا کرتا ہے۔ ایک طرف میرے شوہر کا غم دوسری طرف میری آخری امید کا چراغ میرا بیٹا جعفر کا غم اور پھر نوجوان بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ بیاہ کر اپنے گھر جا رہی تھی سہاگ کی رات وہ دشمن کے بے دھڑک حملے کا شکار بن کر جامِ شہادت نوش کر گئے۔ جب شہیدوں کو گاؤں لایا گیا تو گاؤں میں یکایک کہرام مچ گئی۔ نوجوان دلہن اپنے سرخ جوڑے میں خون میں لت پت دوسری جانب دولہا اپنے سفید لباس میں بلبوس خون میں لت پت ہو چکے تھے اس حادثے کو دیکھ کر میری حالت اور بگڑ گئی۔

بیٹے! اب مجھ میں یہ ہمت نہیں رہی کہ میں اپنے دکھ بھری دل کی داستان تفصیل سے سناؤں۔ باتوں باتوں میں اس خاتون نے اپنے آپ کو قدرے سنبھالا اور پھر کہنے لگی۔ بیٹا! جب میں اس دنیا فانی سے چل بسوں۔ تو مجھے اسی گاؤں میں دفنا دینا۔ کیونکہ اسی خاک میں میں پلی بھلی ہوں۔ اس ناتواں اور ضعیف النعم خاتون کے دل دہلانے والے قصے نے مجھے اور بھی پریشان کر دیا۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

معمر خاتون نے سامنے ٹنگے ہوئے آئینے پر ٹکٹکی باندھے اسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔ میں نے ان کی اس محویت کو توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن جلد ہی ان کی صحت بگڑنے لگی۔ میں آگے بڑھا تاکہ انہیں سہارا دوں۔ جواب میں اس خاتون نے مجھے اپنی اُکھڑی اُکھڑی آواز میں کہا۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

ترتیب کنندہ: سید خالد

جہاد افغانستان اور علماء کانفرنس

منعقدہ اسلام آباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مومن اور مسلمان عوام، حکومت اور خاص طور پر علماء کرام نے شروع ہی سے جہاد افغانستان کی حمایت کرتے ہوئے مجاہدین کی ہر قسم کی مدد و تعاون سے دریغ نہیں کیا ہے۔

پاکستانی علماء کرام نے وقتاً فوقتاً حالات کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے افغان مجاہدین سے تعاون اور جہاد افغانستان سے ہمدردی کے بارے میں کانفرنس اور جلسے منعقد کئے اور بعد میں باقاعدہ طور پر تداوم جہاد کی خاطر فتویٰ شرعی بھی صادر کیا گیا۔

اسلام آباد میں ۲۷ دسمبر ۱۹۸۶ء کی کانفرنس بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو پاکستان کے مختلف علاقوں کے دانشمند علماء اور جہادی تنظیموں کے بھی مجاہد علماء اور راہنماؤں پر مشتمل تھی۔ یہ کانفرنس ۲۷ دسمبر ۸۶ کو اسلام آباد میں جہاد افغانستان کی حمایت میں منعقد ہو چکی ہے۔ جہاد افغانستان کے بارے میں کانفرنس میں شامل علماء کرام کے فتووں کا مختصر اقتباسات درج ذیل شائع کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے فرمایا، اس وقت بین الاقوامی ذرائع ابلاغ پر کفار کا قبضہ ہے اور وہ جہاد افغانستان کو غلط رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پاکستانی عوام کا فرض بنتا ہے کہ وہ افغان جہاد کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے علماء کرام کا مکمل ساتھ دیں۔ اس وقت ہماری بقاء اور سالمیت صرف اور صرف جہاد میں مضمر ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جہادی مہم میں افغان مجاہدین کا ساتھ دیں۔

۲۔ علامہ محمود احمد رضوی صاحب نے یوں فتویٰ دیا: جب کوئی ظالم و جابر طاقت کسی مسلمان ملک پر حملہ کر کے اس کی آزادی سلب کرے اور اس کے دین اور نظریہ کو تباہ کرے تو اس خطہ کے تمام مسلمانوں پر یہ بات فرض عین ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے خلاف جہاد کریں، عالم اسلام کے مسلمانوں کا عموماً اور پاکستان کے

مسلمانوں کا خصوصاً فرض بنتا ہے کہ افغان مجاہدین کی ہر ممکن امداد کریں۔

۳۔ مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب نے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا آج افغانستان میں سمرقند، بخارا اور تاشقند کی تاریخ کو دہرایا گیا۔ امام بخاریؒ کا مزار آذان کی آواز سے محروم کر دیا گیا اور آج

ذہبی ملحد قوت افغانستان میں خدا کے نام لیواؤں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ اگر پاکستان کے لوگوں نے اس بلیغار کو افغانستان کے پہاڑوں میں دفن نہ کیا تو پھر ہمیں بھی اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیئے۔

۴۔ مولانا عبدالقادر دوپڑی صاحب نے افغانستان کے جہاد کے بارے میں فرمایا میں جماعت اہل حدیث کے امیر کی حیثیت سے یہ بات کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف افغان مجاہدین اور مہاجرین کا نہیں بلکہ یہ مسئلہ پوری امت مسلمہ کا ہے۔ ہم اگر قرآن کی تعلیمات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر غور کریں اور سوچیں تو یہ جہاد ہر لحاظ سے ہم پر فرض ہے۔ میری پاکستان کے تمام مسلمانوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے اندر جذبۂ جہاد پیدا کریں اور مجاہدین افغانستان کی ہر ممکن معاونت کریں۔

۵۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر حسین حامد حسان صاحب نے شیخ الازہر کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کا فتویٰ پڑھ کر سنایا۔ شیخ الازہر نے افغانستان کے جہاد کے بارے میں یوں فتویٰ صادر کیا ہے۔ ہر مسلمان پر اس کے وطن اور عقیدہ کی آزادی کے لئے جنگ فرض ہے اور اس وقت مجاہدین افغانستان ہر لحاظ سے شرعی طریقہ پر جہاد کر رہے ہیں۔ اس لئے اس میں شرکت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

۶۔ مولانا محمد اجمل صاحب نے فرمایا۔ میں مجاہدین کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ جنہوں نے ایک سپر طاقت کو ناکوں چنے چبوائے اور اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آج اگر ہم نے مجاہدین کی حمایت نہ کی تو کل یہی دن ہمیں بھی دیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

۷۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے علماء کرام کے فتویٰ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا۔ جہاد افغانستان میں شرکت اور مجاہدین و مہاجرین کی امداد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مولانا صاحب نے اہل قلم کو بھی یاد دلایا کہ وہ جہاد میں اپنی اخلاقی ذمہ داری کو ادا کریں۔ کیونکہ قلم کی طاقت تلوار کی طاقت سے زیادہ ہے۔

۸۔ مولانا عبدالواحد صاحب، علامہ عبدالرشید ارشد صاحب اور جناب علامہ احمد علی قصوری صاحب نے بھی جہاد افغانستان کی حمایت میں فتویٰ دیا۔

مولانا احمد گل صاحب نے افغان علماء کے وفد کے نمائندہ کی حیثیت سے کانفرنس سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا اور افغانستان کے حالات پر مختصر روشنی ڈالی

مولوی احمد گل صاحب نے شاملین کانفرنس کو اس مظالم سے بھی آگاہ کیا جو روسی وحشی فوج کی طرف سے افغان مسلمان عوام پر ڈھائے جا رہے ہیں۔

آخر میں افغان مجاہدین کے رہنما جناب پروفیسر صبغت اللہ مجددی صاحب نے اختتامیہ تقریر کی اور فرمایا۔ ہم پاکستان کے علماء کرام کے شکر گزار ہیں جنہوں نے جہاد کے سلسلے میں ہماری بھرپور تائید و حمایت کی۔ ہمارے دلوں میں پاکستان کے لئے خلوص و محبت اور احترام کا جذبہ ہے اور انشاء اللہ جب افغانستان آزاد ہوگا۔ تو اس بھائی چارے میں مزید اضافہ ہوگا۔

کلچرل کمپلیکس آف جمعیت اسلامی افغانستان۔ علماء کرام پاکستان کے اس جہادی عمل کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے شکر گزار ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

بقیہ:۔ قیامت کے دن

بیٹا! میں اپنا وقت پورا کر چکی ہوں مجھے تو اپنے بیٹے کا انتظار تھا لیکن ہماری ملاقات نہ ہو سکی۔ شاید اللہ کو یہی منظور ہو۔ خیر قیامت کے دن تو ملاقات ضرور ہوگی۔

آخر میں اُس خاتون نے کہا کہ بیٹے! تحریک آزادی کی جو مشعل ہمارے بزرگوں نے جلائی ہے۔ اسے کبھی بھی بجھنے نہ دینا ان کے نقش قدم پر چل کر حال اور مستقبل میں اپنے مورچوں کو باطل قوتوں کے سامنے ہرگز خالی نہ چھوڑنا۔

یہ میرا یقین ہے کہ افغانستان کے گوشے گوشے میں مجاہدین کے سینوں میں آزادی جہاد اور جذبۂ شہادت کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ بیٹے! اس امر کی بجا آوری کے سلسلے میں تم کوئی کوتاہی نہ کرنا اور اپنے پیشواؤں کی طرح ہتھیلی پر سر رکھ کر سرفروشانہ شان و شوکت سے میدان جہاد میں کود کر ایک بار پھر کرملین کے ایوانوں کو لرزا دینا۔

بیٹے! دشمن تو اب ثریا سے نیچے آ گرا ہے۔ اب اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرے ہر آن اور محاذ پر حیرانی اور افسردگی اس کا دامن گیر بن چکی ہے۔

آخر میں اس نے سسکیاں لی اور خون الٹی کرنے لگی اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر اللہ کو پیاری ہو گئی۔

سید عبد اللہ

روزہ رکھنے سے روحانی قوت بڑھ جاتی ہے

ویسے تو ماہ مبارک رمضان برکتوں سعادتوں، نجات اور مسلمان کے لئے نزول رحمت کا ایک متبرک مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو ایک اور برکت اور عزت سے بھی نوازا ہے۔ وہ ہے ایک مومن مسلمان میں صبر و تحمل کی قوت برداشت۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے جیالے افغان مجاہدین اس بابرکت مہینے میں دشمن کے مقابلے میں اپنے عالی حوصلوں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں وہ ہر نوع مصائب، تکالیف اور آلام برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس بابرکت مہینے میں پہلے سے کہیں زیادہ وہ جذبۂ جہاد سے سرشار ہو گئے ہیں۔

روزہ رکھنے سے انسان کی روحانی اور قلبی توانائی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی ارادی قوت میں بھی مضبوطی آ جاتی ہے۔

روزہ مسلمان کے لئے اسلامی زندگی بسر کرنے اور احکام الٰہی کو بجا لانے کے لئے سال میں ایک مہینے ایک تربیتی کورس کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک سپاہی اچھی تربیت کے بعد اپنی ذمہ داری بہ صورت احسن نبھاتا ہے اسی طرح ایک مومن مسلمان بھی سال میں ایک مہینے روزہ رکھ کر اپنی تربیت کو انجام دیتا ہے۔

عربی زبان میں روزے کو صوم کہتے ہیں۔ جس کا معنی ہے رکنے یا باز رہنے کا۔

شریعت کے اصطلاح میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر نفسیاتی خواہشات سے باز رہنے کو صوم یا روزہ کہا جاتا ہے۔

ابتداء میں صوم کا لفظ اُن گھوڑوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جن کو ایام جوانی میں جنگ کے لئے خاص تربیت دی جاتی تھی۔ تدریجاً ان کا چارہ اور دانہ کم کیا جاتا تھا تاکہ ان کا بدن مناسب چاق و چوبند رہیں اور وہ میدان جنگ میں بھوک و پیاس کی مشقتوں کو برداشت کر سکیں۔

ایک گھریلو پلے ہوئے گھوڑے پر اس ٹریننگ کا کافی الفور کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ ٹھیک ہے اگر اس پر اس کا چارہ کم کر دیا جائے تو وہ فوراً کمزور اور لاغر ہو جائے گا۔ لیکن وہ تربیت یافتہ والے گھوڑے کے مقابلے میں کارگر ثابت نہ ہو سکے گا۔

اسی طرح ایک مومن مسلمان جو سال میں ایک مہینے اپنے باری تعالیٰ کے احکام کے مطابق روزہ رکھ کر اپنی ایمانی ذمہ داری کو بہ صورت احسن نبھاتا ہے وہ ایک تربیت یافتہ سپاہی کی طرح اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے ہر وقت چاق و چوبند رہتا ہے۔

شریعت کے ہاں روزے کا اصل مقصد یہی ہے کہ مسلمان حق کی بالادستی اور اسلامی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ہر وقت مشقت تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمیشہ آمادہ ہو۔

روزہ رکھنے سے ایک مومن مسلمان میں صبر و استقامت کی ایک نئی روح دوڑ پڑتی ہے۔ صبر وہ ہے کہ ایک مومن مسلمان کے حق کے راستے میں جو بھی مشکلات اور موانع حائل ہوں۔ وہ نہایت جرأت، عزم و جزم اور صبر سے ان کا مقابلہ کر کے اپنا راستہ صاف کرے۔

اس طرح کے مقابلے کو جہاد فی سبیل اللہ بھی کہا جا سکتا ہے اور یہ جہاد مسلمانوں

باقی صفحہ ۳۳ پر

○ تحریر: عبدالصمد صیانی
○ بشکریہ: "نوائے وقت"

ولی خان نے روس کی مسلم دشمنی پر نقاب ڈالے رکھا ہے

ولی خان صاحب کا شمار پاکستان کے اہم سیاست دانوں میں ہوتا ہے اور ان کے والد محترم خان عبدالغفار خان کا شمار تو بہت بزرگ اور معزز سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔ لیکن ان کی سیاست کا انتہائی تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹا روشن حقائق کو نظر انداز کرتے چلے آ رہے ہیں اور پاکستان کی سیاست میں ان کا کردار ہمیشہ منفی رہا ہے۔ اس منفی اور شرمناک کردار کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں روز بروز کمی آتی جا رہی ہے۔ اور اب یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ دونوں باپ، بیٹا معروف تو ہیں، لیکن مقبول ہرگز نہیں اور ان کی مقبولیت کو کم کرنے میں سب سے زیادہ اور اہم کردار جس عنصر نے ادا کیا ہے وہ ان کی طرف سے روس کی بے جا حمایت ہے۔ اور ان کا یہ کردار اگر اسی طرح منفی اور روس کی حمایت سے مزین رہا۔ تو بہت جلد پوری قوم ان کو پہچاننے سے بھی انکار کر دے گی۔

آیئے ذرا تاریخ سے پوچھیں کہ کب اور کہاں کہاں خان صاحب نے روس کی حمایت کی اور مجبور و مقہور انسانوں کی مخالفت کی۔

• سب سے پہلے جس چیز نے ان کے کردار کو مشکوک بنا دیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ ۳۸ سال پہلے جب گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے برصغیر میں مسلمان قوم کے وجود کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں کو ہندو اکثریت کی بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے۔ دنیا یہ کہا کرتی تھی کہ انڈیا میں صرف ایک قوم بستی ہے اور وہ ہے "انڈین" کسی دوسری قوم کا وجود سرے سے ہے ہی نہیں۔ اس وقت انہی لوگوں نے کھل کر ہندوؤں کا ساتھ دیا تھا اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگایا کرتے تھے اس وقت ان کی نظر میں ہندو۔ اور مسلمان سکھ اور عیسائی سب ایک قوم تھی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج یہی لوگ اس چھوٹے سے پاکستان میں چار قومیتوں کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں کہاں وہ وسیع القلبی ہندوؤں اور سکھوں کے لئے اور کہاں یہ تنگ دلی ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک کتاب کے ماننے والوں کے لئے۔ کیا یہ نام نہاد خدائی خدمت گار یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ہندو اور مسلمانوں میں کیا چیز مشترک ہے۔ جس کی وجہ سے آپ اسے ایک قوم گردانا کرتے تھے اور آج کس چیز نے آپ کو اس ایک مسلمان قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر اکسایا ہے؟ اس وقت آپ یہ چاہتے تھے کہ مسلمان ہندو اکثریت کے غلام بن کر رہیں اور جب آپ کو اس میں ناکامی ہوئی تو گنگا بالکل الٹی بہنے لگی اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا ہو۔ اسی طرح یہ متحدہ قومیت ٹوٹ سکے۔ اور آپ کا پاکستان مٹانے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

• ۱۹۷۰-۷۱ء میں جب بھارت نام نہاد مکتی باہنی کی آڑ میں اپنے گوریلے ملک دشمن سرگرمیوں کے لئے مشرقی پاکستان میں داخل کر رہا تھا۔ پھر خود ساختہ انتشار کو بہانہ بنا کر انڈین فوج جدید اسلحہ سے لیس ہو کر مشرقی پاکستان پر چڑھ دوڑی اور پاک فوج کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا اس کام میں بھارت کو روس کی کھلی اشیر باد حاصل تھی۔ اس سارے سخت پر جہاں پاکستان کا ہر شہری خون کے آنسو رو رہا تھا۔ وہاں خان عبدالغفار خان اور اس کے فرزند ارجمند عبدالولی خان پورے صوبہ سرحد کا دورہ کر کے غیور پٹھانوں کو طعنے دیتے رہے کہ بنگالیوں نے غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دیا ہے، آپ بھی اسی طرح کریں اور آزادی حاصل کریں۔ لیکن سرحد کے غیور عوام نے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور ان کی اس ملک دشمنی پر خون کے گھونٹ پی کے رہ گئے۔

• صوبہ سرحد میں این ڈی پی نے اپنے جلسوں میں بار بار ہزاروں میل دور امریکہ کے قریب ایک چھوٹے سے ملک نگارا گوا کو ضرور یاد کیا۔ اور اس بات پر خاص زور دیا کہ ہم

اظہار تعزیت

جماعت اسلامی پاکستان کے رکن، عالم دین، ممتاز اسلامی مفکر، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور اسلامی یونیورسٹی کے انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹیڈیز کے سربراہ جناب مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل اور ان کے صاحبزادے پروفیسر سید معین الدین ایک کار کے حادثے کے ناگہانی موت پر جمعیت اسلامی افغانستان کے رہبر فضیلت مآب جناب پروفیسر برہان الدین ربانی، مجاہدین، مہاجرین اور ثقافتی کمیٹی کے کارکنان اپنے گہرے درد و غم کا اظہار کرکے اپنے آپ کو مرحوم کے اہل خاندان، پاکستانی عوام جماعت اسلامی پاکستان اور حکومتِ جمہوریہ اسلامی پاکستان کے دکھ درد میں برابر کے شریک سمجھتے ہیں۔

جناب مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل جو تحریک اسلامی کے ایک سرگرم رکن تھے۔ انہوں نے بقائے اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ اسلام میں سنہری حرفوں سے درج کی جائے گی۔

جناب مفتی سید صاحب کی وفات کا المیہ صرف پاکستان کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اسلام کے لئے ان کی بے لوث خدمات کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ اور ان کی اسلامی خدمات کے طفیل یہ خالی جگہ اللہ تعالیٰ ان کے جانشینوں سے بھر دیں۔

ہم تہہ دل سے دست بہ دعا ہیں کہ خداوند جل جلالہ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور

ان کے پسماندہ گان کو صبر جمیل عطا فرمائے

آمین ثم آمین

نکارا گوا کے عوام کی تحریک آزادی کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ لیکن آیئے ذرا دیکھیں کہ خان صاحب کیوں ہزاروں میل دور نکارا گوا کے عوام کی تحریک آزادی کی حمایت کرتے ہیں اور ہمسائیگی میں جہاد افغانستان کی مخالفت کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نکارا گوا میں جو حکومت ہے وہ پرو امریکن ہے۔ اور اسی کے خلاف جو گوریلا جنگ ہو رہی تھی

وہ کونٹرے کمیونسٹ ہیں۔ انہیں روس اور کیوبا کی بھرپور فوجی مالی اور سیاسی مدد حاصل ہے۔ روس اس گوریلا تحریک کی مدد کر رہا تھا اگر یہ کمیونسٹ لوگ نکارا گوا میں برسر اقتدار آجاتے تو یہ روس کی بہت بڑی کامیابی تھی اور نکارا گوا دوسرا کیوبا بن جاتا اسی لئے روس نے دنیا بھر میں اپنے حواریوں کو ہدایت کر دی تھی کہ نکارا گوا کی حکومت کے خلاف اور باغیوں کے حق میں آواز اٹھائی جائے۔ یہ ہر محاذ پہ پوری دنیا میں روسی عیاری سرگرم عمل ہو گئے۔ ولی خان بھی ان حواریوں میں سے ایک ہے آخر کیا وجہ ہے کہ اگر یہی فقرہ پاکستان میں کوئی افغان مجاہدین کے لئے استعمال کرے تو خان صاحب ناراض ہوتے ہیں۔ صرف ایک وجہ ہے کہ نکارا گوا میں روس کے مفادات مخالف ٹولے سے وابستہ تھے اور افغانستان میں روس کے مفادات نجیب حکومت سے وابستہ ہیں مجاہدین روس کے مخالف ہیں اس لئے افغانستان اور نکارا گوا کے عوام کے لئے ولی خان صاحب کے دل میں دو متضاد آراء موجود ہیں۔ افغان مجاہدین کو باغی اور لٹیرے کہتے ہیں اور نکارا گوا میں مخالفین کو حریت پسند اور انہیں مجاہدین آزادی کے نام سے پکارتے ہیں لیکن خان صاحب سے کوئی پوچھے کہ جو آنکھیں ہزاروں میل دور ایک چھوٹے سے ملک نکارا گوا میں ظلم ہوتے ہوئے دیکھ سکتی ہیں ان آنکھوں کو مقبوضہ کشمیر کے مسلمان کیوں نظر نہیں آئے۔ جہاں ۴۰ سال سے ہندو سامراج ان کی آزادی کو غلامی میں تبدیل کئے ہوئے ہیں اور ان پر مسلسل ظلم ہو رہا ہے وہاں جو لوگ آزادی اور اپنے حق خود ارادیت کی بات کرتے ہیں تو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔ خان صاحب نہ کشمیری مسلمانوں کے حق میں کلمہ خیر کہہ سکے اور نہ کبھی ہندوستان سے یہ مطالبہ کیا کہ مظلوم کشمیری مسلمانوں کو ان کا حق خود ارادیت دیا جائے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ۱۹۶۲ء سے روس مسلسل اقوام متحدہ میں کشمیری مسلمانوں کے متعلق قرار داد حق خود ارادیت کو ویٹو کر رہا ہے جس کی وجہ سے مظلوم کشمیری مسلمانوں کا خون قطرہ قطرہ طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔ خان صاحب۔ اگر آپ نکارا گوا کے عوام کے حق میں آواز اٹھا سکتے ہیں اور امریکہ کی مذمت کر سکتے ہیں۔ تو آخر کشمیری بھی مسلمان ہیں۔ ان بے چاروں نے آخر آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ آپ ان کے حق میں ایک کلمہ خیر تک نہیں کہہ سکتے کیا اپنے آقا روس سے یہ تک نہیں آپ نے پوچھا کہ وہ کشمیری مسلمانوں کے خلاف ویٹو پاور کیوں استعمال کر رہا ہے نکارا گوا کے عوام کی آپ اسی لئے حمایت کر رہے تھے کہ ان کی پشت پر روس تھا اور کشمیری مسلمانوں کی آپ اس لئے حمایت نہیں کرتے کہ ان بے چاروں کی آزادی آپ کے آقا دون روس اور ہندوستان نے غصب کر رکھی ہے آخر آپ کے کردار میں اتنا تضاد کیوں؟ آپ کے محبوب اور سیکولر بھارت میں مسلمانوں پر قیامتیں گزر رہی ہیں آسام دہلی۔ احمد آباد، مراد آباد۔ اتر پردیش کا میرٹھ ڈاڈھ، اجمیر شریف اور فریدکوٹ میں مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے ان کی املاک تباہ کی جاتی ہیں ان کی جوان عورتوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ مسجدوں کو مندروں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ کبھی خان صاحب آپ نے مسلمانوں کے زخموں پہ پھاہا رکھنے کے لئے دو میٹھے بول کہے ہیں آخر ہندو یت پسند اور سیکولر بھارت میں مسلمانوں کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کیا ہندوستان کے صوبوں ناگا لینڈ۔ منی پور۔ تری پورہ مشرقی پنجاب اور کشمیر میں جو آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں ان کی حمایت کرنا آپ کا فرض نہیں آپ کو ان کی حمایت سے اور ان کے حق میں آواز اٹھانے سے کن مصلحتوں نے روک رکھا ہے؟

ایک کمیونسٹ ملک بلغاریہ میں آج کل مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے بلغاریہ کے مسلمان کمیونزم کے شکنجے میں کچھ اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ بیرونی دنیا کو بالکل پتہ نہیں چلتا کہ اشتراکی جنت میں رہنے والے مسلمان کس حال میں ہیں لیکن وقتاً فوقتاً وہاں سے ترکی نژاد مسلمان کسی نہ کسی طرح نکل آتے ہیں اور بیرونی دنیا کو مسلمانوں پر گزرنے والی قیامتوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں وہاں کے مسلمانوں کو نام تبدیل کرنے پہ مجبور کیا جا رہا ہے مسجدیں مہتپانوں۔ سکولوں اور ثقافتی مرکزوں اور تھیٹروں میں تبدیل کی جا رہی ہیں۔ برملا میں جہاں مسلمانوں کا تناسب اسی فیصد ہے بے پناہ مظالم ڈھائے گئے جسے پڑھ کر ہر باضمیر انسان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اس وقت جب یہ بربری سلوک بنگلہ دیش میں دھکیلے جا رہے تھے ہر طبقہ کے لوگوں نے اس صریح ظلم کے خلاف

آواز اٹھائی لیکن آزادی پسند خان صاحب
ہر لب بلب رہے۔

اری ٹیریا ایک ایسا ملک ہے جس پر
ایتھوپیا کی کمیونسٹ گورنمنٹ کا غاصبانہ
قبضہ ہے اس کی کل آبادی چالیس (۴۰)
لاکھ ہے۔ اس میں ۸۰ فیصد مسلمان ہیں
اور اری ٹیریا کے مجاہدین گزشتہ ۲۵
برس سے اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔
اس جنگ میں ہزاروں مسلمان ایتھوپیا کے
جہازوں کا نشانہ بنے۔

لیکن خان صاحب کے علم میں آج تک یہ
بات نہیں آئی کہ اری ٹیریا بھی دنیا میں کوئی
خطہ زمین ہے اور وہاں مسلمان آزادی کی جنگ
لڑ رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایتھوپیا
میں ایک کمیونسٹ گورنمنٹ قائم ہے جس کو روس
کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور ہے پچھلے چند
برسوں میں روسی حکومت نے اری ٹیریا کے مجاہدین
کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے دو ہزار روسی
اور پندرہ ہزار کیوبا کے ماہرین کے علاوہ تین
ارب ڈالر کا اسلحہ فراہم کیا۔ یہاں تک شنوا یہ
سامنے آئے ہیں کہ ایری ٹیریا مجاہدین کے خلاف
ایتھوپیا نے جو طیارے استعمال کئے۔ وہ
روسی ہوا باز اڑا رہے تھے اور یہ طیارے
آزادی مانگنے والوں پر آگ برسا رہے تھے اور نہ جانے
کب تک ان بے چاروں پر آگ برستی رہے۔ لیکن خان
صاحب اس کھلے ستم پر چپ سادھے بیٹھے رہے
اب ایک اور مسئلہ جو خان صاحب جیسے
درد مند انسان کی توجہ کا محتاج ہے وہ ہے
کمبوڈیا جس پر جنوبی ویت نام سوشلسٹ حکومت
نے ننگی جارحیت کرکے قبضہ کیا ہوا ہے ویت نام
کی اس حکومت کو روس کا باقاعدہ فوجی مالی
اور سیاسی تعاون حاصل ہے اور ویت نام
نے روسی مدد کے بل بوتے پر نہ صرف یہ کہ
پرنس سہانوک کی جائز حکومت کو ختم کیا
بلکہ ویت نامی افواج کمبوڈیا سے گزر کر
تھائی لینڈ جیسے کمزور ملک کی آزادی اور
سالمیت کے لئے خطرہ بنی ہوئی ہیں اور تھائی لینڈ
کی سرحدیں پر جن کمبوڈیا کے پناہ گزینوں
کے کیمپ قائم ہیں وہاں بھی حملے کر رہے ہیں
یہی کمیونسٹ افواج ایک ملک کی آزادی
چھین کر دوسری قوم کی آزادی کے لئے خطرہ
بنی ہوئی ہیں۔ لیکن ہے کوئی ایسا جو اس
جارحیت کی مذمت کرے اور ویت نام سے
کہے کہ اپنی افواج کمبوڈیا سے نکال لے
اور وہاں کے عوام کو اپنا ملک آپ چلانے
دے۔ امریکہ کے شہر شکاگو میں یکم مئی ۱۹۸۶ء
کو مزدوروں کے ایک جلوس پر فائرنگ ہوئی
جس میں چند مزدور ہلاک ہوئے اور چند
زخمی۔ ان کی یاد میں یوم مئی مناتے ہیں اور
اس ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہیں جلسے کرتے
اور جلوس نکالتے ہیں لیکن کوئی ان سے پوچھے
کہ آپ پولینڈ کے مزدور کو کیوں بھلائے بیٹھے
ہیں۔ جب پولینڈ میں مزدوروں نے لیخ ولیسا
کی قیادت میں متحد ہو کر اپنے حقوق کے لئے
تحریک چلائی تھی۔ تو کیا ان پر گولیاں نہیں چلائی
گئیں کیا ان کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ کیا جیلوں میں
نہیں ڈالے گئے۔ کیا ان پر تشدد نہیں ہوا۔ اور
جب پولینڈ کی حکومت ان پر قابو نہ پا سکی
تو روس نے اس مزدور تحریک کو دبانے کے
لئے فوجی دستے پولینڈ میں داخل کئے اور
اس تحریک کو سنگین کے زور پر دبایا گیا۔
خان صاحب! اگر شکاگو کے مزدور
آپ کے خیال میں شہید ہیں۔ تو کیا آپ نے

روسی بمباری سے تباہ شدہ عمارت کا ایک منظر

کبھی یو لینڈ کے مزدور کو بھی شہید کہا ہے؟ کبھی ان کا بھی دن منایا ہے؟

۹۔ اب آتے ہیں فلسطین کی طرف، فلسطینیوں کی حمایت اور خون فلسطین سے ایشیا سرخ ہے جس کا نقاب اوڑھ کر ہمیشہ ولی خان نے اس قوم کے سامنے اپنے آپ کو مسلمانوں کا بہت بڑا خیر خواہ ثابت کیا ہے روس کی مسلم دشمنی پر ایک حد تک مسلم دوستی کا نقاب بھی ڈال رکھا ہے لیکن حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں۔

۱۹۴۸ء میں جب امریکہ برطانیہ سازش کی وجہ سے فلسطینی سرزمین پر غاصب اسرائیلی ریاست قائم ہوئی تو فلسطینیوں کے دوست اور خان صاحب کے محسن روس نے سب سے پہلے اسرائیلی ریاست کو تسلیم کیا اور روس نے اس ملک کو سب سے زیادہ افرادی قوت فراہم کی اور یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ روس نے ہمیشہ فلسطینیوں میں نفاق اور مخالفت کا بیج بویا اور آپس میں لڑوایا۔ ہم خان صاحب سے پوچھ سکتے ہیں کہ ہمیں کہ پچھلے سال جب فلسطینی فدائین اسرائیلی افواج کے گھیرے میں آ گئے تھے لبنان کی سرزمین ان پر تنگ کی جا رہی تھی یاسر عرفات کو ہلاک کرنے کے لئے اسرائیلی جہاز تاک تاک کر نشانے لگا رہے تھے تو کیا اس وقت شامی فوج وادی بقاع میں موجود نہیں تھی جسے روسی امداد حاصل ہے اور یہ تحائف روسی فوجی ماہرین بھی وہاں موجود تھے۔ دوسری طرف لیبیا کی خاموشی بھی سمجھ سے بالاتر ہے اگر روس اس وقت شام اور لیبیا کو اشارہ کر دیتا تو کیا فلسطینی فدائین اتنے بڑے نقصان سے بچ نہیں سکتے تھے۔

دوسری طرف اسی اسرائیل کے ہمارے ازلی دشمن ہندوستان سے جو کہ خان صاحب کا محبوب ملک ہے انتہائی اہم مراسم ہیں اور اس بات کی واضح شہادتیں موجود ہیں کہ ان دو ممالک نے مل کر ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف خطرناک سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی تباہی کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ چند مثالوں سے پردہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ یہودی سوتنج کو اسرائیلی اخبار یروشلم پوسٹ نے اپنی ۱۱ اگست ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں کچھ اس طرح پیش کیا۔ بین الاقوامی یہودی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے متعلق غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے پاکستان در اصل ہمارا حقیقی اور نظریاتی جواب ہے۔ پاکستان کا ذہنی فکری سرمایہ اور عسکری قوت آگے چل کر ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ ہندوستان سے دوستی ہمارے لئے ضروری ہی نہیں بلکہ ہمیں اس تاریخی دشمنی سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے جو کہ ہندو پاکستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کے خلاف رکھتا ہے یہ تاریخی عناد ہم یہودیوں کا سرمایہ ہے۔

اخبر جن "سازش ہیوڈ مر"

جون ۱۹۶۷ء میں عربوں کی شکست کی ایک وجہ یہ تھی کہ بھارتی فضائیہ کے وہ پائلٹ جو مصری فضائیہ کو ایک فوجی معاہدے کے تحت تربیت دینے پر مامور تھے انہوں نے بعض اہم فوجی راز اسرائیل کو منتقل کر دیئے جس کے نتیجے میں یہ ممکن ہو سکا تھا کہ ۵ روز میں ہی مصری فضائیہ کے تمام بمبار اور لڑاکا طیارے فضا میں بلند ہونے سے پہلے ہوائی اڈوں پر تباہ کر دیئے گئے میجر محمد حامد "اسرائیل اور بھارت کے خفیہ تعلقات" ۲۲ مارچ ۱۹۷۳ء میں اسرائیل نے بھارت کو ۱۹۰ ملین ۹۹۰ ملین ڈالر کی مالیت کے طیارے فراہم کئے۔ جو آگے چل کر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں پاکستان کے خلاف استعمال کئے گئے۔

میجر محمد حامد "اسرائیل اور بھارت کے خفیہ تعلقات" صفحہ ۱۱۱ پر عبارت تو اگرچہ ۱۹۷۰ء میں اسرائیل کو تسلیم کیا تھا لیکن ۱۹۶۷ء میں ایک بار پھر جب اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مسئلہ زیر بحث آیا تو دہلی شنگٹن میں مقیم بھارتی سفیر اتاشی نے نیویارک ٹائمز کو مسز اندرا گاندھی کے بیان سے ایک جملے کی تصحیح کرتے ہوئے لکھا

ہم اسرائیل کو بحیثیت ایک ریاست کے تسلیم کرتے ہیں ہم اس کی حاکمیت کا پورا پورا احترام کرتے ہیں اور اسے تباہ کرنے کی پرزور مخالفت ہیں۔

افغانستان کا مسئلہ آج کل بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روس ایک چھوٹے سے ملک افغانستان کے خلاف ننگی جارحیت کر چکا ہے اور دوسری طرف افغان مجاہدین کی جدوجہد آزادی اور حوصلوں نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ افغان مجاہدین کی اس جدوجہد اور کامیابی نے جہاں مسلمانوں کے دلوں میں حوصلہ پیدا کیا ہے وہاں روس کو پریشان بھی کر دیا۔ سب سے پہلی بات جو خان صاحب دہراتے رہتے ہیں یہ کہ روسی تو افغانیوں کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ اور وہ ان کے دوست ہیں اور وہ افغانستان پر قبضے کی نیت سے نہیں آئے میرے خیال میں خان صاحب کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ انہیں یاد دلانے کے لئے ضروری ہے یہ بتایا جائے کہ روس نے پہلے کئی اسلامی ریاستوں کو ہڑپ کیا تھا مثلاً وسیع پیمانے کی بھیڑ چڑھائی ہے

(۱) جمہوریہ ازبکستان جس کا رقبہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار چھ سو میل ہے۔ آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ مسلمان ۸۸ فیصد ہیں دارالحکومت تاشقند ہے۔

(۲) جمہوریہ تاجکستان رقبہ ۵۵ ہزار ۵ سو ۴۵ مربع میل ہے۔ ۹۰ فیصد آبادی مسلمان ہے دارالحکومت دوشنبہ تھا لیکن روسیوں نے بدل کر شہر لن آباد رکھا۔

(۳) جمہوریہ ترکمانستان رقبہ ایک لاکھ اکہتر ہزار

دو سو پچاس مربع میل آبادی ۳۰ لاکھ مسلمان ۹۰ فیصد

(۴) جمہوریہ قرغیزستان ۷۵۹۴۲ مربع میل آبادی پچیس لاکھ مسلمان ۶۰ فیصد دارالحکومت فرونذے ہے۔

(۵) جمہوریہ قازقستان رقبہ ۱۰۵۹۲۷۷ مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ مسلمان ۸۰ فیصد دارالحکومت الماتے ہے۔

(۶) شمالی آذربائیجان ایک لاکھ چوالیس ہزار مربع میل صدر مقام باکو۔ مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصد

(۷) شمالی قوقاز (کاکیشیا) یہ ایک اٹونومس مسلمان علاقہ ہے آبادی ایک کروڑ ہے۔

(۸) جزیرہ نمائے قرم (کریمیا) یہ ترکی کے شمال میں ایک سرسبز و شاداب ریاست تھی رقبہ ۲۷ ہزار مربع میل آبادی ۴۰ لاکھ مسلم اکثریتی علاقہ ہے۔

(۹) یورپین روس کے علاقے میں بھی کہ یورال۔ قازان تاتار اور بالشکر کی اسلامی قومیتوں کے علاقے میں مسلمانوں کی حکومتیں رہی ہیں اپنی ریاستوں میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ستر لاکھ ہے اور روس کا اگلا نشانہ افغانستان ہے اور اگر افغانستان میں اسے اپنے پاؤں جمانے اور مزاحمت ختم کرنے کا موقع مل گیا۔ تو سیع پسندی کا اگلا نشانہ پاکستان یا ایران ہوگا۔

خان صاحب ان تاریخی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں اس قوم کی حالت پر رحم کیجئے جس کی آبادی اور خلق کے درمیان صرف چند صرف اور صرف افغان مجاہدین ہی اگر آپ افغان مجاہدین کی حمایت اور مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم مخالفت تو نہ کیجئے اور اگر آپ نے اسی طرح اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنے مسلمان بھائیوں کے پاؤں پر کلہاڑا چلایا تو آئندہ نسلیں آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گی۔

بقیہ: روزہ رکھنے سے...

کے لئے کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ جہاد اُن کے لئے زندگی بھر کا جہاد ہے اسی لئے رمضان کے مہینے میں ہر مسلمان اسی قسم کے جہاد کی پیدرسشی ہر سال حاصل کر لیتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ عالم اسلام نے جتنی بھی کامیابیاں حق اور باطل کے معرکوں میں حاصل کی ہیں۔ اکثر اسی بابرکت مہینے میں ان کے نصیب میں آئی ہیں۔ چنانچہ اسلام کی پہلی جنگ (جنگ بدر) رمضان المبارک کے مہینے میں واقع ہوئی۔ یہ وہی جنگ تھی۔ جس میں دشمن کے ستر بڑے بڑے اکابر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اسی غزوہ کے دوران اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل اور ابولہب بھی قتل کر دیئے گئے

اسلام کی اسی شاندار کامیابی کے علاوہ فتح مکہ معظمہ بھی اسی پُرفیض مہینے میں مسلمانوں کو نصیب ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور خانۂ خدا کو بتوں سے پاک و صاف کر کے اسے مسلمانوں کی عبادت کے لئے مرکز بنایا۔ اسی اسلامی فتحے اور تاریخی حقائق کی روشنی میں آج افغانستان کے جیالے اور غیور مومن مجاہدین آٹھ سال سے لگاتار ایک مادی اور شیطانی طاقت کے مقابلے میں نبرد آزما ہیں اور وہ ماہِ رمضان المبارک میں دشمن کے خلاف اپنی جہادی کی روائی کو بڑے طمطراق کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں اور سال کے دوسرے مہینوں کی نسبت اس بابرکت مہینے میں انہیں زیادہ کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں

کیونکہ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے ان میں ہمت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور دشمن سے لڑنے، غازی بننے یا شہید ہونے کا جذبہ اور بھی اُبھر آتا ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں ہمارے دلیر مجاہدین جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر بڑے پیمانے پر دشمن پر حملے کیا کرتے ہیں اس مبارک مہینے میں مجاہدین راہ حق کے جذبۂ جہاد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ مجاہدین اپنی تربیت گاہ سے فارغ ہو چکے ہوں ہمارا یہ دعویٰ کہ روزے کے مہینے میں مجاہدین زیادہ جہاد کرنے کے شوقین ہوتے ہیں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے اگر آپ تھوڑی تکلیف برداشت کر کے قریب و جوار کی خیمہ بستیوں میں جا کر دیکھیں تو وہاں آپ کو صرف معصوم بچے اور خواتین ہی نظر آئیں گے۔ مجاہدین کیمپوں میں بغیر مشقت زندگی بسر کرنے سے جہاد کے گرم اور خونین مورچوں کو ترجیح دیتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اسی پُرفیض مہینے میں وحشی اور درندہ صفت فوجیوں کو دس عبرت سکھا کر ایک بار پھر فتح مکہ کی یاد کو افغانستان کی شہید پرور سرزمین پر تازہ کریں۔

افغان مجاہدین کے دلوں میں جذبۂ جہاد اور شہادت اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ حقیقتاً روزے رکھنے سے مومن کی ہمت بڑھ جاتی ہے اس کی قلبی اور روحی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے، جس کی بدولت وہ اپنے آپ کو اسلام کا ایک سچا خادم سمجھ کر اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر دشمن سے لڑنے کا مصمم ارادہ کرتا ہے۔

صالحہ صبوحی

افغان مجاہدین بنام اہلِ قلم

پھیلا ہے ہر اک سمت دھواں آگ لگی ہے
سینے میں شہادت کی طلب جاگ اٹھی ہے

ہوتی ہے میرے سامنے شیلنگ جھما جھم
اور کان میں ہر وقت ہے توپوں کی دھما دھم

پھیلا ہے ہر اک سمت لہو رنگ اندھیرا
ڈالا ہے درندوں نے مرے ملک میں ڈیرا

لاشوں کے ہیں انبار زمیں سُرخ ہوئی ہے
کیوں غیرتِ احساس ابھی سوئی ہوئی ہے

لڑتا ہوں میں اس عرصہ گہہ جنگ میں تنہا
سہتا ہوں ہر اک ظلم ہر اک رنگ میں تنہا

کیا مجھ سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں لوگو؟
کیا گھر پہ مرے غیر کا گھیرا نہیں بولو؟

غیروں کے تو شامل رہے تم دکھ میں برابر
میرے لئے تم بن گئے یوسف کے برادر

میں سمجھا تھا تم جنگ میرے ساتھ لڑو گے
میدان میں اُتروں گا تو سرحد پہ ملو گے

میں نے تو بھرم رکھا شجاعت کے علم کا
تم بھی تو کرو قرض ادا اپنے قلم کا

تلوار کے جوہر میں دکھاتا ہوں شب و روز
سرحد پہ نہیں گھر میں بھی لڑتا ہوں شب و روز

کیا چاہتے ہو قفل کے میں اب ڈال دوں ہتھیار
اور سر بھی جھکا ڈالوں سرِ پائے ستمگار

کیا تم کو ہے منظور برادر کا یہ انجام؟
کیا اپنے قلم پہ بھی لگانا ہے اک الزام؟

ہرگز تمہیں تاریخ معافی نہیں دے گی
بے شک تمہیں غیروں کا نمک خوار لکھے گی

افغان مجاہد

سرور بجنوری

ملّت کے نگہبان ہیں افغان مجاہد
ایمان ہی ایمان ہیں افغان مجاہد

قربان ہوئے جاتے ہیں قوم اور وطن پر
سربازِ مسلمان ہیں افغان مجاہد

گو ظالموں نے گھر سے کیا ہے اُنہیں بے گھر
یہ مت کہو ویران ہیں افغان مجاہد

کر دی گئی شمشیرِ بلا ان پر مسلّط
آلام کا عنوان ہیں افغان مجاہد

توحید کے نغمات زباں پہ ہیں اُن کے
اسلام کی پہچان ہیں افغان مجاہد

بخشی ہے خدا نے اُنہیں اسلام کی دولت
ذی شوکت و ذی شان ہیں افغان مجاہد

عاشق کی طرح ملّتِ بیضا سے وفا کا
باندھے ہوئے پیمان ہیں افغان مجاہد

حاصل ہے سرورؔ ان کو بیابان ہو کہ گھر ہو
یزداں کے ثنا خوان ہیں افغان مجاہد

میر زاخیل

روسی سپاہی کی زندگی کی

زندہ حقیقتیں

افغانستان پر فوجی جارحیت کے دوران کئی ایسی حقیقتیں سامنے آچکی ہیں جو باقی دنیا کے لوگوں کو حیرت اور تعجب میں ڈالنے کے باعث بن گئے ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا۔ ایسی کئی حقیقتیں سامنے آتی جائیں گی۔ چونکہ افغانستان کے اسلامی مملکت پر روسی مسلح حملے کے نتیجے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مجاہدین کے خلاف لڑنے والی سرخ فوج میں اکثریت اُن نوجیز طالب علموں کی ہے۔ جن کی عمریں بھی ابھی بھیگ نہیں گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ان فوجیوں میں اکثریت دسویں جماعت تک اُن طالب علموں کی ہے۔ جن کی عمریں زیادہ سے زیادہ اٹھارہ سال ہیں بلکہ اس سے بھی کم۔

کچھ عرصہ پہلے سکول کے کچھ طالب علموں کو روسی جبری قانون کے تحت فوج میں بھرتی کیا گیا اور پھر چند مہینوں کی فوجی تربیت کے بعد ان کو مجاہدین کے مقابلے کے لئے افغانستان بھیجا گیا افغانستان میں کچھ دن گزارنے کے بعد جب یہ طالعلم سپاہی اپنی یونٹ میں ظلم اور جبر کی زندگی سے تنگ اور عاجز آگئے۔ تو اپنے کیمپ سے بھاگ کر پناہ لینے کے لئے اپنے ہی دشمن (مجاہدین) کے انتخاب پر مجبور ہو گئے۔

روسی فوجیوں کے ذہنی انتشار کا یہ المیہ نہ صرف ان دو طالب علم سپاہیوں تک محدود ہے۔ بلکہ افغانستان میں ایک لاکھ بیس ہزار روسی سپاہیوں میں ایسے ہزاروں بچے ہیں۔ جن کا فوجی زندگی سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور جنہیں روسی اکاؤں نے براہ راست جبراً مجاہدین کے غیض وغضب کا نشانہ بنا دیا ہے اور ان نوجیز طالب علموں کو فوجی وردی پہنا کر ایک ایسے ملک میں ایک بے مقصد اور اندھی جنگ کی دوزخ کا ایندھن بنا دیا ہے۔ جس ملک کے عام راستوں سے بھی ناواقف ہیں۔

ایک ایسے ملک میں جس پر سرخ استعمار کی طرف سے جنگ مسلط کی گئی ہے۔ خود کمیونسٹوں نے ان معصوم سپاہیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ یہ بیچارے افغانستان میں جس طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اس کی مثال بعینہٖ پہاڑی شیروں کے مقابلے میں ہرنوں سے کم نہیں۔

افغانستان میں ان نوجیز سپاہیوں کی زندگی کا اندازہ اس خط سے باسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جو مجاہدین افغانستان سے ایک جھڑپ کے موقع پر ایک ہلاک شدہ روسی طالب علم سپاہی کی جیب سے برآمد ہوا۔ اس خط پر کوئی تاریخ تو درج نہیں ہے البتہ کافی دنوں تک اس سپاہی کی جیب میں پڑے رہنے اور پسینے سے کافی بوسیدہ نظر آرہا ہے یہ خط روس ہی سے کسی نے اسے بھیجا ہے۔ جس کے الفاظ کچھ اس طرح کے ہیں۔

"پیارے شاسا ھیلو:

تم ہر وقت مجھے یاد آرہے ہو۔ ڈایا گرودزین کے شمال کی طرف چلا گیا ہے۔ گرودزین کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ سردی بڑھتی جا رہی ہے۔ میں ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہوں۔ کہہ نہیں سکتی۔ تم کب واپس لوٹو گے؟ والدہ بھی اکثر مصروف رہتی ہے۔ ٹی۔ وی دیکھنے کے بعد اکثر اپنا وقت ریڈیو سن کر گزارتی ہے۔

چند روز قبل جب بارشیں زوروں پر تھیں افغانستان سے بدنصیب ڈکٹر کی لاش پہنچی بدنصیب وکٹر نادیا سے اس کی شادی کا ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گزرا ہے اُف بدقسمت نادیا کی زندگی پر کس طرح جدائی کے بادل چھا گئے ہیں۔ مجھے

اُمید ہے۔ تم بہت جلد ..... تم میری زندگی ہو۔ میں تمہیں ہر وقت یاد کرتی ہوں۔

پیارے! بولو نا۔ تم کب آؤ گے؟"

ایک اور روسی سپاہی کی جیب سے برآمد شدہ ڈائیری کے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱۱ مارچ۔ شمالی کابل کے ایک علاقے میں نہتے مجاہدین کی تلاشی کا کام سونپا گیا۔ سارا دن ایک فوجی قافلے کے ہمراہ سفر کرتا رہا۔ صوبہ پروان کے ایک گاؤں "فرزہ" میں مجاہدین کی طرف سے ہم پر اچانک ایک حملہ ہوا۔ ایک مختصر لیکن خوفناک جھڑپ کے بعد ہم نے انہیں پسپا کیا۔ لیکن کابل کی طرف کوچ کرنے کے فوراً بعد مجاہدین کے ایک اور گروپ نے ہمیں گھیر لیا یہاں بھی ایک خوفناک مقابلہ ہوا جس کے نتیجے میں ہمارے چار سپاہی ہلاک اور اٹھارہ زخمی ہوئے۔ پھر بڑی مشکل سے کابل میں اپنے مرکزوں تک جا پہنچے۔ ہیں ہم کامیاب ہوئے۔

۱۹ مئی۔ بغلان۔ علاقہ "دہ شہ" کے موضع "لار" کے نزدیک مجاہدین کے ساتھ ایک زبردست معرکہ ہوا مجاہدین گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے متواتر حملوں نے ہمیں مکمل طور پر مایوس کیا تھا۔ انہوں نے ہمارے آگے بڑھنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ لیکن ہمیں حکم دیا گیا کہ ہر قیمت پر اپنے مشن کو جاری رکھیں۔ تاہم ایسا ممکن نہیں تھا۔ دو جانبین سے کئی افراد ہلاک ہوئے گھوڑوں پر سوار مجاہدین ہمارے ٹینکوں پر حملے کرتے رہے۔ ہمارے ساتھ طیاروں کی امداد کے باوجود وہ برابر لڑ رہے تھے۔ جس کی وجہ سے ہماری کامیابی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس وقت ہم سخت مایوسی کے عالم میں تھے۔

میرے سامنے میرے ساتھیوں کو کیا۔ وکٹر، سرازوف اور بوناکوف کی لاشیں پڑی تھیں۔ یہ کہ ان کا انیس سالہ ششکن صوبہ بادغیس میں قلعہ "کاؤ" کے معرکہ میں مارا گیا ہے۔ ششکن اپنے بکتر بند گاڑی سے راکٹ لانچر کا نشانہ غلط کرنے کے بعد ایک پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک بڑے پتھر کے لڑھکنے سے زخمی ہوا۔

ہماری پسپائی کے بعد جب مجاہدین اپنے شہیدوں کی تلاش میں ششکن تک پہنچے تو وہ اس وقت زندہ تھا وہ اپنے خون میں لت پت تھا اور بڑی مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ اس وقت وہ اپنے ارد گرد جمع شدہ مجاہدوں کو بتا رہا تھا۔ کہ

"میں آپ لوگوں کو اس حقیقت بتانے تک زندہ ہوں۔ کہ میں آپ کا ایک مسلمان بھائی ہوں۔"

دوبارہ ششکن نے مجاہدوں کو بتایا۔

"میرے ساتھ کلمہ توحید پڑھو"

اور پھر چند منٹ کے بعد ایک گمنام پہاڑ پر اُسے دفن کیا گیا۔ ششکن کی قبر کے کتبے پر یہ الفاظ درج ہیں۔

"یہاں روسی فوج کا سپاہی ششکن ابدی نیند سو رہا ہے اس کے شناختی کارڈ کا نمبر ۲۱۱۳۴۳۹۵ ہے اور جانکنی کے وقت اس نے یہ کہا تھا۔ کہ وہ مسلمان ہے۔"

اسی طرح پچیس سالہ والانوف کی داستان بھی بہت دردناک ہے اس نے فلم پروڈیکشن کی تربیت حاصل کی تھی اور بقول اُس کے وہ فوجی زندگی سے متنفر تھا۔ اُسے بادل ناخواستہ فوجی زندگی پر مجبور کیا گیا تھا اُسے "پنج درہ" کے انگوروں کے ایک باغ سے تفریح کے موقع پر چند دیگر ساتھیوں سمیت مجاہدین نے گرفتار کیا تھا۔ کیسٹ میں والانوف کے بیان کا ایک حصہ کچھ یوں ہے۔

"ہم بھیڑ بکریوں کی طرح اس قسم کے کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ جہاں نہ صرف غیر ملکی ریڈیو سننا ممنوع ہے۔ بلکہ جرم بھی ہے۔ بغیر اجازت کے کیمپ سے نکلنے پر پابندی عائد ہوتی ہے دس دس سپاہیوں کی جماعت پر چھوٹے چھوٹے آفیسرز مقرر ہوتے ہیں۔ اور ان سپاہیوں پر ہر وقت کھڑی نگرانی ہوتی ہے۔"

والانوف کا بیان اتنا درد انگیز اور اثر انگیز تھا کہ مجاہدین اُسے معاف کرنے پر متفق ہو گئے تھے۔ لیکن دوسرے روز قبائلیوں نے والانوف کے کیمپ کو محاصرہ کر کے اُسے موت کے گھاٹ اُتارنے کا مطالبہ کیا۔ چونکہ ان مطالبہ کرنے والوں میں ایسا ایک فرد بھی نہیں تھا۔ جس کا بھائی، بیٹا، باپ یا کوئی دوسرا رشتہ دار روسیوں کے خلاف جہاد میں شہید نہیں ہوا تھا۔ اور خود قبائلیوں اور مجاہدین میں لڑائی اور خون ریزی کے پیش نظر والانوف قبائلیوں کے جوشِ انتقام کا نشانہ بنا۔

یہ ہیں وہ حقیقتیں جو روسی سپاہیوں کی بے یقینی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں روسی افواج کے یہ نوجوان سپاہی جو اپنے پیش منظر میں طالب علم زیادہ لیکن اپنے پیش منظر

کے لحاظ سے فوجی دردی میں سپاہی کم نظر آتے ہیں۔ جو سُرخ امپریلزم کے وسیع زندان میں مجبور اور بے بس ہیں۔ جو سکولوں اور کالجوں سے اُٹھا کر دو سالہ لازمی فوجی تربیت کے لئے جبری قانون کے ذریعے فوجوں میں طلب کئے جاتے ہیں اور چند ہفتوں کی فوجی تربیت کے بعد انہیں جنگ کی دوزخ میں دھکیل دیئے جاتے ہیں۔

اگرچہ سازو سامان کی رو سے یہ فوجیز بچے روسی باقاعدہ فوج کا ایک حصہ ہیں تاہم یہ فوجی اکثر و بیشتر راکٹوں، لانچروں بموں اور زہریلی گیس سے محفظ کے پیش نظر گن شپ ہیلی کاپٹروں اور میگ طیاروں میں سوار پھرتے ہیں۔ جہاں ان کی زندگی کی تمام ضرورتوں کا انتظام بھی ہوا ہوتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ باوجود اتنی سہولتوں کے روسی سپاہی دنیا کا ناقص ترین سپاہی ہے۔

لیکن جو چیز ان سپاہیوں کو کامیابی کے آخری مرحلہ میں شکوک و شبہات کا شکار کرتی ہے۔ وہ ان سپاہیوں کی ناتجربہ کاری اور مہارت میں کمی کے ساتھ ساتھ جنگ کی مقصدیت کا فقدان بھی ہے اس ضمن میں ایک مملکت کے دفتر خارجہ کے سروے کے مطابق روسی سپاہی کے کردار کا سب سے زیادہ نقصان دہ عناصر وہی ہیں جن کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔

افغانستان میں روسی سپاہی کا ویت نام میں امریکی فوج کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ روسی سپاہی کو بتایا جاتا ہے کہ وہ کمیونزم کے لئے لڑتا ہے۔ کیونکہ اس کی تہذیب کو امریکہ سے خطرہ ہے اور اس کی پیش قدمی اسی کی تہذیب کی حفاظت کرتی ہے لیکن اس کے جذبات کو اُبھارنے اور برانگیختہ کرنے کے لئے اس کے ساتھ ایسی کوئی چیز نہیں جو اُسے اپنا سر ہتھیلی پر رکھنے کے لئے مجبور کرے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ اگر ایک کمیونسٹ کو "کمیونسٹ" کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ تو وہ معذرت خواہ ہوتا ہے کہ "نہیں جناب! کمیونسٹ تو وہ لوگ ہیں جو حکمران ٹولہ میں شامل ہیں۔"

اور اگر کوئی دوبارہ پوچھے کہ "اچھا! تو کون ہے؟" تو جواب دیتا ہے۔ کہ "میں تو ازبک ہوں، ترکمن ہوں، قازق ہوں، عیسائی ہوں، مسلمان ہوں" ان مخاطب شدہ لوگوں میں دہریہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی وہ اپنے آپ کو کمیونسٹ کہنا پسند نہیں کرتے۔

روسی سپاہی افغانستان میں ایک دوسرے اہم مسئلے سے بھی دوچار ہیں یہ سپاہی اپنی زندگی میں پہلی بار ایک آزاد معاشرے میں آتے ہیں۔ لیکن اس معاشرہ کی آزادی سے ہم آہنگی اس کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس معاشرہ کے کسی بازار میں اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔ تو ان کی خرید و فروخت کی خواہش خود ان کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔

مثلاً وہ نقد رقم کے لئے بُرے بے تاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ امریکی ساخت کے بنے ہوئے سگریٹ اور مشروبات کی لذت سے محظوظ ہوں۔ اسی بے مقصد جنگ جو ایک سپاہی کے جذبات کی برانگیختگی کا عنصر نہ رکھتی ہو۔ سپاہی کیونکر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل افغانستان میں روسی اعلیٰ ترین آفیسرز بھی کابل قندھار اور ہرات جیسے شہروں میں ہیلی کاپٹروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور ان کی جنگی جذبات اور مورال کا یہ حال ہے کہ ایک موقع پر ایک مجاہد کمانڈر نے ایک روسی بریگیڈیئر کو اپنے چار محافظوں سمیت اس وقت گرفتار کیا۔ جب وہ اپنی جیپ میں سوار کہیں جا رہے تھے اور افغان مجاہدنے انہیں بہ نفس نفیس مجاہدین کے کیمپ میں پہنچا دیا۔

روسی افسروں کے تحکمانہ انداز اور دبدبے کا شکار سپاہی اپنے سکون اور راحت کی تلاش میں سرگرداں و پریشان رہتا ہے۔ اور یہ حقیقت اس وقت عیاں ہو جاتی ہے۔ جب اسے افغانستان کے کسی علاقے میں تلاشی کی ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے اسی ذمے داری کی تکمیل کے لئے جب ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں میں محفوظ اور ہوائی جہازوں کی معاونت سمیت جب یہ سپاہی کسی دیہاتی علاقہ میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر گھروں کی تلاشی کے لئے اُن میں گھس جاتے ہیں۔ تو فحاشہ اور دیگر مشروبات کی لذت سے مستفید ہونے کے خیال سے اُن کا پہلا حملہ گھر کی نقدی اور بیش قیمت سامان پر ہوتا ہے۔ عجب بات تو یہ ہے کہ یہ سپاہی امریکی ساخت کے سگریٹ کے ایک کش اور فحاشہ کی لذت کی خاطر بھیک مانگنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

جن دنوں افغانستان کے سابقہ گورنر، وزراء اور دیگر مقتدر لوگ کمیونسٹوں کی قید میں تھے۔ تو یہ لوگ زندان میں اپنی ضروریات کے پیش نظر جب اپنے گھر والوں سے نقد رقم منگواتے تھے تو روسی محافظوں کا اس میں پورا پورا حصہ ہوتا تھا۔ روسی سپاہی افغانستان میں سگریٹ کے ایک پیکٹ کے عوض اپنی بندوق تک بیچ دیتے

(باقی صـ پر)

تحریر: احمد رائف

بشکریہ "جسارت"

میں نے روس میں کیا دیکھا

ایک نوجوان کے تاثرات

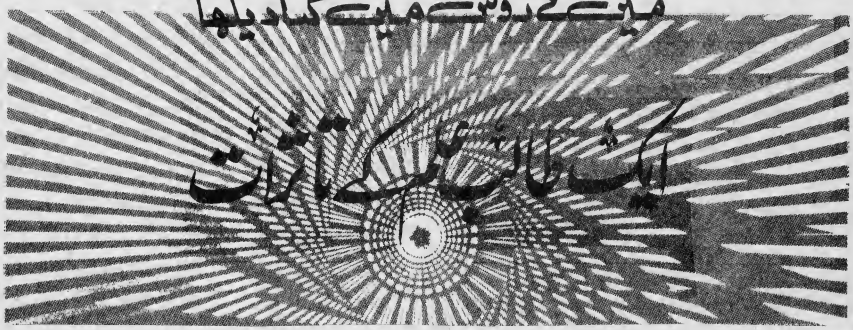

روس میں بالشویک انقلاب کو آئے ہوئے ستر برس ہونے کو ہیں۔ ان ستر برسوں میں روسی حکمرانوں کی "پر امن بقائے باہمی" کے نام پر کی گئی "فتوحات" کا اگر جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ بالشویک لیڈروں نے اپنے کمزور اور غریب ہم وطنوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی "زاری" روایت کو زندہ ہی نہیں رکھا بلکہ پوری دنیا میں جہاں بھی ان کا بس چلا کمزور اور "غیر مہذب" اقوام کے حقوق پر انہوں نے ڈاکے ڈالے۔ اس کی ابتداء اگرچہ وسط ایشیائی مسلمان آبادی پر مشتمل ریاستوں کو تہہ تیغ کرنے سے ہوئی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا حدود دسیع ہوتی گئیں۔ چیکوسلواکیہ، پولینڈ اور افغانستان پر روسی مداخلت تو ابھی کل کی بات ہے کتنے ہی ایسے ملک ہیں جو روس کی ثقافتی یلغار کا شکار ہوئے اور پھر وہاں سیاسی اور معاشی عدم استحکام کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ ختم ہونے کو نہیں آرہا۔ ثقافتی میدان میں روسی حکمرانوں نے جس نئے سماج کی بنا ڈالی۔ روسی عوام کے ساتھ اسکے سوا کچھ اور خرابی اور خرابی کوئی نہیں۔ صدیوں کی قائم قدریں روایات نہ صرف یہ کہ تباہ برباد کر دیں بلکہ اسی انقلاب نے روسی عوام کو آبرو باختہ کر کے رکھ دیا۔ اس کی مثالیں روس سے وقتاً فوقتاً فرار ہونے والے افراد اپنی کتب اور مضامین میں متعدد بار دے چکے ہیں اب تو یہ بات عام ہو چکی ہے کہ جیسے ہی کوئی "فاندانی کمیونسٹ" ملک سے فرار ہو کر آزاد فضا میں پہنچتا ہے۔ وہ اپنا اس کے انکشافات سے چونکا جاتی ہے۔ آندرے میخارف ایک روسی دانشور نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ

"روسی معاشرہ بے پناہ بدعنوانیوں کا سامنا کر رہا ہے، عمر رسیدہ لوگوں سے سخت بے رحمی برتی جاتی ہے۔ انہیں بہت کم پنشن ملتی ہے۔ بیمار ہوں تو کوئی پرسان حال نہیں ہوتا آبادی کا غالب حصہ شراب کا رسیا ہے۔ مغربت کا سیلاب لوگوں کو بہائے لئے جا رہا ہے ان کی تنخواہیں بے حد کم ہیں۔ کروڑوں عورتیں سخت جسمانی مشقت کرتی ہیں تب ان کے بچوں کو دو لقمے کھانا نصیب ہوتا ہے۔ پندرہ لاکھ افراد بے گار کی جاتی ہے۔"

آندرے میخارف کے علاوہ اب تو ایک خاصی بڑی تعداد ان "غیر ملکی دانشوروں" کی بھی ہو چکی ہے۔ جنہیں روسی حکمرانوں نے اپنے دام میں پھنسانے کے لئے اعلیٰ تعلیم کے لئے چنا لیکن یہی افراد بعد میں "پر امن بقائے باہمی" کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن گئے۔ انجنیئر شاہ محمود خان کا شمار بھی ان اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں ہوتا ہے جو روسی اسکالرشپ پر افغانستان سے روس گئے۔ لیکن تمام تر ترغیبات کے باوجود "بالشویک" نہ بن سکے۔

چھ سال روس میں انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس افغانستان آئے تو بدلا ہوا زمانہ تھا۔ اب ظاہر شاہ کی جگہ فور محمد ترکئی حکومت کر رہے تھے۔ ان چھ برسوں میں اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا انہوں نے اور ان کے دماغ نے جو کچھ محسوس کیا وہ ایک دردناک المیہ بھی ہے اور روسیوں کے منہ پر ایک بدرست طمانچہ بھی۔

میں نے روس میں کیا دیکھا یہ اپنی چھ سالہ مشاہدات پر مشتمل ایک مجاہد طالب علم کی داستان ہے۔ انجنیئر شاہ محمود خان تعلیم حاصل کرنے کے لئے روس گئے تو ان کی پہلی منزل ماسکو تھی۔ جہاں انہیں تزکیہ نفس کے ایک طویل مرحلے سے گزرنے کے بعد ایک سٹوڈنٹس ہوسٹل میں

احمد شاہ ((ابدالی)) وحدت یار
Ahmad Shah Abdali Wahdat Yar

ماہنامہ

مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ نویسندہ رکن: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر ۱۰-۱۱ مسلسل نمبر ۱۱ - اپریل مئی ۱۹۸۷ء حمل ثور ۱۳۶۶ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہی ج
۳- ارشاد نبوی ص
۴- سفت ثوریا کودتائے ثور
۵- استاد ربانی کا خطاب...
۶- جنیوا مذاکرات سے کیا توقع...
۷- اخلاق کی اہمیت
۸- ایک نام نہاد پشتو عالمی کانفرنس
۹- قیامت کے دن ملاقات ہوگی
۱۰- جہاد افغانستان اور علما کانفرنس
۱۱- روزہ رکھنے سے روحانی قوت...
۱۲- ولی خان نے روس کی مسلم دشمنی...
۱۳- مدد سی سپاہ کی زندگی...
۱۴- میں نے روس میں کیا دیکھا
۱۵- انٹرویو
۱۶- سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم
۱۷- اخبار جہاد
۱۸- قافلہ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345
پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرون ممالک
سالانہ — ۲۰ ڈالر

قیام کی اجازت دی گئی۔ ہوسٹل میں کھانے کے بعد ایک استقبالیہ دیا گیا میزبان نے ان نوخیز نوجوانوں کو نصیحت کے انداز میں ان الفاظ میں تلقین کی۔

"یہاں آئے ہو تو ذہنوں سے رسم و رواج کا ہر نقش کہن مٹا دو۔ ملاؤں نے مذہب کا دھونگ اس لئے رچا رکھا ہے کہ تمہیں انقلاب سے دور رکھیں۔ جام اٹھاؤ۔ یہ رنگین محفل عیش و عشرت کے لئے نہیں اگلے فاقوں کی یاد میں منعقد کی گئی ہے جن کے تن پہ کپڑا بھی نہیں اور جن کو رہنے کے لئے چھت بھی نصیب نہیں ہوتی۔"

اگرچہ میزبان نے یہ تبصرہ دنیا کے پسماندہ ممالک کے غریب اور بے ہوئے عوام کے حالات درست کرنے کے لئے کیا تھا لیکن کون نہیں جانتا کہ روس میں غریب عوام اس سے بھی زیادہ بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں کمیونسٹ پارٹی اور اس کی پریذیڈیم کے ارکان ان غریب اور مقہور عوام کی ہڈیوں پہ محل تعمیر کر کے عیاشی کر رہے ہیں۔

روس پہنچتے ہی شاہ محمود خان اور دیگر ساتھیوں کے لئے پہلا امتحان حلال اور حرام میں تمیز تھا۔ محمود خان کے ساتھ جو ترقی پسند مسلمان طلبہ گئے تھے۔ ذرا ان کی منافقت ملاحظہ فرمائیے۔ یہ منافقت روس میں قیام کے دوران جگہ جگہ ان کے ساتھ رہی۔

"دوپہر کے کھانے کے لئے بلاوا آیا میز پر جمع ہوئے تو ایک مسئلہ آن کھڑا ہوا حلال اور حرام کا۔ انواع و اقسام کے کھانے تھے مگر ہر ڈش میں گوشت کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ ہمارے وہ ہم سفر جو خود کو سیکولر اور کمیونسٹ کہتے تھے گوشت کے مسئلے پر شرعی اور غیر شرعی طریقوں کے زد و قائل نکلے بلکہ انہوں نے مشکوک کھانوں کی طرف نگاہ تک نہ اٹھائی، مچھلی، مکھن اور چائے تک محدود رہے۔ اور یوں "ترقی پسند" بھی اندر سے "رجعت پسند نکلے"۔

تاشقند کے بعد ماسکو آئے تو "ترقی پسندی" عود کر آئی غالباً مرکزی حکومت کا اثر تھا شاہ محمود خان کے الفاظ میں۔ "کھانے کی میز پر پہنچے تو پرانی بحث چھڑ گئی۔ گوشت کھایا جائے یا چھوڑ دیا جائے۔ بعض ساتھیوں نے صرف سبزی پہ قناعت کی جو گوشت سے آئے تھے ان کا موقف یہ تھا کہ اگر روس میں حلال حرام کی تمیز کی گئی تو زندہ کیسے رہیں گے۔ ایک "ترقی پسند" نے یہ کہہ کر گوشت کے ثواب سے رجوع کیا۔ "ہر حال گوشت ہے جس چیز کا ہو۔ صحت بخش ضرور ہوگا۔" چوبیس گھنٹے پہلے تاشقند میں جو چیز سب کے لئے حرام تھی ماسکو پہنچ کر، حلال ہو گئی" "میں نے سبزی پر اکتفا کیا۔"

روسی جاسوسی ادارہ کے جی بی ملکی اور غیر ملکی شہریوں کی زندگی میں کتنا عمل دخل ہے اس کا اندازہ شاہ محمود خان کی اس تحریر سے لگائیے۔

"ہمارے ایک دوست کو ہاں میں ہاں نہ ملانے کے "جرم" میں بینائی سے محروم ہونا پڑا۔ روس آنے سے پہلے اس کی نظر بہت اچھی تھی، اپنی خودداری کی وجہ سے وہ روسیوں میں مقام نہ بنا سکا۔ چنانچہ آنکھوں کے علاج کے بہانے اسے ماسکو کے ایک ہسپتال لے جایا گیا اور دو انجکشن دگا کر بینائی سے محروم کر دیا گیا۔ میں نے اسے ایک روز بہت موٹے شیشے والی عینک لگائے دیکھا تو اس کا ماجرا پوچھا اس نے بڑی رازداری سے بتایا۔ کسی نے اس کے بارے میں کے جی بی کو بتا دیا تھا کہ اس کے افغانستان میں اسلامی تحریکوں سے تعلقات تھے اس کا بدلہ یہ لیا گیا کہ اسے آنکھوں میں انجکشن لگا کر اندھا کر دیا گیا اس نے بتایا کہ پہلے وہ بالکل اندھا ہو گیا تھا۔ اب کچھ دکھائی دینے لگا ہے۔ لیکن اب بھی آدمی کو نہیں پہچان سکتا۔ اس نے کہا۔

"میں اس ناکردہ گناہی پہ ملنے والی سزا کا احتجاج کس سے کروں، مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے زور سے سانس بھی لیا تو وہ مجھے ختم کر دیں گے۔"

ایک جگہ اور کے جی بی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"آپ کسی روسی باشندے سے ملیں تو وہ آپ کی خیریت پوچھنے اور اپنی خیریت بتانے سے پہلے کمیونزم کی تعریف کرے گا لیکن اگر آپ اسے یقین دلا سکیں کہ آپ کا تعلق "کے جی بی" سے نہیں تو وہ فوراً ہی معذرت کرے گا کہ اسے آپ کے بارے میں غلط فہمی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد کمیونزم پر تین حروف بھیجتے ہوئے وہ اس کے بانیوں کو شیطان کے چیلے قرار دینے سے بھی نہ چوکے گا۔ میرا ایک روسی طالبعلم ساتھی اکثر بڑی حسرت سے کہا کرتا تھا" کاش ہم کمیونزم کو جبر سے اور جبر کو کمیونزم سے الگ کر کے دیکھ سکتے۔"

آیئے ذرا استاذہ کی "نمک خواری" ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کس طرح طلبہ کو کمیونسٹ نظریات قبول کر لینے کا احساس دلاتے ہیں۔

"تم یہاں ڈگریاں لینے نہیں آئے ہو۔ ڈگریاں تو امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک سے بھی حاصل ہو سکتی تھیں۔ اس انقلابی سرزمین پر قدم رکھا ہے تو انقلابی طور طریقے سیکھو، کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کا طلبہ سے رابطہ کس قدر مضبوط تھا۔ شاہ محمود کے الفاظ میں:

"دوران تعلیم کمیونسٹ پارٹی طلبہ سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ بعض اوقات تو غیر ملکی طلبہ مقامی کمیونسٹ پارٹی کا کوئی یونٹ معلوم

ہوتے تھے، پارٹی کے اجتماعات میں باقاعدگی سے شریک ہونا کمیونزم کے فکری اسباق ازبر کرنا اور اشتراکی فلسفے پر عبور حاصل کرنا ہر طالبعلم کے لئے ضروری ہے۔"

امریکہ اور مغربی ممالک سے روسی حکمرانوں کی نفرت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ماسکو ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور سرکاری اخبار پراودہ مغربی معاشرے کی خرابیاں گنوانے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روسی حکمرانوں کی ناکام اقتصادی منصوبہ بندی کے سبب یورپ اور امریکہ سے شہری نفرت کی بجائے محبت کرتے ہیں انہیں کمیونسٹ حیثیت کی بجائے یورپ کی حیثیت زیادہ پسند ہے۔ مغربی مصنوعات مغربی موسیقی، مغربی فکر اور مغرب کے نام میں کتنی کشش ہے۔ ہر کمیونسٹ شہری اس کا دیوانہ نظر آتا ہے۔ شاہ محمود خان نے جگہ جگہ نوجوان لڑکوں، لڑکیوں سرکاری ملازموں حتیٰ کہ کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کی یورپ سے محبت اور دیوانگی کے قصے رقم کئے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہر روسی نوجوان کمیونسٹ موسیقی کا رسیا ہے۔ خصوصاً مغربی ممالک کے بلند آہنگ سازوں اور ریکارڈوں پر تو وہ جان دیتے ہیں اگرچہ روس میں دوسرے مغربی ممالک کے ریکارڈ بجانے پر پابندی ہے اور صرف "کمیونسٹ موسیقی" ہی سنی جا سکتی ہے اس لئے کہ اشتراکی حکومت موسیقی سے اشاعت کا کام لیتی ہے۔ لیکن میں نے ایک بھی کمیونسٹ نوجوان ایسا نہیں دیکھا جو اس قانون کو خاطر میں لاتا ہو۔ تمام لوگ امریکی اور برطانوی دھنوں کے شیدائی تھے۔ چنچتے چنگھاڑتے ریکارڈ رات گئے تک بجتے اور طلبہ دھنوں پر رقص کرتے۔"

"مغربی لباس روسیوں کی عام کمزوری ہے "جس شخص کے جسم پر غیر ملکی لباس ہو وہ معاشرے میں برتر حیثیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ چاہے اس کا لباس کتنا ہی بوسیدہ اور قمیض نوسی کیوں نہ ہو اور پہننے والا اسے نیلامی میں ہی خرید کر کیوں نہ لایا ہو۔ نوجوانوں میں یہ جنون زیادہ ہے۔ حد یہ ہے کہ کچھ روسی طلبہ غیر ملکی طلبہ سے پرانے امریکی کوٹوں اور پتلونوں پر لگے ہوئے لیبل اور اسٹیکر خرید لیتے ہیں تاکہ انہیں ویسی کپڑوں پر چسپاں کر کے امریکی بن سکیں"۔

کمیونزم نے روسی معاشرے کی جس طرح توڑ پھوڑ کی اور عام افراد کے مسائل میں جس طرح اضافہ ہوا اس نے انہیں خود غرض اور سوسائٹی سے لاتعلق کر کے رکھ دیا ہے۔ چنانچہ ہر آدمی کام سے واپسی پر اپنے اصلی مسائل سے جی چرانے کی کوشش میں نظر آتا ہے اس کے لئے شراب ان کا سہارا بنتی ہے روسی حکمران اپنے عوام کی اس کمزوری سے بخوبی آگاہ ہیں اس لئے ہر سال بیرون ممالک سے کروڑوں ڈالر کی شراب منگوا رہی ہے۔ شاہ محمود خان کے الفاظ ہیں۔

"مصائب سے چھٹکارا پانے کے لئے روسی عام طور پر شراب کا سہارا لیتے ہیں اکثر روسی فرد دن شام کو کام سے واپس آتے ہوئے سستی شراب کی بوتل خرید کر لے آتے ہیں۔ گھر پہنچ کر انہیں کھانا ملے یا نہ ملے۔ شراب ضرور پیتے ہیں اور صبح تک نشے میں دھت پڑے رہتے ہیں۔ روسی طلبہ اپنی پریشانیوں کو غیر ملکی طلبہ سے پوشیدہ رکھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو شاید ان کا قومی تفوق کا احساس ہو۔ لیکن کچھ اس لئے بھی وہ احتیاط برتتے ہیں کہ کسی کے سامنے کی گئی بات روسی جاسوسی ادارے تک بھی پہنچ سکتی ہے"

لینن اور سٹالن کی اس سرخ جنت میں عوام کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں مالی مشکلات بے روزگاری، مہنگائی چیزوں کی عدم دستیابی اور ناقص کوالٹی سے ہر مرد و زن پریشان ہے مشترکہ خاندانی نظام سابقہ مسلمان ریاستوں کے روس میں کسی جگہ بھی نہیں پایا جاتا انقلاب روس کے بانیوں نے اس نظام کو تباہ کرنے کی متعدد کوششیں کیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے روسی روسی نوجوانوں نے اس کا ایک حل نکالا۔ زاد بھیجے

"مالی مشکلات کو کم کرنے کے لئے بعض طلبہ شادی رچا لیتے ہیں۔ ایسی شادیاں ہمیشہ برسر روزگار عورتوں سے کی جاتی ہیں بیوی کا رخ ملازمت میں مزدوری کرتا ہے اور شوہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ طلبہ کی طرح طالبات میں بھی یہ رجحان موجود ہے۔ وہ بھی ایسے مردوں کی تلاش میں رہتی ہیں جو اچھے کمانے والے ہوں اور ان سے تعلیمی اخراجات پورے کر سکیں چونکہ یہ رشتے باہمی اخلاص کی بجائے خالص مادی اغراض کی بنا پر طے پاتے ہیں اس لئے ناپائیدار نکلتے ہیں۔ ادھر تعلیم ختم ہوئی ادھر شادی کا بندھن ٹوٹ گیا یہی وجہ ہے کہ روس میں طلاق کی شرح ۷۵ فیصد سے بھی زیادہ ہے"

ذرا ایک پریشان حال خاتون کی داستان سنیئے:

"میرا شوہر ایک کارخانے میں ملازم تھا۔ معمولی سے مسئلہ پر اسے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ میں کپڑے کی ایک دکان پر کام کرتی ہوں۔ مجھے صرف ستر روبل ماہانہ ملتے ہیں۔ ہمارے پاس رہائش کے لئے ٹھکانہ تک نہیں۔ میں ایک دوسری عورت کے پاس عارضی طور پر رہائش پذیر ہوں۔ جبکہ میرا

فاقہ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے کہیں ایک دو روز کے لئے کام ملتا ہے پھر بے روزگار ہو جاتا ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے بڑے افسر اس سے ناراض ہیں۔"

اشتراکی حکمرانوں نے کارل مارکس کے فلسفہ اشتراکیت کو بروئے کار لائے ہوئے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ بہت جلد ہی روس میں ایک مثالی غیر طبقاتی معاشرہ وجود میں لائیں گے۔ ستر برس گزرنے کے بعد بھی ان کی یہی ضد ہے کہ وہ ایسا معاشرہ وجود میں لانے میں ضرور کامیاب ہونگے ان کے اس غیر منطقی اور غیر فطری دعوے کا جو حشر روس میں ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ چین اور روس میں بنیادی فرق بھی یہی ہے کہ وہ چینی والوں کے نزدیک روسی ابہ "رجعت پسند" ہے اور کارل مارکس کی تعلیمات سے منحرف ہو گیا ہے۔ روس میں عملی طور پر کئی ایک طبقات وجود میں آ چکے ہیں۔ وہاں طبقاتی کشمکش نے ہندوؤں کے منوسمرتی کے ہندی معاشرے کی یاد تازہ کر دی ہے۔ پرولتاری عوام کی حالت اچھوتوں سے بھی بدتر ہے؟

شاہ محمود خان اس طبقاتی فکر کا ذکر کرتے ہوئے تجزیہ فرماتے ہیں۔

"امیر اور غریب کے درمیان فرق ہماری ایک معلم نے واضح کیا ہے جب اس کی معصوم بچی نے اس سے پوچھا کہ اعلیٰ افسروں اور ہمارے درمیان کیا فرق ہے؟ تو ماں نے اسے بتایا۔

"بیٹی اعلیٰ افسر وہ ہوتے ہیں جنہیں سال بھر ٹماٹو کھانے کو ملتے ہیں۔ لیکن ہم لوگ صرف گرمیوں کے موسم میں اس نعمت سے مستفید ہوتے ہیں۔"

غیر طبقاتی معاشرے کے قیام کے علاوہ روسی حکمران اجتماعی ملکیت کے نظام پر بہت زور دیتے ہیں اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں ذرا

روسی ظلم سے تنگ آکر مجاہدین سے آملنے والے چند روسی فوجی

اس کا بھی حال سنیئے:

ایک روز ہم روسی مصنوعات کے خراب معیار کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے تانیا سے پوچھا کہ آخر روس میں معیاری چیزیں کیوں نہیں بنتیں؟

تانیا یوں گویا ہوئی" اصل بات یہ ہے کہ روس میں اجتماعی ملکیت کا تجربہ بری طرح ناکام ہوا ہے۔ کسی شخص کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی کہ ملک میں پیداوار کا نظام کیا ہے؟ جب تک کہ اس کا پیداوار میں کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔ ہم فطرت کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ہار گئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری حکومت اپنی حکومت کی شکست تسلیم نہیں کرتی۔"

مزدوروں کی آمریت قائم کرنے والی اس جنت میں مزدوروں کا کیا حال ہے شاہ محمود خان ایک زمانے میں دوران تعلیم کام کرنے اور سیکھنے کے لئے گئے تو مزدوروں

نے ان کے سامنے دل کے دکھڑے کھول دیئے۔ کہتے ہیں۔

"فرصت کے اوقات میں مزدور کارخانے کے مختلف گوشوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے گپ شپ بھی لڑاتے ہیں، اسی موقع پر ذاتی مسائل اور دکھوں کے بکھیڑے الجھائے اور سلجھائے جاتے ہیں۔ کئی مزدور جو میرے ساتھ بے تکلف ہو گئے تھے۔ اکثر کھانے کے وقفے میں مجھے اپنے درد دل میں شریک کر لیتے۔ وہ بڑی حسرت سے کہتے کہ" روس کے مزدور پوری دنیا میں پسماندہ ہیں، ہم پر سخت ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔" اُن کے اندر کا کرب انہیں مسلسل بے کل رکھتا ہے۔"

بے روزگاری، مزدوروں میں بے چینی، خاندانی نظام کی تباہی، غیر معیاری مصنوعات وغیرہ وغیرہ ان سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ روس میں غنڈہ گردی اور بے راہ روی عام ہو گئی ہے۔ جنسی آوارگی میں اس ملک نے یورپ کو بھی مات کر دیا ہے۔ پورا ملک امریکہ کی ریاست شکاگو کی مانند نظر آتا ہے۔

شاہ محمود خان اسی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں،

"روس میں غنڈہ گردی عام ہے۔ پُرامن شہریوں خصوصاً غیر ملکیوں کے لئے راتوں کو بازاروں اور پبلک مقامات پر گھومنا پھرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا، عام لوگ شام کے بعد گھروں سے باہر بہت کم نکلتے ہیں۔"

جنسی بے راہروی کے متعلق لکھتے ہیں کہ روسی معاشرے میں دوسری روزمرہ ضروریات دستیاب نہ ہوں لیکن جنسی ضروریات پوری کرنے میں کسی کو مشکل پیش نہیں آتی، سکول کالج، کارخانے اور کلچر جنسی آزادی کی عمدہ تربیت گاہیں ہیں۔ اور تھیٹر آزادانہ اختلاط کے مراکز ہیں۔"

"رقص گاہوں سے نکلی کم نوجوان بچیاں بھیڑیوں کی طرح پارکوں میں گھس جاتے ہیں اور وہاں ہلڑ بازی کرتے ہیں، صبح سڑکوں سے شراب کی ٹوٹی بوتلیں سمیٹی جاتی ہیں اس دھما چوکڑی میں جرائم پیشہ افراد چور اچکے اپنا کام کر گزرتے ہیں وہ لوگوں کے گھروں میں گھس کر پُرامن خواتین اور بچوں پر دست درازی کرتے اور قیمتی چیزیں چرا کر بھاگ جاتے ہیں۔"

شاہ محمود خان کے مشاہدات پڑھنے کے بعد فطری طور پر یہ سوال ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ یہ سب کچھ روسی حکمرانوں نے کس لئے کیا تھا اس کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب کچھ مذہب سے محبت کے خاتمے اور ایک نئے سماج کی تعمیر کے لئے تھا۔ آج تک کی روسی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اشتراکی مسلسل کوششوں کے باوجود ان دونوں باتوں میں ناکام رہے ہیں۔ وسط ایشیا کے مسلمانوں کی اسلام اور قرآن سے محبت ختم نہیں ہو سکی۔ اسلام کے بارے میں مسلمان اب بھی جذباتی ہیں۔ تشدد، جائیدادوں کی ضبطی، جبری ہجرت اور اجتماعی قتل وغیرہ کے باوجود مسلمان اپنے موقف پر قائم ہیں۔

شاہ محمود خان کے ایک کمیونسٹ استاد کے الفاظ میں "مسلمانوں کی ریاستوں سے کمیونزم کو زبردست خطرہ ہے۔ وہاں آج بھی اکثریت ان لوگوں کی ہے، جنہوں نے مصلحتاً روسی قانون کے سامنے سر جھکا رکھے ہیں۔ حقیقت میں وہ سچے مسلمان ہیں۔ جیسے ہی انہیں موقع ملا پوری طاقت کے ساتھ کمیونزم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

انجینئر شاہ محمود خان کی کتابہ "میں نے روس میں کیا دیکھا" اگرچہ ایک طالب علم کے تاثرات ہیں۔ لیکن جس طرح انہوں نے روسی سماج کا پوسٹ مارٹم کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک نظریاتی طالب علم ہونے کی حیثیت سے اشتراکی معاشرے کے فوائد خامیوں کا دکاست بیان کر دیئے ہیں اسے پڑھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اگر چہ ٹیکنالوجی اور اسلحہ کی دوڑ میں روسی دنیا کی بڑی طاقت ہے لیکن اخلاقی تباہی کے جس دھانے پر آج روس کھڑا ہے کیا بعید یہ اس کی سیاسی تباہی کا باعث بن جائے۔ آج اشتراکی روسی عام شہری کس قدر تنگ ہے یہ بیان سے باہر ہے لیکن روسی لیڈروں کے جمہوریت کے نفاذ کے بیانات خواہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں اس بات کی چغلی ضرور کھاتے ہیں کہ عوام اب اس طویل آمریت سے تنگ آ چکے ہیں۔

لطیفہ:۔ ایک روسی سپاہی کی...

ہیں وہ چاول کی ایک ڈش پر اپنا کلانکوف بڑی خوشی سے دے دیتا ہے۔ روسی سپاہی اپنی زندگی کے بعض لمحے بے مقصد حکم کے پنجرے سے آزادی چاہتا ہے۔ اُسے کمیونسٹ نظام سے سخت نفرت ہے، وہ لڑنا نہیں چاہتا، لیکن اُسے زبردستی لڑایا جاتا ہے۔ وہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔ لیکن کمیونسٹ نظام اسے جنگ کی بھٹی میں دھکیلتا رہتا ہے وہ امن چاہتا ہے، لیکن اُسے جنگ کی دوزخ کا ایندھن بنایا جاتا ہے۔

آئیے! ہم روسی سپاہی اور وہاں کے مجبور انسان کی آزادی کے لئے کمیونزم کے اس آہنی زندان سے ان مجبور اور مقہور انسانوں کو آزاد کرانے اور انہیں اپنی خوشیوں میں شریک بنا دیں۔

سنگر جہاد میں ہمیشہ موجود مومن اور جیالے مجاہد

کرنل ہمیشہ گل سے ایک انٹرویو

"مشعل" کے اس شمارے میں ہم افغانستان کے اسلامی انقلاب کے ایک جیالے کرنل ہمیشہ گل "اشرف" سے ایک انٹرویو اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں

بشکریہ "میثاقِ خون"

(مدیر)

سوال: برائے مہربانی قارئین محلہ سے اپنا تعارف کرا دیجئے۔

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین محمد و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

میرا نام ہمیشہ گل اور تخلص "اشرف" ہے۔ ملحد کمیونسٹ رژیم کے آنے سے قبل اپنے پیارے وطن افغانستان کی فوج میں کرنل کے عہدے پر فائز تھا اور سگنل کور کے ۵۵ کمانڈوز کی ذمہ داری میرے ذمے تھی۔ لیکن اب جہادِ مقدس میں صوبہ "وردگ" کے ضلع "سید آباد" میں ایک فوجی کمانڈر کی حیثیت سے مقرر ہوں

سوال: آپ نے جہاد کب شروع کیا ہے؟

جواب: باقاعدہ جہاد میں نے سال ۱۳۵۸ھ ش میں اُس وقت شروع کیا جب تہ کی ملحد حکومت کے خلاف بیشمار مومنو اور فوجی منصبداروں نے ایک اسلامی انقلاب برپا کرنے کا منصوبہ بنایا اس منصوبے میں میں نے بھی اپنے توفیق کے مطابق ایک رول ادا کیا۔

اس اسلامی انقلاب کو لانے کے لئے ۱۵ چنگاس کا بارڈان روز اور ۸ بجے صبح کا وقت مقرر تھا۔ لیکن بہ صد افسوس کہنا پڑتا ہے۔ کہ انقلاب کا راز انقلاب سے چار دن پہلے افشا ہوا جہاں کافی ساتھی گرفتار ہوئے۔ اور کچھ ساتھی گرفتاری سے جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔

چنگاس کی سترھویں تاریخ کو میں ایک مسلمان اور پڑوسی ملک پاکستان پہنچ گیا۔ سال ۱۳۵۸ھ ش کے ماہِ حمل کی چھبیسویں تاریخ تک افغانستان میں دشمن کے خلاف جہاد مقدس میں شامل ہوتا رہا۔ دریں اثنا صوبہ پکتیکا کے ایک فوجی کمانڈر کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ اور آج تک الحمد للہ اپنے فرائض بہ طریقِ احسن ادا کرنے میں مصروف ہوں۔

سوال: آپ کے علاقے میں جہاد کی حالت کیا ہے اور آپ کے مقابلے میں دشمن کی کیا پوزیشن ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ہمارے علاقے میں جہاد کی حالت ہمارے حق میں ہے۔ زمینی جنگوں میں پسپائی اور شکست دشمن کا مقدر بن چکا ہے یہی وجہ ہے کہ اب دشمن کی فوج جب ضلع سید آباد کی مغربی شاہراہ سے گزرتی ہے تو ٹینکوں کی مدد، جنگی جہازوں اور گن شپ ہیلی کوپٹروں کے سایوں میں گزرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی مجاہدین کے ہاتھوں اُسے بھاری مالی اور جانی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

سوال: امسال کے شروع سے آج تک آپ نے کتنی بار دشمن پر حملے کئے؟ دشمن کے حملوں کو کیسے ناکام بنایا؟ طرفین کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑا؟

جواب: اس سال کے ابتدا میں ہم چار بار دشمن پر حملہ آور ہوئے جن میں ایک حملہ ضلع ہیڈ کوارٹر پر تھا جبکہ دوسرا حملہ دشمن کے نظام ڈاک پر تیسرا اور چوتھا حملہ اس کا فوائی پر تھا جو مغربی شاہراہ پر کابل سے غزنی جا رہا تھا۔

پہلے حملے میں ضلعی تین چوکیوں کو تباہ کیا گیا۔ عدالتی عمارات اور ایک ہسپتال کو بھی نیست و نابود کیا گیا۔ دوسرے حملے میں چند سرکاری عمارات کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ دشمن کے بارہ سپاہیوں کو ہلاک اور آٹھ کو زخمی کیا گیا۔ تیسرے حملے کے وقت دشمن کے بیس سپاہیوں کا صفایا کیا گیا اور پینتالیس کو زخمی کیا گیا۔ آٹھ عدد گاڑیوں کو جلایا گیا اور دو سرکاری سرووں کو برعمال بنایا۔ جن میں ایک آئل ٹینکر تھا اور دوسرے میں گولہ بارود۔ گولہ بارود میں کلاشنکوف کے کارتوس، دستی بم فولادی ٹوپیاں، بیلچے، چارپائیاں کمبل، ڈائنامائٹ، کلاشنکوف، تھیلے گیس ماسک، وائرلیس، پانچ کارٹن کیموسٹی لڑیچر اور تین سو توپ اور ٹینک کے گولے ہمارے ہاتھ آئے ایک سرکاری جیپ جس میں کچھ روسی منصبدار سوار تھے کو ناکارہ بنا دیا چوتھے حملے میں دشمن کے تین ٹینکوں کو تباہ کیا گیا۔

آخری حملے میں ہمارے ایک بہادر مجاہد معلم گل رحمان نے جام شہادت نوش کیا جبکہ دوسرے غازی اور سرفروش نورحسن "جہاد وال" زخمی ہوئے۔

سوال: کیا آپ اپنے جہاد کے نتائج سے مطمئن ہیں؟

جواب: الحمدللہ میں مطمئن ہوں۔

سوال: بچوں، جوانوں اور دوسرے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا آپ کچھ پروگرام رکھتے ہیں؟ اور اس بارے میں آپ نے کیا اقدام کئے ہیں؟

جواب: ہم نے اپنے دیہاتی علاقوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مسجدوں میں انتظام کیا ہے۔ جوانوں اور اس قسم کے دوسرے طبقوں کے لئے مرکزوں میں مذہبی، فوجی، اجتماعی اور سیاسی تعلیم و تربیت کو لازمی قرار دیا ہے، عام لوگوں کی تربیت کو لازمی قرار دیا ہے، عام لوگوں کی تربیت کے لئے ہم نے تبلیغی گروپ بنائے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

سوال: تعلیم و تربیت کے ضمن میں جہاد کی رہنمائی کے لئے آپ کے پاس کیا تجویزیں ہیں؟

جواب: اس ضمن میں ہماری تجویزیں یہ ہیں۔

الف: جہاد کے مورچوں اور مجاہدین کے زیر تصرف علاقوں میں تجربہ کار دینی عالموں اور فوجی منصبداروں کی تقرری

ب: ان علماء اور فوجی منصبداروں کے لئے مناسب تنخواہ اور دوسری سہولتوں کا انتظام۔

ج: اسلامی انقلاب کے مقاصد کی تکمیل کے لئے مؤثر پروگراموں کا انعقاد، سادہ عبارت میں درسی اور فکری کتب اور دوسرے درسی لوازمات کا بہم پہنچانا۔

د: غریب اور مفلس اساتذہ، علماء اور مبلغین کے بچوں، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ مالی تعاون۔

سوال: آپ کی جدوجہد عموماً کس طرح ہوتی ہے؟

جواب: ہماری آزادی کی جدوجہد عموماً درج ذیل طریقوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ تنظیمی مدمیں: مخلصانہ حقیقی، ظاہری اور باطنی لحاظ سے ایک مستحکم اتحاد کی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اتحاد ہی جہاد کو مؤثر اور زندہ رکھنے کا واحد ذریعہ ہے روسی فوجوں کو بلا قید و شرط افغانستان سے نکالنے اور ایک خالص اسلامی نظام کے قیام تک نجات اور کامیابی کا واحد ذریعہ اتحاد ہے۔

۲۔ فوجی مدمیں: اس میں ہمیں زمین سے زمین اور زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائلوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ اجتماعی مدمیں: اس میں ہمیں مالی (نقد صورت میں) اور اخلاقی تعاون کے علاوہ ضروریات زندگی کے بنیادی لوازمات مثلاً ہر قسم کے اجناس وغیرہ کی ضرورت ہے۔

۴۔ صحت کی مدمیں: اس میں ڈاکٹروں، جراحوں اور ادویات کی ضرورت ہے۔

۵: تعلیم و تربیت کی مدمیں: دینی علماء، اساتذہ، مبلغین، درسی اور فکری کتب کے علاوہ درسی لوازمات اور نقد رقم کی بھی ضرورت ہوتی

ہے۔ تاکہ زیرِ تعلیم و تربیت افراد کی مالی معاونت کی جائے۔

سوال: افغانستان کے مسئلہ کے سیاسی حل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: روس کی طرف سے مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے بارے میں میرا نظریہ ہے کہ یہ سرخ استعمار کا ایک دام فریب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس سے روسی سیاستدانوں کا مقصد یہ ہے کہ جیلے مجاہدین اور سرفروش افغان عوام، حتیٰ کہ دنیا کے تمام اسلامی اور غیر اسلامی صلح پسندوں کے ذہنوں کو پراگندہ کیا جائے۔ مجاہدین کو جہاد کے راستے سے ہٹاتے اور افغانستان میں کیمونسٹی کٹھ پتلی حکومت کی جگہ ایک اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد کو ختم کیا جائے۔ اور بالواسطہ طور پر افغانستان پر اپنا اقتدار قائم رکھے۔ اپنے غلاموں اور ناموس وطن کے بیچنے والوں (خلق اور پرچم) کے قدموں کو مضبوط کیا جائے۔ انیتی اسلامی شرع اور قانون کے محاکمہ سے نجات دلائی جائے۔ اس طرح کابل کی کٹھ پتلی حکومت کو تسلیم کرانے کی یہ ایک روسی سازش ہے۔ جس کے پس منظر سے یہ حقیقت واضح ہے۔ کہ بخارا کی طرح (خدانہ کرے) افغانستان کو بھی روس کا ایک حصہ بنایا جائے۔ لینن کی وصیت کو عملی کرے اور اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کرے۔

سوال: دشمن کے خلاف آپ جو اسلحہ استعمال کر رہے ہیں وہ آپ کہاں سے لاتے ہیں؟

جواب: محترم! شاید آپ کو علم ہو کہ تیرہ کئی نے اپنے دورِ اقتدار میں ہمارے اور نڈر اور دلیر قوم کو اس لئے دعوت دے کر مدعو کیا تھا۔ کہ اس طرح وہ انہیں اسلحہ سے لیس کرکے ان سے قوم ہزارہ کی سرکوبی کرائے۔ لیکن قوم دلیر کے دور اندیش اور دیندار بزرگوں نے تیرہ کئی سے مختلف قسم کا اسلحہ لے کر بھی اس کی یہ آرزو پوری نہ کی۔ بلکہ تیرہ ہزار انگریزی ۳۰۳ بور بندوق کافی کارتوسوں سمیت کے حصول کے بعد تیرہ کئی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اہم علاقوں پر حملے کئے اور یکے بعد دیگرے نہ صرف تمام علاقوں کو فتح کیے بلکہ اس دوران دشمن سے کافی اسلحہ بھی ان کے ہاتھ لگا۔ جو آج تک افغانستان کے دوسرے جیالوں کی طرح دلیر قوم بھی اپنے پیارے ملک افغانستان کی آزادی کے لئے دشمن کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔

سوال: سات سالہ طویل جہاد کے دوران مجاہدین کو سامانِ رسد کے سلسلے میں جو مشکلات درپیش ہیں، بحیثیت ایک کمانڈر کے اس بارے میں آپ کے پروگرام کیا ہیں؟

جواب: اس بارے میں ہم نے جو پروگرام وضع کئے ہیں۔ وہ کچھ اس طرح کے ہیں۔

ا۔ اپنے اپنے علاقوں میں مجاہدین اور عام لوگوں کو بوائی کے موسم میں فصلوں کی بوائی، باغداری اور مال مویشی کے خصماند کے لئے امادہ کئے جاتے ہیں

ب: اپنی طرح اپنے مال مویشیوں اور فصلوں کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔

(۱) تاکہ نامساعد حالات اور بمباری کے وقت اپنے مال مویشیوں کو محفوظ اور مامون علاقہ جات کو اپنے ساتھ لے جایا جا سکے۔

(۲) زرعی لحاظ سے آباد اور باغات کے اُن علاقوں پر جو دشمن کے تصرف میں ہوں ہم حملے کرتے رہتے ہیں۔

(۳) دشمن پر حملہ کرتے وقت مال مویشی کو اپنے گھروں سے باہر نہیں نکالتے

(۴) فصل کی پختگی اور تیاری کے وقت ایک خاص مدت تک دشمن پر تعرض نہیں کرتے۔

ج: دشمن کے اُن کاروانوں پر جو سامانِ خوراک ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ ہم حملے کرتے ہیں۔ جہاں سے کھانے پینے کا کافی مواد ہاتھ آ جاتا ہے۔

سوال: آخر میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے مجلہ کے قارئین کی خاطر مسلح جہاد کے بارے میں کچھ قابلِ یاد واقعات بیان کر دیں گے۔

جواب: ہمارے طویل مسلح جہاد کے دوران چند قابلِ ذکر واقعات میں سے تین ہفتے مجاہدین کا دشمن کی پولیس فورس کی ایک پارٹی سے مقابلہ کے علاوہ ایک مجاہد کا پرچمی فوجیوں کے خلاف وہ مجاہدانہ کردار بھی ہے جسے میں آپ کے مؤقر جریدے کے معزز قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سال ۱۳۶۶ھ ش کے ماہ میزان میں ایک روز ہمارے تین نوجوان اور زیر تربیت مجاہدین محمد رحیم اٹکاوی، محمد رحیم فرقانیار اور احمد شاہ مخلص شاہراہِ کابل کی طرف بڑھ رہے تھے دوسری جانب سے ایک مسلح پولیس پارٹی گشت کر رہی تھی۔ جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ تو مجاہدین نے انہیں للکارا کہ "خبردار! اگر فائر کیا"

اس کے جواب میں پولیس پارٹی لیڈر نے کہا۔ کہ آپ ہمارے مسلمان بھائی ہیں ہم ہرگز آپ پر ہاتھ نہیں اُٹھائیں گے پھر مجاہدین نے انہیں مزید دباتے ہوئے کہا۔ کہ ہمارے اِرد گرد سینکڑوں مجاہدین جدید اسلحہ سے لیس روسی فوج کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سن کر پولیس کمانڈر نے انہیں بتایا کہ آج روسی فوج کے آنے کا دن نہیں بلکہ داخلی فوج ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ پولیس پارٹی نے پھر کسی دوسرے موزوں موقع پر مجاہدین سے سرکاری نوکری چھوڑنے اور افغانستان کی آزادی کے لئے اُن کے دوش بدوش جہاد کرنے کا وعدہ کیا۔ اور تینوں مجاہدین داخلی فوج سے دو دو ہاتھ کرنے کے منتظر ہوگئے تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد جب داخلی فوج کا پلٹن نمودار ہوا۔ تو تینوں مجاہدین نے بیک پر فائر کر کے فوجیوں کے اوسان خطا کئے۔ چند کو تو کیفر کردار تک پہنچایا جب کہ باقی دُم دبا کر بھاگ گئے۔

دوسرا واقعہ سال رواں کے ماہ عقرب میں اس وقت وقوع پذیر ہوا۔ جب پرچمی اور خلق فوجیوں کا ایک بکتر بند دستہ کابل سے غزنی کی طرف جا رہا تھا کہ مجاہدین سے درہ "شنیز" میں مقابلہ ہوا۔ مجاہدین میں نورحسن جہاد وال ایک نوجوان مجاہد بھی تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی اپنی اپنی کوشش کے باوجود ٹینکوں کو راکٹ کا نشانہ نہ بنایا۔ تو اس نے اپنی بندوق اُٹھائی اور جوشِ جہاد میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے دشمن پر اندھا دھند فائرنگ شروع کی۔ جس کے نتیجے میں دشمن کی تین گاڑیاں بیکار ہوگئیں دشمن کے اٹھارہ سپاہی پاگل کتوں کی طرح مجاہدین پر جھپٹ پڑے لیکن نورحسن جہاد وال کی گرجتی بندوق کی گولیوں نے اُن کے سینے چھلنی کر دیئے اور وہ وہیں تڑپ تڑپ کر واصلِ دوزخ ہوئے۔

اسی اثنا میں ایک بکتر بند گاڑی آکر نورحسن کے سامنے ٹھہری۔ نورحسن نے دوسرے ایک مجاہد سے راکٹ انداز لیکر گاڑی کو نشانہ بنانا چاہا۔ لیکن نشانہ نہ بیٹھ سکا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے چند سپاہی گاڑی سے اُتر کر نورحسن جہاد وال کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں نورحسن نے اپنی بندوق پھر سنبھالی اور دشمنوں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور پہلے کی طرح ان کو بھی دوزخ کا ایندھن بنایا۔

اتنے میں دشمن کے تین سپاہی ایک کھڈ میں کود کر کسی طریقے سے مجاہدین کے قریب پہنچے۔ نورحسن برابر لڑ رہا تھا۔ اور اپنے ساتھی مجاہدین سے کہا کہ وہ صرف ان کے لئے بندوقیں بھر کر

باوجود انتہائی کوششوں کے دشمنوں پر اس کا نشانہ نہیں بیٹھ رہا تھا۔ آخر اس نے ایک ہینڈ گرنیٹ اُن پر پھینکا لیکن وہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ دشمن کے سپاہی بھی بے خوف ہو کر لڑ رہے تھے لیکن نورحسن جہاد وال کا انداز ہی کچھ اور تھا۔ وہ جوشِ جہاد سے پاگل ہو رہا تھا اور کئی بار دشمن کے مورچے پر ہلہ بولنے کی کوشش بھی کی لیکن ساتھی مجاہدوں نے اُسے روکا آخر کار ایک طویل اور سخت مقابلے کے بعد نورحسن جہاد وال نے دوسرا ہینڈ گرنیٹ پھینکا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے بچے کچے سپاہیوں کا بھی صفایا ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مطابق حزب اللہ غالب اور حزب الشیطان مغلوب ہوگیا اس معرکہ میں مجاہد گل رحمان نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جب کہ نورحسن جہاد وال زخمی ہوا۔

مجاہدین مہم پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے کمانڈر سے ہدایات لے رہے ہیں

موسیٰ خان جلالزئی

(قسط ۶)

سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم

سپین سے انہیں ماسکو لے جایا گیا جہاں پہنچ کر ان کو دل ہلا دینے والی بڑی تکلیف دہ مایوسی سے دوچار ہونا پڑا جب محنت کشوں کے دارالخلافہ میں پہنچ کر ان کو علم ہوا کہ کمیونسٹ پارٹی کے کسی سوویت چیف نے نہ تو ان کو قبول کیا اور نہ ہی ان کے کارڈ لکھے تھے "گرو" GRU کارکنوں نے سوچا کہ ان ایجنٹوں کو سوویت یونین میں قدم جمانے کا موقع نہ دیا جائے کیونکہ ان کو دھوکے میں لانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ تاہم ماسکو پہنچنے پر ان ایجنٹوں نے بھوک ہڑتال کی دھمکی دی اور مطالبہ کیا کہ کمیونسٹوں کے بڑے رہنماؤں "گرو" کے لیڈروں سے ان کی ملاقات کرائی جائے چنانچہ ملاقات تو کرا دی گئی مگر گرو GRU کے لیڈروں نے اصولی طور پر کہا کہ ان کو پارٹی میں شامل ہوتے سے پہلے آزمائشی دور سے گزرنا ہوگا۔ لیکن غیر ٹائلیوں کو سی پی ایس یو (CPSU) میں سنٹرل کمیٹی کی وساطت سے لیا جاتا ہے اور قدرتی طور پر ایسے میں اس قسم کے سوال پیدا ہوتے ہیں کہ ہر کوئی پوچھنے لگتا ہے کہ کیا تم پہلے کبھی کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بنے تھے؟ اگر بنے تھے تو تم نے اس کو کیوں چھوڑا؟ ان جوشیلے سرپھروں نے اپنی آپ بیتی لفظ بلفظ بتائی۔ مگر ان کے منہ سے جو کچھ نکلا سب کچھ جھٹلایا گیا۔ کسی کا پارٹی کارڈ جلانا گناہِ کبیرہ سمجھا جاتا تھا اور سنٹرل کمیٹی نے ان کی درخواست رد کر دی۔ جرمنوں نے دوبارہ بھوک ہڑتال کی دھمکی دی اور سٹالن سے بذاتِ خود ملنے کی خواہش کا اظہار اور مطالبہ کیا۔

اس موقع پر این کے وی ڈی (NKVD) نے کہا کہ ہم آپ کو سنٹرل کمیٹی سے ملاتے ہیں۔ جس پر GRU "گرو" نے مداخلت کی تاکہ اس کے ایجنٹ (NKVD) این کے وی ڈی کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ چنانچہ ان ایجنٹوں کو زندہ درگور دفن کر دیا گیا

اس اثنا میں سیاسی صورت حال بڑی سرعت سے بدل چکی تھی سٹیلن شائن کا بہترین دوست بن چکا تھا۔ اور کمیونسٹ اسی طرح فاسسٹوں کے دوست بن گئے یہاں تک کہ تختے تحالف کے آپس میں تبادلے ہوئے اس سلسلے میں سوویت یونین میں جن جرمن کمیونسٹوں نے سیاسی پناہ حاصل کر رکھی تھی۔ ان کو چھڑانے کے بدلے بڑے قیمتی ہوائی جہاز جو جرمن ملٹری میں بہت ہی خفیہ کام کے لئے استعمال ہوتے تھے

ان میں Ju-88 Ju-87 : MS-109 MB 110 HB111 Do217 بھی شامل تھے سٹالن کو دیئے گئے۔ سٹیلن کی قیاس آرائی بڑی سادگی پر مبنی تھی۔ تھوڑا ہی عرصہ پہلے جنگ شروع ہو گئی۔ روسی ہوائی جہازوں کی نقلی نہ کر سکیں گے۔ لیکن وہ اپنے سیاسی مخالفین کے سر حاصل کر لیگا کیونکہ سٹالن جرمن کمیونسٹوں سے پریشان بھی ہے اسی لئے وہ جرمنی ہوائی جہازوں کے عوض ان کو ہٹلر کے حوالے کر دے گا عام ممبران کے علاوہ ان میں جرمن سنٹرل کمیٹی کے اور پولٹ بیورو کے ممبران بھی تھے جن صحافی اور کمیونسٹ اخباروں کے ایڈیٹر بھی شامل تھے۔ ان کو جرمنی میں لانا مقصود نہ تھا بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ خاموشی سے ماسکو کے علاقے ہی میں گیسٹاپو کے ممبران کی وساطت سے گولی سے اڑا دیا جائے تاہم جہاں تک "گرو" کے ساتھ ان ایجنٹوں کا تعلق تھا انہیں واپس نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیونکہ ان کو سوویت یونین کے متعلق کافی علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ ماسکو میں جرمن مفاد رکھنے کو مطلع کر دیا گیا کہ وہ تمام ایجنٹ سپین ہی میں مارے جا چکے ہیں اور ماسکو میں نہیں پہنچ سکے تھے۔ فاشسٹوں نے اس پر اعتراض نہ کرتے ہوئے دوبارہ تجویز پیش کی کہ اتنی ہی قیمت کے اور ہوائی جہاز تحفے میں دیئے جائیں گے۔ بدقسمتی سے ان ایجنٹوں کو اسی سودے بازی کا ذرا بھر علم نہ تھا انہوں نے دوبارہ بھوک ہڑتال کی دھمکی دے دی جس سے ان کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ جس پر سوویت یونین فاشسٹوں کے سامنے اپنی دروغ گوئی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت سے مان لیا کہ وہ ایجنٹ ماسکو میں موجود ہیں اور ساتھ ہی صلح کی پیش کش کی فاشسٹ تو اپنے دشمنوں کو سوویت یونین کے علاقے ہی میں گولی سے اڑا دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس تبادلے پر عمل درآمد شروع ہوا اور گیشر کی الیکٹرک پاور سٹیشن کے نزدیک بڑے بڑے کوئلے کے ڈھیروں والی جگہ کا انتخاب ہوا لیکن اس سے پیشتر ہی گیسٹاپو کے کارکنوں نے سب ایجنٹوں کو ایک ایک کر کے پہچان لیا اور ان کے فوٹو اتارے گئے۔ ازاں بعد کوئلے کی ایجنٹوں کی پیٹی کی شوریدہ آوازوں کی آڑ میں ان سب کو گولی مار دی گئی اور گرو سنٹرل کمیٹی کے ممبران اور گیسٹاپو کارکنوں سے مشترکہ طور

پر ان کی لاشوں کو پاور سٹیشن کی بھٹیوں میں ڈال کر جلا ڈالا اور ڈرامہ بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

ان جرمنی ایجنٹوں کی غلطی ایک نہ تھی بلکہ وہ بیک وقت تین غلطیاں کر بیٹھے۔ یہاں تک کہ اپنی جانیں کھو بیٹھے۔ پہلی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے "گرو" (GRU) کے وعدوں پر بھروسہ کرنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ دوسری غلطی یہ کی کہ "گرو" کو ان کے ساتھ کئے گئے وعدہ پورے کرنے پر انہوں نے شدت افتیار کی۔ تیسری بڑی بھول یہ کی کہ وہ اس بات کو قطعی بھول گئے تھے کہ "گرو" (GRU) اپنے ایجنٹوں کے سر معمولی قیمت ملنے پر فروخت کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے چاہے وہ ایجنٹ کتنا ہی عہدہ اور بہترین کارکن کیوں نہ ہو۔ بلکہ بعض اوقات تو اپنے کام نکل جانے کے بعد اس ایجنٹ کے سر کی قیمت وصول کئے بغیر کتے کا موت مار دیتے ہیں تاکہ ان کے راز ہمیشہ راز رہیں اور راز افشا ہونے کا خطرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔

انہی دنوں سٹالن کی قیادت میں پارٹی اور اس کی بنیادیں رکھنے والے تمام ممبران اس حالت پر پہنچ گئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑے کرنے اور سوویت یونین میں نفرت پھیلانے لگے۔ چار سو نفرت اور حقارت کی آگ بھڑکتی ہوئی نظر آنے لگی جس پر فیصلہ کیا گیا کہ پارٹی کو اس نفرت کی آگ سے بچانے کے لئے تطہیر کی جائے آج ہمارے پاس اس بات کا یہ ثبوت موجود ہے کہ اس بڑی تباہی و غارت گری کا منصوبہ بڑی کاوش سے تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ اے آفتورالوف کی تصدیق کے مطابق پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء کو کافی عرصہ پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے سپیشل سیکورٹی کمیشن قائم کیا جائے تاکہ پورے ملک میں تشدد کی فضا قائم کی جا سکے۔ جو ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک جاری رہی۔

ان مذکورہ دو برسوں میں اس سپیشل کمیشن نے وہ ظلم ڈھائے جو انسانی تاریخ میں خونی باب کے نام سے لکھے جاتے ہیں اس کمیشن کے ممبران میں سٹالن۔ زدالوف میخائل شکریاتوف۔ مالنکوف اور ویشنسکی شامل تھے یہاں یہ بات بڑی دلچسپ معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت این کے وی ڈی (NKVD) کا انچارج میٹر یوگنڈا کمیشن کا ممبر نہ تھا گیا اس کو ممبر نہ بنا کر بڑی عقلمندی کی۔ چنانچہ پوری سوسائٹی کی تطہیر کرنے کے لئے "پارٹی" نے سب سے پہلے بڑے پیمانے پر اپنے ہی آلہ کار (NKVD) این کے وی ڈی جو کہ پارٹی کا عضو خاص بوائے سرجری مخصوص تھا۔ اس کے خون کو عام طور پر آزادی سے بہا دینے کی اجازت دے دی۔ ۱۹۳۵ء سے ہی سلسلہ تطہیر بڑی رازداری سے شروع کیا گیا۔ یہاں تک کہ این کے وی ڈی کے متعلقہ بیرون ملک اعضا کو بھی یکدم قتم کر دیا۔ اس خیال سے کہ عام لوگوں میں دہشت نہ پھیلنے پائے یہ سلسلہ رازداری سے جاری رہا اور اس میں عوام کا کوئی فرد بھی ملوث نہ کیا گیا اصولی طور پر یہ "گرو" (GRU) ہی ہو سکتا ہے۔ جس کو تطہیر کے فرائض سونپے جا سکتے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں جان کاریفش برزن جو اس وقت "گرو" (GRU) کا چیف تھا اس نے مشرق بعید میں اپنے معتمد کارکنوں کے ہمراہ خصوصی مراعات کے ساتھ سفر کیا۔ اور بڑی رازداری سے "گرو" کا چیف کے بعد دیگرے آئی ایس ان شتی اور ایس ٹی اور سکی کو مقرر کیا گیا۔ لیکن برزن کے لئے چارج چھوڑنے کے لئے کوئی احکامات جاری نہ کئے گئے۔ دوسرے الفاظ میں اور سکی کو محض برزن کی عدم موجودگی پر پردہ پوشی کے لئے چیف مقرر کیا تھا مشرق بعید میں برزن نے اور اس کے معاونوں نے بڑی رازداری سے این کے وی ڈی کے کارکنوں کا حساب چکا دیا۔ اگلے سال برزن اپنے ساتھیوں سمیت سپین میں نمودار ہوا۔ اس کا عہدہ سپین حکومت کا چیف ایڈوائزر تھا اور وہ اس کام میں بڑا ماہر تھا۔ سب سے اس نے حکومت سپین کو ایسے راہ پر گامزن کرنے کی انتہائی جدوجہد کی جو اسکو کے لئے فائدے مند تھا۔ دوسرے اس نے سپین میں امور خارجہ کا کام اور "گرو" کی نگرانی خود کرتا تھا نیز وہ اپنے خصوصی دھندے کو کبھی نہ بھولتا۔ این کے ڈی (NKVD) کا خاص ڈائریکٹوریٹ کا انچارج سلوسکی بھی سپین ہی میں موجود تھا۔ جو خود بھی اپنے خارجہ ایجنٹوں کی تمام کارروائیوں کی نگرانی کرتا تھا۔ سلوسکی کو قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا تھا کہ (NKVD) کے غیر قانونی کام کرنے والے ایجنٹوں کی پراسرار گمشدگی سے برزن اور "گرو" کا گہرا تعلق ہے۔ نیز اس بات کا بین ثبوت موجود ہے کہ برزن اور سوسکی درمیان عملی طور پر سپین میں ہر روز جھڑپیں ہوتی رہیں۔ پھر بھی این کے وی ڈی کا ستمبر ۱۹۳۷ء کے اواخر میں این کے وی ڈی (NKVD) کے چیف ہونا اور کو اپنے عہدے سے برخاست کر دیا گیا اور پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے سیکرٹری نے ایزوف کو اس کی جگہ متعین کر دیا۔ ایزوف نے بھی این کے وی ڈی کی تطہیر بڑے ظالمانہ انداز میں شروع کر دی۔ اور وہ اس

اداریہ

اتحاد اور یکجہتی کامیابی کا راز

وحدت و یکجہتی کے بارے میں ہمیشہ کتب، رسائل اور مجلات میں کچھ نہ کچھ رقمطراز ہوتا رہتا ہے۔ اور مختلف مضامین کی وساطت سے مجاہدین کی توجہ اتحاد کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ لیکن جتنی ضرورت جواب مجاہدین، مہاجرین اور جہادی تنظیموں کے عملی اتحاد کے لیے محسوس کی جارہی ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

جہاد افغانستان ایک نازک اور حساس مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ اب وہ آخری اور فیصلہ کن مرحلہ آپہنچا ہے جس نے جہاد افغانستان کی کامیابی کو یقینی بنا دیا ہے اور اس سے منزلِ مقصود" آزادی اور اسلامی حکومت کا قیام" دکھائی دے رہا ہے۔

روسی سامراج اور اس کے حلقہ بگوش کابل کٹھ پتلی انتظامیہ اپنی کامیابی سے مایوس اور ناامید ہو چکے ہیں۔ وہ میدانِ جنگ میں مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھا چکے ہیں۔ روسی فوجیوں نے نوسال کی طویل مدت جنگ میں بہ زور بازو ٹینک اور طیارے مجاہدین راہ حق کو زیر نہ کر سکے۔ اس لیے وہ انہیں سیاسی و تبلیغاتی میدان میں زیر کرنے کی خاطر مختلف قسم کے ہتھکنڈے اور حیلے استعمال کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مجاہد تنظیموں کے درمیان پھوٹ اور اختلاف ڈالے شگوفوں میں مجاہدین کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے اور اسی طرح مہاجرین بھی بے اتفاقی اور تشتت کا شکار رہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انصار بھائیوں کو مہاجرین کے خلاف بھڑکانے اور اس میں نفرت پھیلانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا گیا ہے۔ اس بنا پر پہلے سے کہیں زیادہ مجاہدین، مہاجرین اور مجاہد تنظیموں کے درمیان اتفاق، اتحاد اور یگانگت نہایت ضروری ہے مومنوں اور مسلمانوں کی صفت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے:

اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ "وہ کفار کے مقابلے میں بہت سخت لیکن آپس میں نہایت نرم دل اور مہربان ہوتے ہیں"۔

لہٰذا افغانستان کو روسی درندہ صفت اور وحشی فوجیوں کے چنگل سے آزاد کرانے اور وہاں ایک اسلامی حکومت قائم کرنے اور چلانے کے لیے ہمیں چاہیئے کہ وہ چھوٹے اختلافات جو ہمارے درمیان کبھی کبھی رونما ہو جاتے ہیں کو ٹھنڈے دل سے حل کر کے دشمن کے لیے ایک مضبوط چٹان بن کر ابھریں۔ اتحاد وقت کی اہم ضرورت کے علاوہ حکم خداوندی بھی ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ (ترجمہ) "اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو"۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندرونی اختلافات کو پس پشت ڈال کر دشمن دین و وطن کے خلاف بغیر کوئی امتیاز و افتخار ایک صف وحدت میں کھڑے ہو جائیں۔ لہٰذا اس حساس لمحات میں جو اسلامی افغانستان کے مستقبل کے بارے میں کوششیں جاری ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سبھی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر بنیان مرصوص کی طرح جنگ، سیاسی اور تبلیغاتی میدانوں میں متحدانہ طور پر دشمن انسانیت سرخ سامراج کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے اسے منہ توڑ جواب دیں۔ کیوں کہ مسلمانوں کی کامیابی اور سرفرازی کا واحد راستہ آپس میں اتفاق و اتحاد قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی میں ہے۔

وبس

سلسلے میں "گرو" GRU کی مدد بھی طلب نہیں کرتا تھا ... ۳۰۰ سے زائد تکہ کار کمانڈو کو گولی سے اڑا دیا گیا ایزوف کے حکم پر یوگدا اور سوسکی کو بھی جان سے مار ڈالا۔ یہاں یہ بات بیان کر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یوگدا کو بھی کھلی کچہری کے سامنے پھانسی دے دی گئی۔ لیکن سوسکی کو بڑی راز داری سے ختم کیا گیا۔ اور اس کے دیگر ساتھیوں کو بھی اسی طرح اذیت ناک موت سلا دیا گیا تھا۔

"گرو" اور ایزوف کی مدد سے NKVD این کے وی ڈی کا صفایا کرنے کے بعد اب پارٹی کی نظریں فوج کی تطہیر کی طرف لگ گئیں۔ فوج کی تطہیر کا سلسلہ جنرل سٹاف کی خانہ خرابی اور گرو کی مکمل تباہی سے شروع ہوا۔ ان فوجی لیڈروں میں مارشل تخاچیسکی اور کمانڈر یاکر اور کارپس کمانڈر پٹنہ تھے جن میں سوویت ملٹری اتاچی متعینہ لندن بھی شامل تھا جیسا کہ امید بھی کی جا سکتی ہے ملٹری اتاچی تمام گرو آفیسر تھے۔ لیکن پٹنہ محض ملٹری اتاچی نہ تھا۔ لندن میں ملٹری اتاچی مقرر ہونے سے پہلے وہ "گرو" GRU کا ڈپٹی چیف تھا۔ اس کی گرفتاری نے NKVD این کے وی ڈی کے لئے گرو کی خصوصی تطہیر کرنے کا بہانہ پیدا کر دیا۔ انتہائی نفرت انگیز ہے وہ جو کچھ اندر اندر ہی پکتا رہا جو بالآخر ظاہر ہوا اور دنیا کی لعنتوں کا باعث بنا۔ پہلی تطہیر میں گرو کے چیف آرسکی کو گرفتار کر کے گولی مار دی گئی اور اس کے باقی ماندہ تمام ساتھیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اب این کے وی ڈی اور "گرو" کے کارندوں کا تبادلہ ہوا۔ اب کے این کے وی ڈی کے کارکن خصوصی مراعات کے ساتھ یورپی دنیا کے سفر پر روانہ ہوئے تاکہ وہ گرو اور این کے وی ڈی NKVD کے ان ایجنٹوں اور افسروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں جنہوں نے تخریبی سرگرمیوں سے روگردانی کی اور سوویت یونین واپس لوٹنے سے انکار کر دیا تھا ۱۹۳۷ء کی تطہیر کے بعد گرو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی تھی۔ حتیٰ کہ اس سے تعلق رکھنے والے باورچی۔ صفائی کا عملہ نیز روزانہ مزدوری پر مامور تمام لوگوں کو ختم کر دیا گیا تھا۔ برزن نے سپین سے واپسی پر زندہ رہنے کی دوبارہ زندہ کیا۔

۱۹۳۷ء کے دوران کنٹرن کی خصوصی کوششوں بالخصوص سپین میں انٹرنیشنل بریگیڈ کے تعاون اور مدد سے گرو نے اپنی قوت کسی حد تک دوبارہ بحال کر لی ایک سال بعد ہی سوویت ملٹری انٹیلی جنس نے طوفانی طرز پر اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ مگر ۱۹۳۸ء کے موسم گرما کے تباہی کے دوسرے طوفان کی لہروں نے گرو کو نہ صرف پھر سے جڑ سے اکھاڑ دیا بلکہ سرے سے مٹا دیا۔ اس مرتبہ اگر برزن جو کہ گرو کا بڑا عیار، چالاک اور کامیاب ترین لیڈر تھا اگر ہوتا تو وہ بھی اس سیلاب کی تباہ کاری سے نہیں بچ سکتا تھا۔

چھیڑے کا مطلب یہ تھا کہ آٹومیٹک چھیڑا گرو کے تمام تر اداروں کے لئے جو نہ صرف گرو کے بیرونی کارکنوں بلکہ ملٹری اضلاع کی ڈائریکٹوریٹ کی انٹیلی جنس سروسز کے تمام کارکنوں کو بیک وقت اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ یہاں جان لیوا جنگلی طوفان کی طرح دوبارہ رونما ہوا جس نے ہر چیز کو اپنی تباہی کا باعث بنا ڈالا۔

جنگ سے پہلے کے عرصے میں مغربی ملٹری انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ اپنی خفیہ ذریعہ ترین کام کرنے والی ملٹری میں وسعت کر لیتا۔ بموں اور جنگی اسلحہ کے ڈپوؤں کے سٹور قائم کئے جاتے ریڈیو سیٹ خفیہ طریقے سے انٹیلی جنس آفیسروں اور رضا کاروں کے لئے نصب کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن جب جنگ ہوتی تو یہ سب کچھ تباہ کر دیا جاتا۔ نیز سینکڑوں اور ہزاروں تربیت یافتہ تخریب کاروں اور رضا کاروں کو جو دشمن سے لڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ سب کو گولی مار دی جاتی یا ذہنی اذیت کے کیمپوں اور جیلوں میں ڈال کر ان کو پاگل بنا دیا جاتا۔ جس سے ملٹری انٹیلی جنس ختم ہو کر رہ جاتی اور نہ صرف ملٹری انٹیلی جنس بلکہ ملٹری اور فوجی صنعت تمام متاثر ہوتے۔ لیکن ۲۹ جولائی ۱۹۳۸ء کو برزن کو گولی مار کر صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے بعد این کے وی ڈی کے سربراہ ایزوف نے برزن کی جگہ پر متعین ہو کر ہلاک کن غلطی کی۔ دوسرے ہی دن سٹالن نے گرو اور این کے وی ڈی سے دو کے۔ بجائے صرف ایک رپورٹ وصول کی۔ جب کہ حسب معمول دو رپورٹیں وصول ہوتی تھیں تو نتیجہ صاف ظاہر ہے، خفیہ سرگرمیوں کی پالیسی نے فوراً کروٹ بدلی اور سٹالن کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ این کے وی ڈی کے اختیارات کو محدود کرے۔ اس کے معمول کے احساسات اور خیالات کے مطابق اس نے محسوس کیا کہ سوویت انٹیلی جنس اس کے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس روز ۳۰ جولائی کو اس نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ایزوف کو برخاست کر کے قید خانے میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔

اخبار جہاد

۳۰ روسی فوجی ہلاک
چار ٹینک تباہ کر دیئے گئے

جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدین نے ۳۰ مارچ کو صوبہ میدان کے دوراہی نامی علاقے میں دشمن کے ایک فوجی قافلہ پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں چار بکتر بند گاڑیاں تباہ اور ۳۰ فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔

اس تیز رفتار کاروائی کے دوران مجاہدین راہِ حق نے دشمن کے ۳ ٹینکوں پر قبضہ کر لیا۔ تاہم ایک مجاہد بھائی جام شہادت نوش کر گئے۔

مجاہدین نے ۱۱ کابلی فوجیوں
کو ہلاک کر دیئے

جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدوں نے کمانڈر انجینئر اسلام سید کی قیادت میں ۱۰ اپریل ۸۷ کو صوبہ کنڑ علاقہ مرورہ میں دشمن کے ایک حفاظتی چوکی پر چھاپہ مار کر راکٹ لانچر کے ذریعے کئی گولیاں برسائے۔ جس کے نتیجے میں چوکی کے ۱۱ افراد حو کمیونسٹ تھے ہلاک کر دیئے گئے اور دیگر ۶ افراد زخمی ہو گئے۔ جب کہ مجاہدین کسی نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں لوٹ گئے۔

کلکان میں ایک ٹینک تین ٹینکر تباہ
۱۵ روسی کابلی فوجی ہلاک

موصولہ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے شہید امیر حبیب اللہ فرنٹ کے جیالے سرفروش مجاہدین نے کمانڈر عبدالمنان کی قیادت میں ۱۱ اپریل ۸۷ء کو صوبہ پروان کے میرنجہ کوٹ نامی علاقے میں ایک روسی فوجی قافلہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ دونوں فریق کے درمیان شدید جھڑپ واقع ہوئے۔ جس کے نتیجے میں دشمن کی ایک ٹینک اور تین آئل ٹینکر نذر آتش کر کے ان میں سوار ۱۵ کابل روسی فوجی بھی ہلاک کر دیئے گئے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مجاہدین راہِ حق نے دشمن کے غذائی مواد کے ایک ڈپو پر قبضہ کر کے اسے نذر آتش کر دیا ہے

شکر درہ میں مجاہدین کے
ایک کامیاب کاروائی

افغانستان کے دارالحکومت کابل سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے شکر درہ فرنٹ کے غیور مجاہدین نے گھات لگا کر یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو کابل پروان سٹاہ میں دشمن کے ایک فوجی قافلے پر اچانک حملہ کر کے ان کی ایک جیپ کو ناکارہ بنا دیا۔ جب کہ اس میں سوار چار فوجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

اس تیز رفتار کاروائی کے دوران روسی ساخت کی ایک تا۔ ۵ پستول اور ایک کلاشنکوف غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ ایک مجاہد زخمی ہو گیا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق حریت پسند مجاہدین نے کمانڈر فرالدین کی قیادت میں ۱۳۶۶/۱/۴ کو دشمن کے ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کر کے چوکی میں موجود ایک ٹینک اور دو ٹرکوں کو تباہ کر دیا۔ جب کہ ۲۰ کابل روسی فوجی موت کے گھاٹ اتارے گئے کاروائی کے دوران مجاہدین نے دو کلاشنکوف پر غنیمت کے طور قبضہ کر لئے۔ جنگ کے دوران ایک مجاہد شہید اور دیگر چھ زخمی ہو گئے۔

ایک اور اطلاع میں کہا گیا ہے کہ دشمن کے وحشی اور درندہ صفت فوجیوں نے ۲ اپریل ۱۹۸۷ء کو جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہدین کے قرہ باغ نامی فرنٹ پر یلغار کیا جس کے نتیجے میں شدید لڑائی کا آغاز ہوا۔ یہ

لڑائی دونوں فریق کے درمیان ۹ گھنٹے تک جاری رہی۔ حق و باطل کے اس فیصلہ کن لڑائی کے دوران ۸۰ روسی کابلی فوجی مارے گئے۔ تاہم چار مجاہد بھائیوں نے جام شہادت نوش کر لیے۔ جب کہ ۱۶ دیگر نہتے مجاہدوں سمیت ایک مجاہد روسیوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔

صوبہ لوگر میں مجاہدین راہِ حق کے کامیاب کارروائیاں

صوبہ لوگر سے موصولہ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے ایمانی قوت سے سرشار مجاہدوں نے کمانڈر محمد نواب (نیسنی) اور یار محمد (چرخ) کی قیادت میں قلعہ وزیر، قلعہ حبیب اللہ، برکی برک، کلنگار اور دیگر مختلف مقامات میں کابلی روسی فوجیوں کے دستوں اور مقامی فوج پوسٹوں پر حملہ کر کے انہیں بھاری جانی نقصان پہنچایا ہے۔

بتایا گیا ہے کہ مختلف محاذوں کے دوران ۳۰ روسی فوجی ہلاک اور ۳ کابلی فوجی زخمی ہو گئے۔ جب کہ ۲ ٹینک اور ایک فوجی ٹرک تباہ ہو گئے۔ تاہم ایک مجاہد بھائی شہید اور دیگر دو مجاہدین زخمی ہو گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ۳ و ۴ اپریل کو جمعیت اسلامی افغانستان کے شیر صفت مجاہدوں نے کمانڈر جناب ڈاکٹر فضل اللہ کی قیادت میں کتب خیل سر بلند، میرا بدال، قلعہ سرمنی، قلعہ سبزک، قلعہ ملاحسن اور دیگر علاقوں میں روسی کابلی فوجیوں کے پوسٹوں پر حملے کئے اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔

تفصیلات کے مطابق دشمن کے ۴ عدد ٹینک اور ۷ نقلیہ وسایط کو نذر آتش کر دیا گیا۔ تیل اور خوراک کے ایک ایک ڈپو تباہ کر دیا گیا۔ تقریباً ۲۰ روسی فوجی ہلاک اور دیگر ۸ افراد زخمی ہو گئے۔ تاہم ایک مجاہد بھی زخمی ہو گئے۔

صوبہ ننگرہار میں مجاہدین کے ایک کامیاب چھاپہ مار کاروائی

جمعیت اسلامی افغانستان کے حریت پسند مجاہدوں نے ۸ اپریل ۱۹۸۷ء کو سب ڈویژن غنی خیل کے شیندوار علاقے میں دکوزہ توپی نامی کے فوجی حفاظتی چوکی پر اچانک چھاپہ مار حملہ کر کے ۳ کمیونسٹوں کو جہنم واصل کر دیا۔ جب کہ بھاری مقدار میں جنگی اسلحہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگی۔ بتایا گیا ہے کہ یہ کاروائی جمعیت اسلامی، حزب اسلامی اور بجات ملی کے غیور مجاہدین کی طرف سے مشترکہ طور پر انجام پایا۔ جس کے دوران ۳ مجاہدین زخمی ہو گئے۔

صوبہ پکتیکا میں تازہ دم روسی دستوں کی پیش قدمی، اور گون کے نزدیک مجاہدین نے مورچے سنبھال لئے

افغانستان کے صوبے پکتیکا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق روسی حکام نے گولہ بارود اور رسد کی بھاری کھیپ کے ساتھ تازہ دم فوجی دستے سرٹ ڈویژنل قصبے اور گون بھیجے ہیں۔ فوجی دستے ۱۸ مارچ کو کابل اور غزنی سے روانہ کئے گئے۔ جنہیں سرروضہ کے علاقے میں مجاہدین نے گھیر لیا ہے۔ ۲۱۰ مارچ کی تازہ ترین اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین فوجی دستوں کے گرد محاصرہ تنگ کر رہے ہیں اور فریقین نے ایک دوسرے پر گولہ باری کی تاہم نقصانات کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

کابل کے نزدیک جنگی تنصیبات پر مجاہدین کا حملہ

افغان دارالحکومت کابل کے مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے سروبی میں جہاں ملی نجات افغانستان کے مجاہدین نے ۱۴ مارچ کو راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس سے فوجی ورکشاپ کی تین گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ چھاپہ مار کاروائی کے دوران حکمران جماعت کا مقامی دفتر شدید متاثر ہوا۔ جہاں ایک پہرے دار ہلاک ہو گیا۔

ادھر صوبہ ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اچین کے علاقے میں آٹھ حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے جس کے دوران بھاری اسلحہ اور گولہ بارود ان کے ہاتھ آیا۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر اچین کا محاصرہ کرنے کی کوشش کی تاہم روسی طیاروں کی شدید بمباری کے پیش نظر مجاہدین اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس چلے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے صوبہ پروان کے مقام دوسٹرکہ کے نزدیک فوجی دستے پر یلغار کی۔ جس کے نتیجے میں تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہو گیا۔

ارغستان قصبے کے نزدیک فوجی مرکز پر مجاہدین کا میزائلوں سے حملہ

تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، دو ٹینک اور ایک جیپ تباہ ہوگئی،

لندن ۱۹ مارچ - افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے اپنے مرکز پر فوجی دستوں کا حملہ ناکام بنادیا جہاں حملہ آوروں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا - ادھر قندھار کے نزدیک مجاہدین کے فوجی مرکز پر میزائل برسائے جس کے نتیجے میں وہاں اسلحے کا ذخیرہ تباہ ہوگیا۔

اطلاع کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے ۲ مارچ کو صوبہ جاغوری کے علاقے میں مجاہدین کے مرکز پر حملہ کیا۔ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار فوجی دستوں کو فضائی تحفظ حاصل تھا۔ جس سے روسی طیاروں کی بمباری کے دوران دس مجاہد شہید اور ستائیس زخمی ہوگئے۔ جانی نقصان کے باوجود مجاہدین نے دن بھر کی مزاحمت کے بعد فوجی دستوں کو پسپا کردیا۔ جو دو ٹینکوں کا ملبہ چھوڑ کر پندرہ لاشیں لے گئے۔

دریں اثنا جنوبی افغانستان کے صوبے قندھار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۵ مارچ کو ایک قصبے کے نزدیک فوجی مرکز پر میزائلوں سے حملہ کردیا۔ میزائلوں کے فائر سے فوجی مرکز میں اسلحے کا ذخیرہ دھماکے سے اڑگیا۔ جبکہ تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔

قندھار شہر کے نزدیک پنجوائی کے محاذ پر مجاہدین کی اہم کامیابی

ایک حفاظتی چوکی تباہ، چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، نو گرفتار کرلیے گئے،

لندن - قندھار شہر کا کنٹرول حاصل کرنے کے لیے پنجوائی کے محاذ پر مجاہدین اور روسی کٹھ پتلی دستوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں - ایک اطلاع کے مطابق مجاہدین کو پنجوائی کے معرکے میں اہم کامیابی حاصل ہوئی ہے - جہاں ایک حفاظتی چوکی تباہ اور چودہ روسی فوجیوں کی ہلاکت کے علاوہ نو گرفتار کرلیے گئے - ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ایک ماہ سے جاری پنجوائی قصبے کے دوران مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر راکٹ برسائے۔ اس چوکی میں متعین روسی کٹھ پتلی فوجی مزاحمت کی بجائے ہلاک ہونے والوں کی لاشیں اٹھائے راہ فرار اختیار کرگئے جبکہ نو روسی کٹھ پتلی فوجی بھاگتے ہوئے قابو آگئے۔ مجاہدین نے حفاظتی چوکی سے اٹھارہ کلاشنکوف رائفلیں، آٹھ پستول اور گولہ بارود سمیٹ کر چوکی کو آتش کردی۔

صوبہ بغلان میں چھاپہ مار کارروائیاں

شاہراہ سالانگ پر حملوں کے دوران

ایک ٹینک اور ایک آئل ٹینکر تباہ

افغان حریت پسندوں نے ۱۱ مارچ کو صوبہ بغلان میں شاہراہ سالانگ پر واقع قصبے خنجان کے نزدیک روسی فوجی کیمپ پر مارٹر کے گولے برسائے۔ مارٹر کے فائر سے چار جیپیں ایک ٹینک اور آئل ٹینکر نذر آتش ہوگئی تاہم روسیوں کے جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہوسکا ایک اور اطلاع کے مطابق بغلان شہر کے علاقے دزیر میں مجاہدین نے ۵ مارچ کو کمانڈر عیسیٰ خان کی قیادت میں حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ جس میں تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے اور دیگر فوجی مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلے۔ مجاہدین نے حفاظتی چوکی کا اسلحہ سمیت کو چوکی کی عمارت پر قبضہ کرلیا۔

"انقلاب ثور" کی تقریبات کے سلسلے میں

کابل میں زبردست حفاظتی اقدامات

افغان دارالحکومت میں بارہ ہزار روسی

فوجی اور ملٹری کیمپ قائم کردیئے گئے

افغان دارالحکومت کابل میں "انقلاب ثور" کی تقریبات کے دوران چھاپہ مار کارروائیوں کے پیش نظر زبردست حفاظتی اقدامات کئے جارہے ہیں۔ کابل شہر جو پہلے ہی حفاظتی چوکیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بارہ ہزار روسی فوجیوں کی آمد سے مضافات علاقے میں

تبدیل ہو چکا ہے۔ مجاہدین کے ذرائع کا کہنا ہے۔ کہ کابل شہر کے چاروں طرف فوجی کیمپ قائم کئے گئے ہیں جہاں تازہ دم روسی دستے تعینات ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق قابض روسی حکام قرغہ کے فوجی مرکز کو ہر قیمت پر محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جسے مجاہدین نے گزشتہ اپریل میں راکٹوں اور میزائلوں سے نشانہ بنایا تھا۔

تین سو بیس افراد کی رہائی

لندن یکم اپریل (اڈاانس افغان) افغانستان میں نام نہاد جنگ بندی کے بعد کابل کی پل چرخی جیل سے صرف تین سو بیس افراد رہا کئے گئے۔ جبکہ روسی حکام نے تیرہ سو قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا تھا۔

مجاہدین نے ذرائع نے افغان دارالحکومت میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے ایک اعلیٰ اہلکار کے حوالے سے جس کا نام خفیہ رکھا گیا ہے بتایا کہ گزشتہ دو ماہ کے دوران پل چرخی جیل سے رہائی پانے والے افراد کا تناسب روسی حکام کے اعلان کے برعکس محض تیس فیصد ہے ان ذرائع کے مطابق رہا ہونے والوں میں خلق و پرچم کے مہرے دار بھی شامل ہیں۔ جنہیں حکمران پرچم دھڑے سے سیاسی چپقلش کے نتیجے میں گرفتار کیا گیا تھا۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہلکار نے انکشاف کیا کہ رہائی پانے والوں کی اکثریت معمر افراد پر مشتمل ہے۔ جن سے روسی حکام خطرہ محسوس نہیں کرتے مجاہدین کے ذرائع کا کہنا ہے کہ موجودہ وقت ۹۶۲۰ قیدی وزارت داخلہ کی نگرانی اور ۱۸۵۰ قیدی وزارت دفاع کے سپرد ہیں۔ جو دن رات تاریک کمروں میں رکھے جاتے ہیں۔ ان قیدیوں کے لئے تین سو پچاس مسلح گارڈ تعینات ہیں۔

صوبہ پکتیکا میں چھاپہ مار کارروائیاں

راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک، دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں

افغانستان کے صوبے پکتیکا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق گھات لگائے مجاہدین نے ۲۲ اپریل کو فوجی دستوں پر راکٹوں سے یلغار کی جو کئی روز چھاؤنی کی طرف جا رہے تھے۔ راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور دو گاڑیاں تباہ اور ان کا عملہ ہلاک ہو گیا۔

تیز رفتار کارروائی میں جس کے دوران ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہو گئے۔ مجاہدین امدادی دستے کی آمد سے قبل آزاد علاقے کی طرف نکل گئے انہی مجاہدوں نے ایک روز قبل متہ خان قصبے میں تحصیل ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا۔ جہاں ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجی رات کی تاریکی میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے گردیز منتقل کئے گئے۔

صوبہ تخار میں مجاہدین اور روسی دستوں

کے درمیان خونریز تصادم، بدخشاں

کے سرحدی قصبے میں چھاپہ مار کارروائی

کے دوران بارہ روسی فوجی ہلاک و زخمی

لندن ۲ مئی (اڈاانس افغان) روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے تخار میں مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں۔ جن کا آغاز روسی مقبوضہ مسلم ریاست تاجکستان میں مجاہدین کے حملوں سے ہوا تھا۔

ایمنسٹی افغان پریس کے ذرائع نے ۲۸ اپریل کی تازہ اطلاعات کے حوالے سے صوبہ تخار کے سب ڈویژن روستاق میں کہنہ درہ کے مقام شدید لڑائی کی خبر دی ہے۔ روسی دستوں نے اس علاقے میں ۲۰ اپریل کو فوجی کارروائی کر کے مجاہدین کے ٹھکانوں کا محاصرہ کر لیا تھا جہاں شدید بمباری کے نتیجے میں مجاہدین عقب نشینی اختیار کر گئے حملہ آور روسی دستوں نے مزاحمت کے دوران زخمی حالت میں چھ مجاہد گرفتار کر لئے۔ تین روز قبل مجاہدین نے قریہ قول کی حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا تھا جو میں متعین چار روسی فوجی ہلاک اور دو مجاہد زخمی ہو گئے۔ روسی سرحد پر واقع بدخشان صوبے کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۸ اپریل کو صوبائی ہیڈ کوارٹر فیض آباد سے شمال کی طرف شہر بزرگ قصبے کے نزدیک فوجی دستے پر حملہ کیا اس کاروائی میں بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے جبکہ جوابی فائرنگ سے مجاہدین کے ایک گروپ کمانڈر محمد خان شہید ہو گئے۔

روسی سرحد پر واقع صوبوں

کندز اور سمنگان میں چھاپہ مار کارروائیاں

تیز رفتار حملوں کے دوران گیارہ روسی کٹھ پتلی

فوجی ہلاک، چار مجاہد شہید ہو گئے

روسی سرحد پر واقع صوبوں کندز

اور سنگمان میں مجاہدین نے چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا جہاں گیارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چار مجاہد شہید ہوگئے۔ اپنی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین نے ۲۴ فروری کو کندز شہر میں حفاظتی چوکی پر راکٹ اور مارٹر برسائے جس سے چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اس حملے میں فائرنگ کے تبادلے سے چار روسی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہوگیا۔ اسی روز صوبائی صدر مقام کے نزدیک مجاہدین اور گشتی دستے کے تصادم میں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ جب مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔

روس سے لائی ہوئی تازہ دم فوج روسی افغان سرحد پر تعینات کر دی گئی

تاجکستان کے عوام اور افغان مجاہدین کے درمیان رابطے پر روسی حکام کی کارروائی

روس سے لائی جانے والی تازہ دم تین ہزار فوج دریائے آمو کے کنارے افغان سرحدی صوبوں کندز اور تخار میں تعینات کی گئی ہے۔ روسی دستے صوبہ کندز کے سرحدی قصبے امام صاحب سے مشرق کی جانب دریائے آمو کے کنارے ساتھ کلومیٹر دور صوبہ تخار کے علاقے ینگی قلعہ تک پھیلائے گئے ہیں۔ روسی فوج نے صوبہ تخار میں ارچی، خواجہ غار، دشت قلعہ اور مغل قشلاق میں فوجی کیمپ قائم کئے ہیں۔ دریائے آمو کے پار وسط ایشیا کی مقبوضہ ریاست تاجکستان سے مجاہدین کے خلاف کارروائی کی گئی تھی۔ جس کے جواب میں مجاہدین نے روسی علاقے پر گولہ باری کی تھی۔ روسی حکام اس ناکامی کے بعد مجاہدین کے مورچے تباہ کرنے کی کوشش کو رہے ہیں۔

مارچ کے تیسرے ہفتے کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین چھاپہ مار کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں روسی فوج کے عقب رستاق کے علاقے میں مجاہدین کو مسلسل مدد مل رہی ہے۔ دریائے آمو کے کنارے مجاہدین کے مراکز روسی حکام کا نشانہ ہیں کیونکہ اسی علاقے میں دریائے آمو قابل عبور ہونے کی بنا مجاہدین روسی تاجکستان کے مسلمانوں سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔

یاد رہے کہ مارچ کے اوائل میں روسی حکومت نے تاجکستان کے معروف عالم مولانا عبداللہ سیدون کو "اسلامی حکومت قائم کرنے کی تبلیغ" پر گرفتار کر لیا تھا۔ ان پر الزام ہے کہ وہ بیس برس سے اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں، مولانا عبداللہ سیدون کی گرفتاری پر مقبوضہ ریاست میں زبردست مظاہرے ہوئے تھے۔ تہران ریڈیو نے گذشتہ دنوں اس خبر کی تصدیق کی تھی۔

کابل میوزیم کے قیمتی نوادرات ماسکو منتقل کر دیئے گئے

پانچ ہزار برس پرانے سکوں کی چوری میں روسی حکام کے علاوہ کارمل، انا ہیتہ اور نجیب شامل ہیں

لندن ۱۲ اپریل (اے ایف پی) افغان دارالحکومت کے میوزیم میں قیمتی نوادرات ماسکو منتقل کر دیئے گئے۔ جن میں پانچ ہزار برس پرانے "کوشانہ" سکے شامل ہیں۔ کابل میں تحریک مزاحمت کے ہمدرد اعلیٰ اہلکار نے ایسوسی افغان پریس کے ذرائع کو بتایا ہے کہ کابل میوزیم سے تاریخی نوادرات کی چوری کا سلسلہ گذشتہ آٹھ سال سے بتدریج جاری ہے۔ جن میں روسی حکام کے علاوہ ببرک کارمل اور ان کے گھریلو مقیم کٹھ پتلی انتظامیہ کی اہم شخصیت انا ہیتہ راتب زاد شامل ہے۔ ان ذرائع کے مطابق کارمل کی سبکدوشی کے بعد تاریخی نوادرات کی لوٹ مار میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے موجودہ سربراہ ڈاکٹر نجیب اور ان کے ساتھی شریک ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ظاہر شاہ کے دور میں ایک امریکی سیاح نے تاریخی سکوں کے لئے لاکھوں ڈالروں کی پیشکش کی تھی جو مسترد کر دی گئی تھی۔

روس سمگل ہونیوالے تاریخی نوادرات کی کابل واپسی۔ سکے واپس نہیں کئے گئے افغانستان کے تاریخی نوادرات روس "سمگل" کر گئے تھے۔ ریڈیو ماسکو کا اعتراف

لندن ۱۹ اپریل (اے ایف پی) ریڈیو ماسکو نے اپنی نشریات میں افغانستان سے تاریخی نوادرات روس "سمگل" کر کے جانے کا اعتراف کیا ہے۔ ریڈیو ماسکو کا کہنا ہے کہ تاریخی نوادرات روسی کسٹم حکام کے ہاتھ آئے

ہیں۔ یاد رہے کہ ۲ اپریل کو ایجنسی افغان پریس نے کابل میوزیم کے تاریخی نوادرات ماسکو منتقل کرنے کا انکشاف کیا تھا جس میں پانچ ہزار پرس پرانے سکے اور دیگر نایاب اشیاء شامل ہیں۔ اس انکشاف کے بعد افغانستان کے اندر اور بین الاقوامی سطح پر زبردست ردعمل پیدا ہوا جس کے بارہ روز بعد ۱۴ اپریل کو ماسکو ریڈیو نے اپنی انگریزی نشریات میں یہ خبر دی کہ روس روسمگل شدہ نوادرات ایک تقریب کے دوران کابل کے قومی عجائب گھر کو واپس کر دیئے گئے ہیں۔ ریڈیو کے مطابق واپس کئے جانے والے نوادرات میں تاریخی تلواریں قالین۔ بلوریں اشیاء اور فن پارے شامل ہیں جبکہ پانچ ہزار پرس پرانے سکوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ کابل ریڈیو نے یہ خبر نشر نہیں کی جبکہ ماسکو ریڈیو نے اسے صرف انگریزی نشریات میں جگہ دی ہے کٹھ پتلی انتظامیہ میں تحریک مزاحمت کے صدر دسرکاری حلقوں نے کابل میں ایجنسی کے ذرائع کو بتایا تھا کہ کابل میوزیم کے نوادرات کی چوری کا سلسلہ گذشتہ آٹھ برس سے جاری رہا جس میں ہر کہ کابل اور دان کی قریبی خاتون زنا ہتیہ راتب زاد کے علاوہ موجودہ کٹھ پتلی حکمران ڈاکٹر نجیب ملوث ہیں تاہم ریڈیو ماسکو نے نوادرات کی واپسی کا ذکر کرتے ہوئے تاریخی نوادرات افغانستان سے روس سمگل کرنے والوں کے نام ظاہر نہیں کئے۔

کابل میں اشیائے خوراک کی شدید کمیابی اور گرانی،

لندن ۳۰ اپریل (اے ایف پی) افغانستان میں آٹھ برس کی مسلسل جنگ کے نتیجے میں اشیائے خوراک انتہائی کمیاب اور مہنگی ہو چکی ہیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذریعے نے کابل سے اطلاع دی ہے کہ افغان دارالحکومت میں چاول ڈھائی سو افغانی فی کلو اور آٹا پینتالیس افغانی کا ایک کلو میسر آتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سبزیوں کے نرخ گذشتہ برس کی نسبت دو سو سے چار سو فیصد تک بڑھ چکے ہیں جن میں ٹماٹر اور پیاز سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ مٹی کے تیل کی سرکاری قیمت ایک سو ستر افغانی فی گیلن ہے جو بلیک مارکیٹ میں تین سو افغانی گیلن بمشکل ملتا ہے۔

یاد رہے کہ افغانستان میں سرکاری اہلکاروں کی تنخواہ عام طور پر تین ہزار افغانی ہے جس سے دو افراد پر مشتمل کنبے کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔

افغانستان میں "قومی مفاہمت" کی پالیسی ناکام ہو رہی ہے

قندھار پر روزانہ حملے کئے جاتے ہیں، روسی جریدے ازویستا کا اعتراف

لندن ۳۰ مارچ (اے ایف پی) روسی ذرائع ابلاغ نے پہلی بار نام نہاد جنگ بندی کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے تصدیق کی ہے کہ پورے افغانستان میں اور خاص طور قندھار شہر پر حملے روزانہ کا معمول بن چکے ہیں۔

روسی جریدے ازویستا نے افغانستان میں اپنے نامہ نگار کے حوالے سے بتایا ہے کہ اسے مختلف فوجی ہیڈ کوارٹروں میں "جنگ بندی" کی خلاف ورزی کے ثبوت دکھائے گئے۔

روسی روزنامے کی رپورٹ کے مطابق نام نہاد جنگ بندی کی خلاف ورزی افغانستان میں یکساں ہے۔ تاہم قندھار شہر اور ضلعی ہیڈ کوارٹر مجاہدین کا اہم نشانہ ہیں۔

"ازویستا" نے قندھار فوجی گیریژن کے ایک کمانڈر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ مجاہدین "قومی مفاہمت" کی پالیسی کا میاب بنانے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ جنرل نجیب نے حال ہی میں روسی ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے اعتراف کیا تھا کہ افغانستان میں ساٹھ ہزار مجاہدین چھاپہ مار کاروائیاں کر رہے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ حکام کے فیصلے پر کٹھ پتلی انتظامیہ جنگ بندی کی متعدد بار خلاف ورزی کر چکی ہے۔

قندھار شہر میں ڈسٹرکٹ جیل پر مجاہدین کا حملہ

عیدگاہ دروازے کے نزدیک فوجی جیپ تباہ کردی گئی

لندن ۱۷ اپریل (اڈانس افغان) قندھار شہر میں افغان مجاہدین کے ایک گروپ نے ڈسٹرکٹ جیل پر حملہ کرکے بائیس افغان شہری رہا کرالئے۔ منہیں تحریک مزاحمت سے تعاون کے سلسلے میں پابند سلاسل کیا گیا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۱۵ اپریل کو راکٹوں اور میزائلوں سے ڈسٹرکٹ جیل پر حملہ کیا جس سے شمالی سمت میں واقع جیل کا گیٹ تباہ ہوگیا۔ اس گیٹ پر متعین آٹھ سیکورٹی گارڈ موقع پر ہلاک ہوگئے جس کے ساتھ جیل میں مقید افغان شہری تحریک مزاحمت کے ہمدرد ایک اہلکار کے تعاون سے نکل بھاگے۔ خطرے کا الارم بجتے ہی امدادی دستے ڈسٹرکٹ جیل پہنچ گئے تاہم اس سے قبل افغان شہری مجاہدین کی طرف نکل چکے تھے جنہیں محفوظ مقام منتقل کر دیا گیا۔ اسی روز مجاہدین نے عیدگاہ دروازے کے نزدیک راکٹ برسا کر ایک جیپ (اڈانس) جو قندھار چھاؤنی جارہی تھی جیپ میں سوار ڈرائیور سمیت متعین روسی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے سب ڈویژن قصبے نیوالی کے نزدیک دلقان کے مقام حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے جہاں چار لاشیں لئے دیگر فوجی مزاحمت کے بغیر فرار ہوگئے۔ بھاگتے ہوئے دستے کی فائرنگ سے ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہوگئے۔ مجاہدین نے بعد ازاں دس کلاشن کوف رائفلیں ایک وائرلیس سیٹ اور گولہ بارود سمیت کر حفاظتی چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی۔

صوبہ غزنی میں فوجی کیمپ پر حملے کے دوران چودہ روسی فوجی ہلاک تیز رفتار کارروائی سے دو ٹینک ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہوگئی

افغان حریت پسندوں نے ۱۴ اپریل کو صوبہ غزنی میں کابل قندھار شاہراہ پر مقرقصبے کے فوجی کیمپ پر درمیانی فاصلے تک مار کرنے والے میزائل برسائے جس سے فوجی کیمپ میں آگ بھڑک اٹھی۔ غزنی شہر سے ایک سو تیس کلومیٹر دور واقع مقرقصبے کے روسی فوجی کیمپ میں دو ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی میزائلوں سے تباہ اور تقریباً چودہ روسی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس کارروائی کے فوراً بعد غزنی چھاؤنی سے امدادی دستے پہنچ گئے تاہم اس سے قبل مجاہدین نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی نکل چکے تھے۔ (اڈانس افغان)

روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے تخار میں جہاں روسی مقبوضہ ریاست تاجکستان میں مجاہدین کے چھاپہ مار حملوں کے بعد قابض روسی حکام کی انتقامی کارروائی جاری ہے۔ مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان کی فوجی تنصیبات اور سرکاری دفاتر کو نشانہ بنایا۔ ادھر کابل کے شمال مشرق کی طرف صوبہ پروان کے علاقے کوہستان میں افغان حریت پسندوں نے حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جہاں خاد کے مقامی سربراہ ملک عبدالرشید سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چار روسی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۴ اپریل کو صوبہ تخار کے دارالحکومت طالقان میں خاد اور پولیس ہیڈ کوارٹر کے علاوہ دیگر سرکاری عمارات پر میزائل برسائے۔ اس کارروائی کے دوران فوجی تنصیبات شدید متاثر ہوئیں۔ جبکہ بتیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے صوبہ پروان کے علاقے کوہستان میں حفاظتی چوکی پر یلغار کی جہاں ایک مشین گن۔ سولہ کلاشن کوف رائفلوں ایک وائرلیس سیٹ اور سامان رسد کی بھاری مقدار پر قبضہ کر لیا گیا۔ ۱۷ اپریل کے اس حملے میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

غزنی اور پکتیا کے صوبوں میں تین روسی طیارے تباہ کر دیئے گئے

افغانستان کے صوبہ پکتیا اور غزنی میں (اپریل کے دوسرے ہفتے مجاہدین نے تین روسی طیارے مار گرائے۔ اطلاعات کے مطابق استاد اسلامی آزادی افغانستان کے مجاہدین نے ۱۰ اپریل کو پکتیا کے علاقے زازی میں روسی مگ طیارہ مار گرایا جو ان کے مرکز پر بمباری کر رہا تھا۔ اینٹی ایئر کرافٹ گن سے نشانہ بننے والے طیارے کا ملبہ غرچین کے مقام بکھر گیا جس کی نذدیں آکر طیارے کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا بتایا گیا ہے کہ ۸ اپریل کو دو روسی طیارے غزنی شہر سے پندرہ کلومیٹر دور شمال مغرب میں رامک قصبے کے نزدیک مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے تھے جنہیں زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائلوں سے گرا لیا گیا بمباری سے ہونے ہونے والے نقصانات کا علم نہیں ہوسکا تاہم دونوں طیاروں کے پائلٹ اور عملہ ہلاک ہوگیا۔

افغانستان کے صوبے تخار کا گورنر تین سو افغان فوجیوں سمیت مجاہدین سے اُملا کندز اور تخار کے صوبوں میں قابض روسی حکام کو شدید ناکامی کا سامنا

لندن ۱۸ اپریل (اڈانس افغان) روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے تخار میں جہاں قابض روسی حکام نے مقبوضہ مسلم ریاست تاجکستان میں افغان مجاہدین کے چھاپہ مار حملوں کے بعد فوجی کارروائی شروع کر رکھی تھی۔ صوبائی گورنر تین سو افغان فوجیوں سمیت مجاہدین کے ساتھ شامل ہوگیا ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق گورنر تخار اپنے محافظ دستے اور دیگر افغان فوجیوں جن کی تعداد تین سو بتائی

گئی ہے ۱۱ اپریل کی صبح جمعیت اسلامی کے کمانڈر احمد شاہ مسعود کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ کمانڈر احمد شاہ مسعود ان دنوں روس سے ملنے والے شمالی افغان صوبوں میں مجاہدین کی قیادت کے سلسلے صوبہ تخار میں مقیم ہیں۔ کابل میں سیاسی مبصرین نے اس واقعے کو قابض روسی حکام کی ناکامی قرار دیا ہے جو صوبہ تخار اور کندز میں وسیع پیمانے پر انتقامی کاروائیاں کر رہے تھے۔

وادی نو گرم کے ہیڈ کوارٹر میں روسی فوجی دستوں پر حملہ۔ صوبہ پکتیا میں میزائلوں کے فائر سے چار ہیلی کاپٹر تباہ ہو گئے

افغان دارالحکومت کابل کے جنوب کی طرف وادی نو گرم کے صدر مقام پل عالم کے نزدیک مجاہدین نے تیز رفتار کاروائی کر کے روسی فوجی دستوں کی پیش قدمی روک دی جو کابل سے گردیز منتقل کئے جا رہے تھے۔ اطلاعات کے مطابق روسی بکتر بند ستے ۶ اپریل کی صبح کابل سے روانہ ہوئے جنہیں اگلے روز وادی نو گرم میں برکی برک کے مجاہدین نے پل عالم کے نزدیک گھیر لیا۔ مجاہدین نے راکٹوں کے علاوہ میزائلوں کے ذریعے روسی دستوں کو کابل واپسی پہ مجبور کر دیا جو ۴۰ لاشیں ۸ ٹوٹے ٹینکوں اور کمبتر بند گاڑیوں کا ملبہ چھوڑ گئے۔ میزائلوں کے فائر سے پل عالم میں خاد کا دفتر فوجی تربیت مرکز کے ساتھ ایک حفاظتی چوکی شدید متاثر ہوئی۔ چھاپہ مار کاروائی کے فوراً بعد روسی طیاروں نے برکی برک کی دیہی آبادیوں پر بمباری کی جہاں دو بچے شہید اور نو خواتین زخمی ہو گئیں۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ۱۲ اپریل کو صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن احمد خیل میں تری کے مقام روسی فوج کے بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پہ راکٹوں اور میزائلوں سے حملہ کیا جس سے چار ہیلی کاپٹر تباہ ہو کر ڈھیر بن گئیں۔ قبل ازیں ۹ اپریل کو مجاہدین نے کوشی اور سرہ غنڈی کی حفاظتی چوکیوں پہ ملیغار کی جہاں چند درہ سے ذائد روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں میں روسی حکام جبری بھرتی کے سلسلے میں گرفتار افغان نوجوانوں سے پختہ مورچے تیار کروا رہے ہیں جن کا مقصد مجاہدین کے خلاف فوجی کاروائی کرنا ہے۔

صوبہ بدخشاں اور تخار میں چھاپہ مار کاروائیاں ہیلی کاپٹر روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی۔ تین ٹینک تباہ ہو گئے

لندن ۲۹ اپریل (اے ایف پی) افغان حریت پسندوں نے اپریل کے دوسرے ہفتے پاکستان اور روس سے ملنے والے صوبے بدخشاں میں چھاپہ مار کاروائیاں جاری رکھیں جس کے دوران ہیلی کاپٹر روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور تین ٹینک تباہ ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۱۳ اپریل کو کشم قصبے کے نزدیک آر ۸۲ توپ کے ذریعے ایک ٹینک تباہ کر دیا جس کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ بتایا گیا ہے کہ اسی علاقے میں ۱۶ اپریل کو مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی فوجی دستے کے دو ٹینک نشانہ بن گئے۔ دریں اثناء ۲۰ اپریل کی تازہ اطلاعات کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے سب ڈویژن کشم کے علاقے گیزہ میں مجاہدین کے مرکز پہ حملہ کیا جہاں دو گھنٹے جاری رہنے والی خونریز جھڑپ کے دوران بارہ فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ دو روز بعد مجاہدین نے جوابی یلغار کر کے حملہ آور دستوں کو پسپا کر دیا۔ جو متعدد لاشیں اور زخمی سمیٹ کر کشم قصبے کی طرف فرار ہو گئے۔ روسی سرحد پر واقع شمالی صوبے تخار کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ اپریل کو صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان نے نزدیک تصادم میں تین روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہو گیا ۱۲ اپریل کی صبح اپل کا شان کے مقام ایک اور تصادم کے نتیجے آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد فائرنگ سے زخمی ہو گئے ایک اور اطلاع کے مطابق انبان کے علاقے میں مجاہدین نے حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ جس کا کمانڈر غلام محمد الدین ہلاک اور تین فوجی زخمی ہو گئے۔

مجاہدین کے آزاد کردہ ۱۲۰۵ افغان فوجی تحریک مزاحمت میں شامل ہو گئے

صوبہ پکتیکا میں مجاہدین کے آزاد کردہ ۵ ایک سو بیس افغان فوجی تحریک مزاحمت میں شامل ہو گئے ہیں جنہیں گذشتہ ماہ رہا کیا گیا تھا۔ صوبہ پکتیکا کے نمونی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے نائب مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے ایجنسی افغان پریس کو بتایا ہے کہ انٹرنیشنل ریڈ کراس سوسائٹی کی تدبیر نگرانی ایک سو چھتیس افغان فوجی رہا کئے گئے جو گذشتہ برس ڈوار کے معرکے میں گرفتار ہوئے تھے۔ ان فوجیوں کو حزب اسلامی پولس خاص کی جانب سے دس ہزار افغانی روپے فی کس ادا کئے گئے۔ مولانا محمد یعقوب شریعت یار کے مطابق ایک سو بیس افغان فوجیوں نے گھر جانے کی بجائے مجاہدین کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا جبکہ سولہ افغان فوجیوں نے بیماری کی وجہ سے تحریک مزاحمت میں شامل ہونے سے معذوری ظاہر کی تھی۔

صوبہ پکتیا میں دو روسی طیارے تباہ کر دیئے گئے ایک روسی پائلٹ ہلاک دوسرا گرفتار کر لیا گیا

مجاہدین راہ حق نے ۱۶ اپریل کو صوبہ پکتیکا کے جہاد وال مرکز پر بمباری کرنے والے دو روسی طیارے مار گرائے جن کا ایک پائلٹ ہلاک اور دوسرا گرفتار کر لیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق ایک روسی طیارہ صبح سات بجے اور دوسرا

شام چار بجے اینٹی ایرکرافٹ گنوں کا نشانہ بن گیا۔ طیاروں کا ملبہ جہاں دال مرکز کے نواح وسیع علاقے میں دور دور تک بکھر گیا ایک اور اطلاع کے مطابق افغانستان کے جنوبی صوبہ قندھار میں مجاہدین نے ۱۱ اپریل کو سرحدی قصبے سپین بلاک کے نزدیک سنگارہ کے مقام دو حفاظتی چوکیوں پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ اس کارروائی میں ایک ٹینک اور ایک ٹرک کے علاوہ چار پختہ مورچے تباہ اور تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے کمانڈر حافظ عبدالرحیم کی قیادت میں حملے کے دوران مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے صوبہ ننگرہار میں مجاہدین کے مراکز پر حملوں کے دوران دو روسی ہیلی کاپٹر تباہ

ایک افسر سمیت سولہ روسی فوجی ہلاک بھاری اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

لندن ۲۵ اپریل (اے ایف پی) افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۳ اپریل کو نازیان کے علاقے میں فوجی کارروائی کے دوران دو روسی ہیلی کاپٹر مار گرائے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق روسی دستوں نے نازیان کے علاوہ چنارو اور سروبی کے علاقوں میں مجاہدین کے مراکز کو نشانہ بنایا جہاں حزب اسلامی۔ اتحاد اسلامی برائے آزادی افغانستان اور حزب اسلامی یونس خالص کے حریت پسندوں کی متعدد مزاحمت سے حملہ آور دستے پسپا ہو گئے۔ روسی فوج کا اہم ہدف نازیان قصبے کے نزدیک مجاہدین کا فارورڈ فرنٹ تھا جس پر ۱۷ اور ۱۹ اپریل کی بمباری کے بعد روسی دستوں نے ۲۳ اپریل کو صبح یلغار کر دی۔ فوجی کارروائی سے باخبر مجاہدین نے دن بھر کی مزاحمت کے نتیجے حملہ آور فوجی پسپا کر دیئے۔ اس معرکے میں ایک روسی افسر لیفٹیننٹ کرنل ایکیموف سمیت سولہ فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ ۱۸۸ کلاشن کوف رائفلیں۔ سات مشین گنیں دس راکٹ لانچر اور بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اسی روز دو ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیئے گئے جن کے پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہو گیا۔ اپنے مرکز کا دفاع کرتے ہوئے دو مجاہد معلم مراد اور عبدالعلی کے علاوہ ۱۹ اپریل کی بمباری میں ایک مجاہد شہید ہو گئے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین اور فوجی دستوں کے درمیان خونریز تصادم۔ صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکر گاہ کے نزدیک روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں مجاہدین کے ذرائع سے صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکر گاہ سے پندرہ کلومیٹر مغرب میں نادعلی قصبے کے نزدیک روسی ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے ان ذرائع کے مطابق روسی ہیلی کاپٹر ۱۲ اپریل کو تباہ کیا گیا جب روسی دستوں نے مجاہدین کے مرکز پر حملہ کر دیا۔ مزاحمت کے دوران ایک بھاری مشین گن۔ ایک راکٹ لانچر اور دیگر اسلحے پر قبضہ کرنے کے ساتھ اڑتالیس روسی کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے قندھار ہرات شاہراہ پر گرشک قصبے کے نزدیک حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا جہاں تین گھنٹے تک جاری رہنے والی خونریز جھڑپ کے بعد روسی کٹھ پتلی دستہ آٹھ لاشیں لے کر فرار ہو گیا۔ مجاہدین نے پچاس کلاشن کوف رائفلیں۔ چار مشین گنیں اور گولہ بارود سمیت کمر حفاظتی چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی

ایران افغان سرحد کے قریب مجاہدین نے ہیروئن کا ذخیرہ تباہ کر دیا۔ روسی حکام نے ہیروئن کا اڈہ پاکستان اور ایران کو سمگلنگ کے لئے قائم کر رکھا تھا

افغان حریت پسندوں نے صوبہ نیمروز میں ایرانی سرحد پر واقع رباط بازار کے نزدیک ہیروئن کے ذخیرے کا صفایا کر دیا جہاں سے ایران اور پاکستان کو ہیروئن کی سمگلنگ کا سلسلہ جاری تھا اطلاعات کے مطابق قابض روسی حکام کی زیر نگرانی ہیروئن کا یہ اڈہ ۱۴ اپریل کو مجاہدین کے راکٹوں کا نشانہ بن گیا جس میں متعین روسی فوجی اور سمگلروں کا گروہ مزاحمت کئے بغیر صوبائی ہیڈ کوارٹر فرہ رہنے کی طرف بھاگ نکلا مجاہدین نے اڈے پر قبضہ کرنے کے بعد ہیروئن کا ذخیرہ نذر آتش کر دیا۔ یہاں پر روسی ایجنٹوں نے تین من ہیروئن ذخیرہ کر رکھی تھی اطلاعات کے مطابق افغانستان میں قابض روسی حکام ایک منصوبے کے تحت ان ممالک میں مصروف کار اپنے ایجنٹوں کو ہیروئن کی صورت ادائیگی کرتے ہیں جو تخریب کاروں کی مالی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ان ممالک میں منشیات کا زہر پھیلا رہے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مجاہدین نے پکتیا۔ پکتیکا اور پاکستان سے ملنے والے افغان صوبوں میں متعدد بار کے جی بی اور خاد کے ایجنٹ گرفتار کئے ہیں جو ہیروئن یکہ پاکستان آ رہے تھے۔ اطلاعات کے مطابق صوبہ نیمروز میں حالیہ کارروائی کی قیادت مجاہدین کے کمانڈر جانباز خان کر رہے تھے۔

صوبہ قندھار میں روسی طیارہ گرا لیا گیا

طیارے کو روسی پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک

قندھار شہر کے جنوب مغرب کی طرف پنجوائی کے علاقے میں مجاہدین نے ۲۰ اپریل کو روسی طیارہ مار گرایا جو دیگر طیاروں کے ساتھ دیہی آبادیوں پر بمباری کر رہا تھا۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے صبح چھ بجے روسی طیارے کو زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل سے نشانہ بنایا جس کے لگتے ہی طیارے میں آگ لگ گئی طیارے کا ملبہ پاشوں کے مقام پر بکھر گیا۔ روسی

فرمانِ الٰہی:

اس روز کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا

قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی۔ نہ تمہاری اولاد۔
(الممتحنہ)

تشریح

یہاں یہ اشارہ ہے حضرت حاطب کی طرف۔ انہوں نے اپنی ماں، اپنے بھائی اور اپنی اولاد کو جنگ کے موقع پر دشمنوں کی ایذا سے بچانے کے لئے یہ کام کیا تھا۔ اس پر فرمایا جا رہا ہے کہ تم نے جن کی خاطر اتنے بڑے قصور کا ارتکاب کر ڈالا۔ وہ قیامت کے روز تمہیں بچانے کے لئے نہیں آئیں گے۔ کسی کی یہ ہمت نہیں ہوگی کہ خدا کی عدالت میں آگے بڑھ کر یہ کہے کہ ہمارے باپ یا ہمارے بیٹے یا ہمارے بھائی نے ہماری خاطر یہ گناہ کیا تھا اس لئے اس کے بدلے کی سزا ہمیں دے دی جائے۔ اس وقت ہر ایک کو اپنی ہی پڑے ہوگی اپنے ہی اعمال کے خمیازے سے بچنے کا سوال ہر شخص کے لئے بلائے جان بن رہا ہوگا۔ کجا کہ کسی دوسرے کے حصّے کا خمیازہ بھی اپنے اوپر لینے کے لئے تیار ہو۔

یہی بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر زیادہ صریح الفاظ میں فرمائی گئی ہے۔

ایک جگہ فرمایا

اس روز مجرم یہ چاہے گا کہ اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی۔ اپنی حمایت کرنے والے خاندان اور دنیا بھر کے لوگوں کو بھی اگر فدیئے میں دے کر عذاب سے چھوٹ سکتا ہو تو انہیں بھینٹ چڑھا دے اور خود چھوٹ جائے

(المعارج آیات ۱۱-۱۴)

دوسری جگہ فرمایا:

اس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ہر ایک اپنے ہی حال میں ایسا گرفتار ہوگا۔ جس میں اسے کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

بمبار طیارے کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہوگیا۔ پنجوائی کے علاقے میں زمین سے فضا میں میزائل سے گرایا جانے والا یہ پہلا طیارہ ہے

مجاہدین کے حملوں سے بچاؤ کے لئے افغانستان میں روسی فضائی کمان کی نئی حکمت عملی، نگرانی والے طیارے شاہراہوں کے نزدیک پرواز کرنے لگے

بمبار طیارے اونچائی سے کی جاتی ہے

لندن ۱۲ر اپریل (اے ایف پی) کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان میں مجاہدین کے مسلسل چھاپہ مار حملوں سے بچاؤ کے لئے افغانستان میں روسی فضائی کمان نے نئی حکمت عملی اختیار کی ہے اطلاع کے مطابق نگرانی کرنے والے روسی طیارے شاہراہ سالانگ اور دیگر پختہ راستوں کے اطراف میں دو سو میٹر کے اندر رہتے ہوئے پرواز کرتے ہیں۔ اس اقدام کا مقصد مجاہدین کی اینٹی ایئر کرافٹ گنوں اور جدید طیارہ شکن ہتھیاروں سے روسی طیارے محفوظ رکھنا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ نئی حکمت عملی کے تحت جنگی طیارے انتہائی اونچی پرواز کرکے دن کی بجائے رات کو بمباری کرتے ہیں۔ اپریل کے دوسرے ہفتے روسی طیاروں نے جس السراج کے علاقے چینکی میں رات کے وقت بمباری کی جس کے نتیجے میں جانی نقصان کے علاوہ بارہ مکانات تباہ اور کھڑی فصلیں شدید متاثر ہوئیں۔ یاد رہے کہ گذشتہ روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام میں متعین کٹھ پتلی انتظامیہ کے پائلٹوں نے ہڑتال کردی تھی جس کے دوران چار روز تک جنگی پروازیں معطل رہیں۔

افغان دارالحکومت کابل میں تحریک مزاحمت کے ہمدرد سرکاری حلقوں کے مطابق ماسکو کے پہنچے افغانستان میں شاون روسی طیارے اور ہیلی کاپٹر تباہ کئے گئے۔ جس کی بنا پر قابض روسی حکام نئی حکمت عملی پر مجبور ہوئے ہیں صوبہ پکتیا میں بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ دو افسروں سمیت متعدد روسی فوجی ہلاک

چار ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کردی گئیں

افغانستان کے صوبے پکتیا کی اطلاعات کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے ۱۱ر اپریل کو سیکیے اور درگئی کے درمیان شیرین جہاں کے مقام روسی فوج کے ۲۳ ویں بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں اور مارٹر گنوں سے حملہ کیا اس معرکے میں دو افسروں سمیت متعدد روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک کے علاوہ تین بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ دریں اثنا صوبہ پکتیکا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۴ اپریل کی صبح اور گون قصبے کے نزدیک زامکے مقام فوجی کیمپ پر یلغار کی جہاں آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ ایک روز قبل دسی علاقے مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ ہلاک ہوگیا۔

تحریک مزاحمت کمزور کرنے کیلئے روسی حکام کے تازہ اقدام۔ صوبہ پکتیکا میں روسی دستوں کی بھاری اجتماع۔ تخریب کار سرحدی علاقوں میں داخل کردیئے گئے

لندن ۲۲ر اپریل (اے ایف پی) افغانستان میں روسی حکام تحریک مزاحمت کمزور کرنے کے لئے نئی پالیسی پر عمل پیرا ہیں جس کے مطابق صوبہ پکتیکا میں فوجی دستوں کی آمد کے علاوہ سرحدی علاقوں میں تخریب کاروں کی بھاری کھیپ داخل کر دی گئی ہے صوبہ پکتیکا کے کنڈر مولانا جلال الدین حقانی کے معاون مولانا محمد یعقوب شریعتیار نے ایسوسی ایٹڈ افغان پریس کے نمائندے سے بات چیت کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ اپریل کے دوسرے ہفتے گردیز سے دس ہزار تازہ دم روسی فوجی صوبہ پکتیکا کی اہم چھاؤنی اور گون لائے گئے ہیں۔ فوجی دستوں کی آمد کا اہم مقصد مجاہدین کے ٹھوار مرکز کو ایک بار پھر نشانہ بنانا ہے جہاں گذشتہ برس روسی فوجی بھاری نقصان اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے فوجی دستوں میں کٹھ پتلی فوجیوں کی تعداد (انتہائی کم ہے جنہیں "رہنمائی" کے لئے رکھا گیا ہے۔ مولانا نے بتایا کہ فوجی دستوں کے بھاری اجتماع کے ساتھ قابض روسی حکام نے تخریب کاروں کے گروہ پاکستان کے سرحدی علاقوں میں داخل کردیئے ہیں جو سابق ظاہر شاہ کی حمایت کے بہانے افغان مجاہدین میں انتشار پھیلانے اور تخریب کاری میں مصروف ہیں۔ مجاہد کمانڈر نے بتایا کہ افغان مجاہدین نے میران شاہ کے علاقے میں متعدد تخریب کار گرفتار کرکے پاکستانی حکام کے حوالے کئے ہیں رہنما نے کہا کہ تخریب کاروں کو "پاکستانی دوستوں" کا تعاون حاصل ہے جن کی امداد سے روسی حکام کے بھیجے ہوئے تخریب کار اکثر اوقات کامیاب ہو جاتے ہیں۔

بگرام ہوائی اڈے پر مجاہدین کی گولہ باری

کابل کے شمالی کی طرف صوبہ پروان میں مجاہدین نے صوبائی دارالحکومت چاریکار میں چھاپہ مار کارروائیوں کے علاوہ بگرام ایئر بیس اور سنجدرہ کے فوجی مرکز پر گولہ باری کی ہے اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۷ر اپریل کو گشتی فوجی دستے پر فائرنگ کی جس سے تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے اسی روز چاریکار کے نواح میں دو حفاظتی چوکیوں پر یلغار کے دوران چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور تین اسلحے سمیت گرفتار کرلئے گئے۔ سنجراب کے علاقے کے حریت پسندوں نے ۱۵ر اپریل کو تین روفتار حملہ کرکے ایک حفاظتی چوکی سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ لیا

جہاں تین فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید جبکہ تین افغان فوجی مجاہدین سے آملے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ۱۳ر اپریل کو بگرام ایئر بیس اور سنجدرہ کے فوجی مرکز کو بیک وقت نشانہ بنایا۔

تاہم ان کاروائیوں کی تفصلات معلوم نہیں ہو سکیں۔

قندھار چھاؤنی میں خاد کے ہیڈ کوارٹر پر میزائلوں سے حملہ فوجی مرکز پر یلغار کے دوران بارہ فوجی ہلاک۔ تین گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔

قندھار چھاؤنی میں خاد کے ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کے حملے سے جس کی تصدیق کابل ریڈیو نے کر دی ہے۔ تقریباً سولہ سرکاری اہلکار ہلاک ہو گئے جن میں چار افسر شامل تھے مجاہدین نے قندھار شہر کے فضا فاتی علاقے چہار باغ میں روسی فوج کے مرکز کو بھی نشانہ بنایا جہاں بارہ روسی فوجی ہلاک اور تین گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۲ اپریل کو قندھار چھاؤنی میں خاد کے ہیڈ کوارٹر پر درمیانی فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں برسائے۔ میزائلوں کے فائر سے جانی نقصان کے علاوہ خاد کے ہیڈ کوارٹر کی عمارت شدید متاثر ہوئی اور وائرلیس روم میں آگ لگ گئی۔ قبل ازیں چہار باغ کے علاقے میں مجاہدین نے ۱۹ اپریل پر راکٹ اور میزائلوں کے ذریعے روسی فوج کا کیمپ تباہ کر دیا۔ مقناطیس اندازے کے مطابق اس کاروائی میں بارہ روسی فوجی ہلاک اور تین گاڑیاں تباہ کر دی گئیں جبکہ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔ آزاد علاقے کی طرف واپسی میں پچیس افغان فوجی مجاہدین کے ساتھ شامل تھے جس کے نتیجہ میں روسی فوج کے کیمپ پر کامیاب حملہ کیا گیا۔

بغلان شہر میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں ۱۷ اپریل کے خونریز معرکے کے بعد قائم کردہ پانچ حفاظتی چوکیاں تباہ

افغانستان کے شمالی صوبے بغلان کے صدر مقام میں مجاہدین نے پانچ حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا جو ۱۷ اپریل کے خونریز معرکے کے بعد قائم کی گئی تھیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۹ سے ۲۰ اپریل تک چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران بغلان شہر کے مضافی علاقے اور اردگرد کی آبادیوں تھوں جندک۔ قریہ کلایہ اور قریہ اختر میں حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے ان کاروائیوں میں پندرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چار ٹینکوں کے ساتھ تین بلڈوزر تباہ ہو گئے جبکہ دو گاڑیوں سمیت اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری تعداد مجاہدین کے ہاتھ آئی۔ دریں اثنا صوبہ پروان سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ افغان حریت پسندوں نے ۱۶ اپریل کی صبح شاہراہ سالانگ پر درۃ جبل السراج قصبے کے علاقے میں روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا جو مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ملبے کی زد میں آ کر روسی پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہو گیا۔

صوبہ کاپیسا اور لوگر میں چھاپہ مار کاروائیاں بھاری مقدار اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ ایک چوکی تباہ کر دی گئی

فندن ۲۸ اپریل (اڑالس (افغان) افغان دارالحکومت کابل کے جنوب کی طرف واقع دو اہم صوبوں میں مجاہدین نے فوجی کارروائی ناکام بنا دی۔

جبکہ صوبہ کاپیسا میں ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کر کے مجاہدین نے پانچ کٹھ پتلی فوجی گرفتار اور اسلحے پر قبضہ کر لیا۔ (یعنی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے ۱۶ اپریل کو مجاہدین پر یلغار کر دی جو چھاپہ مار کاروائی کے لئے جہازی کشتوں کے ذریعے کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے مجاہدین نے چار گھنٹوں کی مزاحمت کے بعد فوجی دستوں کا گھیراؤ توڑ دیا جس کے دوران متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور آٹھ مجاہد شہید ہو گئے ادھر کابل کے شمال مشرق کی سمت صوبہ کاپیسا کے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر نجراب میں مجاہدین نے ۱۸ اپریل کی صبح حفاظتی چوکی کو راکٹوں سے نشانہ بنایا۔ حفاظتی چوکی میں متعین کٹھ پتلی فوجی دستہ جوابی اقدام کئے بغیر فرار ہو گیا جس کے پانچ فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ مجاہدین نے ایک گرینوف مشین گن ایک وائرلیس اور چھ دہ کلاشنکوف رائفلوں پر قبضہ کر کے حفاظتی چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی۔

نام نہاد جنگ بندی کی ناکامی کے بعد روسی فوجیوں کی لوٹ مار۔ سنگر ہار میں دیہاتی کنبے سے اسلحے کی نوک پر تمام پونجی چھین لی گئی

افغانستان میں نام نہاد جنگ بندی کے بعد کٹھ پتلی فوجیوں کی بیشتر تعداد بیرکوں میں مقیم ہیں جبکہ روسی فوجی "رہنمائی کے لئے" چند کٹھ پتلی

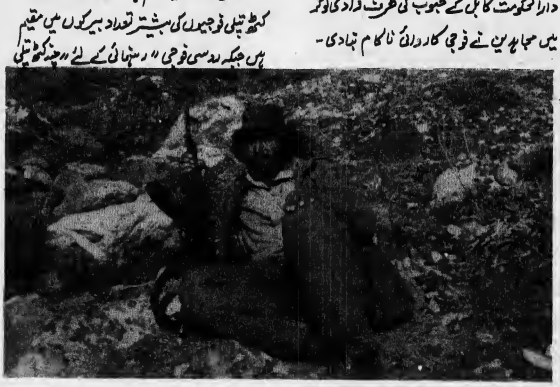

ایک مجاہد آرام کر رہا ہے لیکن پھر بھی دشمن سے غافل نہیں ہے۔

فوجیوں کے ہمراہ مجاہدین کا سامنا کرنے کی بجائے ویٹ مار میں مصروف رہتے ہیں۔ صوبہ ننگرہار کے علاقے سرخ رود میں ایک کمانڈر نے ایجنسی افغان پریس کے نمائندے سلطان صدیقی کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ خود ساختہ جنگ بندی کی ناکامی کے بعد روسی فوجی چھاؤنیوں اور کیمپوں کے نزدیک دیہی علاقوں میں تلاشی کے بہانے گھس جاتے ہیں۔ سپاہیوں نے انکشاف کیا کہ اپریل کے پہلے ہفتے علاقہ حصارک میں فوجی کاروائی کے دوران گندمک نامی گاؤں کے مکینوں کو روسی دستے نے تمام نقدی کے علاوہ قیمتی اشیاء سے محروم کر دیا۔ کمانڈر موصوف نے بتایا کہ روسی فوجی نہتے افغانیوں کو ٹرکوں میں لاد کر کابل لیجاتے ہیں جہاں وہ بازاروں میں پھر اگر وہ واپس آنے والے "افراد ظاہر کئے جاتے ہیں" واپسی "کے مناظر کی فلمیں تیار کر کے افغان شہری رہائی پاتے ہیں اور پیدل اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں مجاہد کمانڈر نے کہا کہ مجاہدین اور افغان عوام جنگ بندی کے ہتھکنڈے سے پوری طرح باخبر ہیں۔

صوبہ قندھار اور پکتیا میں دو روسی طیارے تباہ قندھار چھاؤنی میں سترہ روسی فوجیوں کی پراسرار ہلاکت کا سراغ مل گیا

لندن ۲۷ اپریل (ڈائنا سی افغانی) افغانستان کے صوبے قندھار اور پکتیا میں مجاہدین نے دو روسی مگ طیارے مار گرائے جن کے پائلٹ اور عملہ ہلاک ہو گیا۔ ادھر قندھار چھاؤنی میں سترہ روسی فوجیوں کی پراسرار ہلاکت کا سراغ مل گیا ہے جو قبل ازیں زہر خورانی کا نتیجہ بتائی گئی تھی۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ۱۵ اپریل کی صبح جارگ طیارے قندھار شہر کے شمال کی طرف مضافاتی قصبے اور غنداب کے نزدیک مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے تھے کہ ایک طیارہ اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بن گیا۔ روسی طیارہ ارغنداب قصبے کے نزدیک گر کر تباہ ہو گیا جس کا پائلٹ اور دیگر عملہ مارا گیا۔ ایک اور روسی طیارہ صوبہ پکتیا کے علاقے مانی کنڈاؤ میں گرا لیا گیا جبکہ ۲۰ اپریل کو گروپ کمانڈر سعد اللہ جان کی مشین گن کے فائر سے فضا میں آگ لگ گئی۔ یہ طیارہ شعلوں کی لپیٹ میں زمین پر آتے ہی ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ دریں اثنا قندھار چھاؤنی میں سترہ روسی فوجیوں کی اچانک ہلاکت کے بارے میں تفصیلات ملی ہیں جو زہر خورانی کا سبب ظاہر کی گئی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ قندھار چھاؤنی میں ۱۲ اپریل کی شام روسی فوجیوں نے زہر آلود کیک کھائے۔ جو ایک تقریب کے سلسلے خصوصی طور تیار کئے گئے تھے۔

روس اپنی فوج نکالنا چاہتا ہے تو مجاہدین سے بات کرے

افغان مجاہدین نے ایک بار پھر روسی جارحیت کے خلاف جہاد جاری رکھنے کا عزم دہراتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان میں آخری روسی فوجی کی موجودگی تک افغان عوام قربانیاں دیتے رہیں گے۔ افغانستان پر کمیونسٹ تسلط کی نویں برسی کے موقع پر سات جماعتی اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ روسی افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے کے سلسلے مخلص ہیں تو انہیں افغان عوام کے نمائندہ اتحاد اسلامی سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ اعلامیے میں روسی جارحیت اور افغان عوام پر روسی فوج کے مظالم کی مذمت کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ افغان عوام کے لئے مسلح جدوجہد جاری رکھنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ سات جماعتی اتحاد نے اعلان کیا ہے کہ روسی فوج کے انخلاء کے بعد افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے آزادانہ انتخابات ہوں گے اور مستقبل کی اسلامی حکومت افغانستان کو کسی سپر پاور کا اڈہ نہیں بننے دے گی۔ افغانستان غیر وابستہ ملک ہو گا جو بین الاقوامی معاملات میں آزاد پالیسی رکھے گا۔ اعلامیے میں توقع ظاہر کی گئی ہے کہ جب تک روس افغان سرزمین سے اپنی فوج نہیں نکال لیتا۔ آزاد دنیا روسی حکمرانوں کے جھوٹے وعدوں اور ریاکاری سے دھوکہ نہیں کھائے گی۔

روسی سرحد پر واقع افغان صوبوں کنڑ اور ننگرہار میں چھاپہ مار کارروائیاں ہرات شہر میں مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان خونریز لڑائی جاری ہے

روسی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمالی صوبوں کنڑ اور ننگرہار میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک جیپ تباہ کر دی گئی۔ ادھر ہرات شہر میں ۱۲ اپریل سے مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۹ اپریل کو کنڑ شہر کے مشرق کی طرف خان آباد قصبے کے نزدیک بندر آب شور کے مقام دو حفاظتی چوکیوں پر بیک وقت حملہ کیا۔ اس کارروائی میں خاکے ایک اہل کار سمیت متعدد کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ جبکہ مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ صوبہ ننگرہار کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ گھات لگائے مجاہدین نے دریائے آمو کے کنارے ارچی قصبے کے نواح میں فوجی قافلے پر بغلہار کی جہاں ظریقین کی فائرنگ سے آٹھ روسی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہو گئے اسی علاقے میں اگلے روز مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک جیپ تباہ اور اس میں سوار پانچ روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔ ادھر ہرات شہر میں دو ہفتوں سے خونریز جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے۔

قافلہ شہداء

شہید علم بائے

جوان سال شہید علم بائے ولد عاشور بائے نے ۱۹۵۶ء میں صوبے جوزجان کے (اسلام جوئے) نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جب افغانستان میں کفر و الحاد کے بادل اُمنڈ آئے تو انہوں نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور اپنے راسخ العقیدے کے تحت مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں اور آخر کار "ارکلی" نامی گاؤں میں ایک خونین جھڑپ کے دوران اپنے آٹھ مجاہد بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

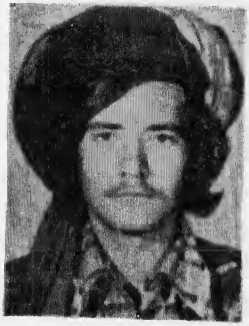

شہید محمد اقبال

شہید محمد اقبال ولد عبداللہ ۱۹۶۱ء میں صوبے لوگر کے "بابوکی" نامی گاؤں کے ایک شریف، محب وطن اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے کے سکول میں حاصل کی۔ ابھی وہ طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹ نظام کو افغان مسلمان عوام پر مسلط کیا جانے لگا۔ انہوں نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور فوراً جمعیت اسلامی افغانستان کے ایک نڈر مجاہد اور رکن بن گئے۔ جذبۂ جانبازی فداکاری اور شہادت ان کی رگ رگ میں بھرا تھا۔ جہاد کے گرم میدان میں انہوں نے وہ کارنامے انجام دیئے جو ہمیشہ یاد رہیں گے بالآخر ۱۹۸۶ء میں دشمن نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور ایک طویل مقابلے کے بعد وہ اپنے چند ایک ساتھیوں سمیت اس میدانِ کارزار میں کام آئے اور شہید ہو گئے۔

شہید مولانا احمد

شہید مولانا احمد ۱۹۶۷ء میں صوبہ فاریاب کے مرغاب نامی گاؤں کے ایک دیندار، محب وطن مگر نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں انہیں سکول میں داخلہ دلوایا

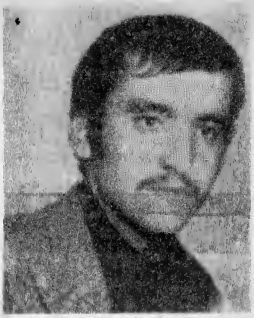

شہید عبدالستار

جناب محمد سمیع کے جواں سال فرزند شہید عبدالستار ۱۹۶۱ء میں صوبے پروان کے "ہزدہ" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابھی وہ طالبعلم ہی تھے کہ افغانستان میں کفر والحاد کے کالے بادل چھا گئے اور افغانستان کے دیندار عوام غلامی کی زنجیر میں جکڑے جانے لگے۔ انہوں نے اپنی دینی ذمہ داری نبھانے کا عہد کیا

تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور وطن سے ایران چلے گئے۔ دو سال ایران میں قیام کرنے کے بعد افغانستان واپس آئے اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چھوئے۔ دشمن سے بھاری مقدار میں گولہ بارود غنیمت کے طور پر حاصل کیا وہ گوریلا جنگ کے ماہر تھے انہوں نے ۱۹۸۳ء کے ایک خونریز معرکے میں دشمن کو جانی و مالی نقصان پہنچایا اور خود بھی اسی معرکے میں شہید ہو گئے۔

شہید عبیداللہ

جناب حاجی ملا کے جواں سال فرزند شہید عبیداللہ ۱۹۵۸ء میں صوبہ کابل کے کلکان نامی قصبے کے

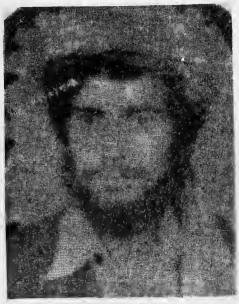

ایک دیندار، محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے وہ ایک پڑھے لکھے انسان تھے۔ ابھی وہ اپنی کاروبار زندگی میں مصروف تھے کہ افغانستان میں کفر و الحاد کے بادل امڈ آئے۔ تو اس مرد مجاہد نے مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا اور ایک طویل عرصے تک جہاد کے گرم مورچوں میں دشمن کے مقابلے میں سینہ سپر رہے۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابی حاصل کر کے غازی بنے۔ آخرکار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں وہ جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید عبدالخالق (مسکینیار)

شہید عبدالخالق فرزند صبدا احمد ۱۹۵۲ء میں صوبہ کابل کے "قپچے" نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب افغانستان میں سرخ روسی نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اس

گیا اور پھر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں اپنے ہی شوق کی بنا پر (ابومسلم) نامی دینی مدرسے میں شامل کر دیا گیا۔ وہ ابھی تعلیم حاصل کر ہی رہے تھے کہ افغانستان میں "نام نہاد انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان غلامی کی زنجیر میں جکڑے جانے لگے۔ انہوں نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور مسلحانہ قیام کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۰ء میں وہ ایک دفعہ ایران گئے اور وہاں جمعیت اسلامی کے ایک دفتر میں دو سال تک جہاد کے دفتری کاموں میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے وہ پشاور آئے اور لازم ہدایت حاصل کرنے کے بعد اپنے چند ساتھیوں سمیت جہاد کے لئے افغانستان چلے گئے۔ ایک طویل مدت جہاد کرتے ہوئے دشمن کے لئے قہر سامان بنے رہے۔ آخرکار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کی ایک بے رحم گولی کا نشانہ بنے اور اپنی جان جان آفرین کو سپرد کر بیٹھے۔

مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ

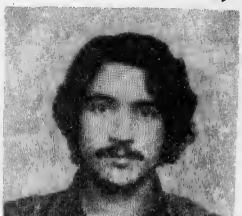

پھیرا۔ اور بندوق اٹھا کر میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ سات سال تک لگاتار جہاد کرتے رہے اور دشمن کے منحوس پیکر پر کاری ضربیں لگاتے رہے۔

آخرکار سنگلاخ نامی علاقے کے ایک خونین معرکے میں دشمن کی ایک گولی ان کی جان لیوا ثابت ہوئی اور وہ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہید محمد عمر

مرحوم محمد عمر ولد محمد موسیٰ نے آج سے ۳۰ سال قبل ۱۹۵۷ء میں صوبہ پروان کے علاقہ داری سالنگ کے "ایمان" نامی گاؤں کے ایک مسلمان دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ شہید محمد عمر نے اسلامی اخلاق و آداب کی تربیت والدین کے پُر مہر آغوش میں سیکھی، محمد عمر بچپن ہی سے ایک بلند ہمت اور خود دار شخص تھا عنفوانِ جوانی میں جب افغانستان میں روسی سامراج کے ایما پر نام نہاد انقلاب نور آیا اور افغانستان کی اسلامی فضا پر کفر و الحاد کے بادل چھا گئے۔ تو جوان سال مجاہد روسی و داخلی ملحدین کے خلاف اپنے دیگر مجاہدین بھائیوں کے ساتھ میدان جہاد میں کود پڑا۔

مسلسل چھ سال تک مسلح جہاد کیا اور اس دوران میں دشمن کے منحوس پیکر پر کاری ضربیں لگائے اور کئی معرکوں میں شایان شان کامیابیاں حاصل کیں آخر کار ۹/ ۸/ ۱۳۶۴ کو دشمن سے ایک خونین جھڑپ کے دوران ایک بے رحم گولی نے ان کا سینہ چھلنی کر دیا اور جوار رحمت الٰہی سے جا ملا۔

شہید محمد بیگ

بابر بیگ کے جوان سال فرزند شہید محمد بیگ کا تعلق صوبہ پروان سے تھا وہ جنابہ ۱۳۳۰ھ میں صوبہ پروان سب ڈویژن (سرخ پارسا) کے ایک مسلمان دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ جناب ایک عالی شخصیت کے مالک تھے۔ جب افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام کو کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ تو اس مرد مجاہد نے زندگی کے کاروبار سے منہ موڑا اور دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ روسی و کابل کٹھ پتلی حکومت کے خلاف کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ آخر کار ۳۵ سال کی عمر میں ۱۳۶۵/۶/۲ کو دشمن سے ایک شدید مقابلے کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید شفیع الرحمٰن

شہید شفیع الرحمٰن ولد گل رحمٰن ۱۳۴۶ھ کو صوبہ کابل سب ڈویژن قرہ باغ کے "چارچی" نامی گاؤں کے ایک مسلمان دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد شفیع الرحمٰن کی تربیت اس کی ماں نے نیک اور اچھے طریقے سے انجام دی۔ سات سال کی عمر میں انہیں باغ علم کے سکول میں داخل کر دیا گیا۔

شفیع الرحمٰن ایک ذہین اور ہونہار طالب علم تھے اس لئے انہوں نے سکول کے ساتھ ساتھ دینی کتب کی پڑھائی بھی شروع کی۔ موصوف آٹھویں جماعت ہی کا طالب علم تھا۔ کہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا اور افغان عوام پر ظلم و بربریت کا سلسلہ شروع ہوا۔ شفیع الرحمٰن نے اپنے بڑے بھائی کے حکم پر جو پہلے ہی سے مجاہدین کے صفوں میں شامل ہو چکا تھا تعلیم کا سلسلہ چھوڑ کر مجاہدین کے صفوں میں شامل ہو کر مسلح جہاد کا آغاز کیا آخر کار دشمن کی طرف سے پھینکی گئی ایک سرنگ کے پھٹنے سے ۲۱ سال کی عمر میں جام شہادت نوش کر کے شہیدوں کے قافلے میں شامل ہو گئے۔

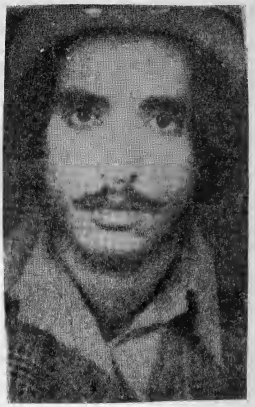

شہید ہمیشہ گل

جناب جان محمد کے جوان سال فرزند جناب ہمیشہ گل ۱۹۶۱ء میں صوبہ ننگرہار سب ڈویژن خوگیانی کے پرہ خیل نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جونہی افغانستان میں کمیونسٹ نواز نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا اور افغان مسلمان پہ ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ تو اس شیدائی اسلام اور مرد مجاہد نے دینوی کاموں سے منہ پھیرا اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ وہ مسلسل پانچ سال تک جہاد کے گرم مورچوں میں اپنے دیگر مجاہدین کے شانہ بشانہ ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتا رہا۔

بالآخر ۱۹۸۶ء میں صوبہ کابل کے علاقہ دشوہ کی میں ایک گھمسان لڑائی کے دوران دشمن کا ایک بے رحم گولہ اس کے سینے پر لگا۔ اور اس طرح وہ شہادت کی اعلیٰ منصب پہ فائز ہو گئے۔

شہید ملا گلستان

جناب عطا مراد کے جوان سال فرزند ملا گلستان صوبہ جوزجان کے جلال آباد نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے انہیں حصول علم دین کا شوق تھا۔ چنانچہ سات سال کی عمر میں انہیں مدرسے میں داخل کرا دیا گیا۔ بیس سال کی عمر تک وہ مسلسل علم حاصل کرتے رہے۔ جونہی افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا۔ تو انہوں نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور جمعیت اسلامی افغانستان کے ایک وفادار رکن اور مجاہد بن گئے۔ کئی معرکوں میں شمولیت کی۔ وہ راکٹ لانچر چلانے کے ماہر تھے۔ چنانچہ ایک معرکے میں انہوں نے دشمن کے سات ٹینکوں کو اپنا نشانہ بنایا اور دشمن سے بھاری مقدار میں گولہ بارود چھینا آخر کار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کے ۱۰ فوجیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ اور اسی معرکے میں وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ۔ ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اِسلامی کا احیاء

استاد ربانی اپنے جیالے اور سرکش مجاہدین کمیت کے
میدان کارزار کی جانب جا رہے ہیں۔

از شاد نبوی ؒ

والدین کی نافرمانی معاف نہیں ہو سکتی

علقمہ نامی ایک شخص نماز روزے کا بہت پابند تھا۔ جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو لوگوں کے اصرار اور تلقین کے باوجود اس کی زبان سے کلمہ شہادت جاری نہ ہوتا تھا علقمہ کی بیوی نے رسول اکرم ؐ کی خدمت میں ایک آدمی بھیج کر اس واقعہ کی اطلاع کرائی۔

حضور ؐ نے دریافت کیا۔ علقمہ کے والدین زندہ ہیں یا نہیں ؟

معلوم ہوا کہ صرف ماں زندہ ہے اور وہ بھی علقمہ سے ناراض ہے۔ آپ ؐ نے علقمہ کی ماں کو اطلاع کرائی کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرے پاس آتی ہو یا میں خود تمہارے پاس آؤں۔ علقمہ کی بوڑھی ماں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ؐ پر فدا ہوں میں آپ ؐ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی، میں خود آپ ؐ کی خدمت حاضر ہوتی ہوں چنانچہ بڑھیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

آپ ؐ نے علقمہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا۔ علقمہ نہایت نیک آدمی ہے۔ لیکن وہ اپنی بیوی کے مقابلہ میں ہمیشہ میری نافرمانی کرتا ہے اس لئے میں اس سے ناراض ہوں۔

حضور ؐ نے فرمایا۔ اگر تو اس کی خطا معاف کر دے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ لیکن دکھی ماں نے علقمہ کو معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ تب حضور اکرم ؐ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو اور علقمہ کو جلا دو۔ بوڑھی ماں یہ سن کر گھبرا گئی اور اس نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا میرے بچے کو آگ میں جلایا جائے گا۔

حضور ؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اللہ کے عذاب کے مقابلے میں ہمارا عذاب ہلکا ہے۔ خدا کی قسم جب تک تو اس سے ناراض ہے نہ اس کی نماز قبول ہے۔ نہ کوئی صدقہ قبول ہے۔

بڑھیا نے کہا میں آپ کو اور لوگوں کو گواہ کرتی ہوں کہ میں نے علقمہ کا قصور معاف کر دیا۔ آپ ؐ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ دیکھو علقمہ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا اور کلمہ شہادت کے ساتھ اس کا انتقال ہوا آپ ؐ نے علقمہ کے غسل و کفن کا حکم دیا اور خود جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ علقمہ کو دفن کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مہاجرین و انصار میں سے جس شخص نے اپنی ماں کی نافرمانی کی یا اس کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرتا ہے نہ نفل۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرے اور جس طرح ممکن ہو اس کو راضی کرے اس کی رضا اللہ کی رضامندی پر موقوف ہے اور خدا تعالیٰ کا غصہ اس کے غصہ میں پوشیدہ ہے (طبرانی)

قرآن اور احادیث میں کئی مقامات پر والدین کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں۔ ہم کیا خرچ کریں ؟ ان سے کہہ دیجئے تم جو مال بھی خرچ کرو پس اس کے پہلے مستحق والدین ہیں۔

- اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (سورہ بنی اسرائیل)
- اور ان سے ادب و احترام کی بات کہو (بنی اسرائیل)
- اور عاجزی و انکساری کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو (بنی اسرائیل)
- اور دعا کرو کہ پروردگار ان دونوں کے حال پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی (بنی اسرائیل)

• اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے (اور اول طور پر ماں کے ساتھ) کہ اس کی ماں اس کو تکلیف کے ساتھ اٹھائے پھری اور پیدائش کے وقت دکھ اٹھایا۔

• میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کے شکرگذار رہو۔

(سورۃ لقمان)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ بہترین عمل کونسا ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وقت پر نماز پڑھنا، صحابی نے دوبارہ دریافت کیا اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماں باپ سے نیک سلوک کرنا، پھر عرض کیا اس کے بعد؟ ارشاد ہوا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت طلب کی آپؐ نے ارشاد فرمایا، تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا ان ہی کی خدمت میں جہاد کا ثواب موجود ہے (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت ماں باپ کے پاؤں کے نیچے ہے۔" (طبرانی)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمے ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں نماز پڑھنا، ماں باپ کے لئے استغفار کرنا۔ اگر والدین نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو اس کو پورا کرنا۔ ماں باپ کے واسطے سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہوتی ہے ان سے اچھا سلوک کرنا۔ ماں باپ کے دوستوں کی عزت و احترام کرنا یہ سب باتیں ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں۔ (ابوداؤد)

جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہش مند ہو اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے (احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ نیک سلوک اور اچھے برتاؤ میں کس کو مقدم کرنا چاہیئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ماں کو، سائل نے کہا پھر کس کو۔ فرمایا۔ ماں کو، تین مرتبہ ماں کا ذکر کرنے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ فرمایا باپ کو۔

(بخاری و مسلم)

اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (بخاری شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو ارشاد ہوا۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو (ترمذی)

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے (بخاری و مسلم)

تین اشخاص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک ان میں سے ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔

(احمد)

حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا، بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔ ارشاد فرمایا دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے ماں باپ کو گالی دی کیونکہ جب تم دوسروں کے والدین کو برا کہو گے۔ تو وہ یقیناً اس کے انتقام میں تمہارے ماں باپ کو برا کہے گا۔

(مسلم، ابوداؤد، بخاری)

ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور جرم کی گرفت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ (حاکم)

حضرت جابرؓ اور ابن عباس کی حدیث میں روایت ہے۔ کہ

حضورؐ نے فرمایا ماں باپ کا نافرمان اور ان کو گالی دینے والا شخص ملعون ہے

(طبرانی، ابن حبان)

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا۔ اگر چہ وہ تجھ کو اپنے مال اور اہل وعیال سے بھی نکل جانے کا حکم کریں۔

(حافظ محمد الیاس بندھانی)

تحریر: ابو علی حیدر

"ہفت ثور" یا "کودتائے ثور"

افغانستان میں جب سلطنتی نظام کو ختم کیا گیا اور محمد زئی قبیلے کے آخری حکمران سردار محمد داؤد جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا مسند اقتدار سے محروم اور اپنے کنبے کے (۳۳) افراد سمیت جن میں ان کے بھائی، بہن، بیوی، بیٹے وغیرہ شامل تھے قتل کر دیئے گئے اور ان کی جگہ مکتب کمیونزم میں پرورش یافتہ اور روس کے اصطبل میں پلا ہوا دہری اور کٹر کمیونسٹ نور محمد تہ رکئی کو کرسی اقتدار پر بٹھایا گیا۔ تو اس جاہل، ظالم اور بلا کو فطرت نے آتے ہی افغان عوام کو آگ اور خون کے سمندر میں دھکیل دیا۔

یہ ۱۳۵۷ھ ش ماہ ثور کا سا توآں اور ستائیس اپریل ۱۹۷۸ء کا وہ دن تھا جو افغانستان کی تاریخ میں ایک منحوس اور یوم سیاہ کے نام سے یاد ہوا۔ اس دن الحادی نظریات کو افغانستان میں براہِ راست قانونی شکل دی گئی اور افغانستان کے مسلمانوں پر ایک اجنبی کفری نظام حیات مسلط کیا گیا۔

افغانستان کے غیور اور مسلمان عوام جو صدیوں سے ٹھوس، پکے اور سچے اسلامی عقیدے کے مالک بنے چلے آرہے ہیں۔ اسلام کے سوا انہیں کسی اور ازم یا نظامِ حیات سے نہ تو آشنائی تھی اور نہ ہی وہ ایسے الحادی نظام کو قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔

۷۷ر اپریل ۱۹۷۸ء کو روس نواز افغان کمیونسٹوں کے ایک چھوٹے سے اوباش ٹولے نے جن کی پشت پناہی میں روسی اپنا کردار ادا کر رہے تھے افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" کو برپا کیا اور افغانستان کی کرسی اقتدار پر کمیونسٹوں کے ایک حلقہ بگوشِ غلام نور محمد تہ رکئی کو بٹھایا۔ یہ دن افغانستان کے تاریخ میں "ہفت ثور" یا "کودتائے ثور" کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے۔ اسی دن سے افغانستان کے نہتے اور بے دفاع مسلمان عوام پر ظلم و تشدد کا سلسلہ شروع ہوا اور افغانستان کی پاک سرزمین پر ایک کفر و الحادی حکومت کی تشکیل اور قیام کا داغ بیل ڈالا گیا۔

روسی ارباب اختیار تزاری عہد سلطنت سے یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ ضرور ایک نہ ایک دن وہ افغانستان میں اپنے قدم جما کر موجودہ پاکستان کے راستے بحر ہند کے گرم پانی اور پھر اس طرح خلیج فارس کے تیل کے ذخائر پر اپنا قبضہ جمالے گا۔ اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے اور اپنے توسیع پسندانہ مذموم اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے روسی وحشیوں نے افغانستان میں بالواسطہ مداخلت کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" لایا اور اپنے بغل بچے خلق و پرچم پارٹی کے چھٹ لیڈروں کو افغانستان کے دیندار، مسلمان اور مجاہد قوم پر ظلم جفاؤں کی شکل میں یکے بعد دیگرے مسلط کیا۔ اسی دن سے افغانستان میں خون خرابے، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے یہ سب کچھ داخلی کمیونسٹوں کے ہاتھوں اپنے روسی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے کیا گیا۔ لاکھوں فرزندان وطن کو شہید کیا گیا قسم قسم کی اذیتیں دی گئیں۔ لیکن ان سبھی ظلم و ستم کے باوجود ان کے دل کا بوجھ ہلکا نہ ہوا۔ انہوں نے سارے بین الاقوامی اصول اور قوانین کو پس پشت ڈال کر ایک لاکھ پچاس ہزار کے لگ بھگ سرخ فوج کو اپنے ایک چھوٹے سے غیر جانبدار اور کمزور ہمسایہ اسلامی ملک پر یلغار اور حملہ کے لئے بھیج کر اپنا حق ہمسائیگی ادا کر دیا۔ روسی آلہ کار نور محمد تہ رکئی، حفیظ اللہ امین اور ببرک کارمل اپنے دور حکومت میں روسی آقاؤں کا ایمان پر افغان مجاہد اور مسلمان عوام پر ان کی زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا۔

علماء کرام کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کرکے جیل بھیجدیا گیا اور پھر انہیں شہید کر دیا گیا۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مسلمان طلبہ کو گرفتار کرکے انہیں صرف مسلمان ہونے کے جرم کی پاداش میں شہید کر دیا گیا۔ اسی طرح ہزاروں جوانوں بوڑھوں، عورتوں حتیٰ کہ معصوم بچوں کو بھی ۲ انقلاب ثور کے بھینٹ چڑھا دیئے گئے ان سے فردی، اجتماعی اور انسانی حقوق چھین لئے گئے۔ سیاسی آزادی سے انہیں محروم کر دیا گیا۔ پاکدامن عورتوں کی عصمتیں لوٹ لی گئیں۔ مختصر یہ کہ ظلم و غارت اور بربریت کے ایسی طوفان نے افغانستان کے گوشے گوشے میں افغان عوام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اسلام کے بجائے الحادی خیالات کا جگہ جگہ پرچار ہونے لگا۔

تعلیمی اداروں میں باقاعدہ الحاد کا درس دیا جانے لگا۔ دینی مدارس نائٹ کلبوں میں تبدیل کر دیئے گئے اور مساجد شہید کر دیئے گئے۔ گویا دین مبین مقدس اسلام کی بے انتہا بے حرمتی کی گئی اور یہ سلسلہ نجیب گاؤ کے دور حکومت میں اور بھی شدت اختیار کر چکا ہے۔

افغانستان کے جیالے اور غیور مجاہد قوم تو بھوک و پیاس اور دوسری تکلیفیں برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن اپنے دین پر کبھی آنچ آنے نہیں دیتے وہ اپنے دین و وطن کے لئے سر دوشانہ طور پر تن من دھن کی بازی لگانے کو ہر آن آمادہ ہیں۔ اسی لئے ہمارے جیالے مجاہد مسلمان عوام نے اپنی ایمانی اور دینی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور خالی ہاتھوں جہاد مقدس کا آغاز کرکے دنیا کی ایک سپر مادی طاقت سے پنجہ آزمائی کے لئے میدان میں کود پڑے۔ چنانچہ حق اور باطل کے اس معرکے کو آٹھ سال بیت چکے ہیں ہمارا جہاد آج بھی نہایت کامرانی کے ساتھ جبکہ قدم بہ قدم نصرت اور کامیابیاں ہمارے قدم چوم رہی ہیں اپنے منزل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

"ہفت ثور" یا "کو دتائے ثور" کے پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ افغانستان کی معاصر تاریخ میں یہ دن ایک طرف تو "یوم سیاہ" کے نام سے یاد ہوگا۔ اور دوسری جانب یہ وہی دن ہے جب اسلام کے دلدادہ جیالے افغان مجاہدوں نے اپنے اسلاف کی تاریخ کو زندہ اور تابندہ کرتے ہوئے روسی جارحیت کے خلاف صرف آزادی وطن اور بقائے اسلام کی خاطر مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔

پورے نو سال گزر چکے ہیں۔ ہمارے جیالے مجاہدین تن بہ تقدیر جہاد فی سبیل اللہ، جس میں حیات مومن مضمر ہے جاری اور ساری رکھے ہوئے ہیں مسلمان کی زندگی کا ہر پہلو جہاد ہے۔ جہاد کے بغیر شریعت محمدی کے مطابق مومن قوم کا جینا ناممکن ہے۔ اس امر کی روشنی میں افغان سرفروش مجاہدوں نے اللہ کا نام لے کر تکبیر کا فلک شگاف نعرہ بلند کیا اور جہاد و شہادت کے سرشار جذبوں کے ساتھ میدان نبرد میں حاضر ہوئے جس سے کہ ملین کا ایوان اقتدار لرز اٹھا۔

؎ آگ ہے اولاد ابراہیمؑ ہے نمرود ہے

کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

افغان جہاد نے عالم اسلام کی تاریخ پر کیا اثرات چھوڑے ہیں۔ اور اس جہاد کے نتیجے میں اُس پر کیا فوائد مرتب ہوئے ہم سے زیادہ تو دنیا والوں کو بہتر معلوم ہو چکا ہوگا۔ میرے کہنے کا یہاں یہ مقصد ہے کہ ہم نام نہاد انقلاب ثور کی [illegible] دنیا والوں کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اگر کچھ غلط فہمیاں، شکوک اور شبہات ان کے دلوں میں ہو بھی تو اُن کا ازالہ ہو سکے اور ان شکوک و شبہات کی جگہ افغان جہاد کے عظیم کارنامے جاگزین ہوں۔

• کفر و الحاد کا نظام ہمیں اپنے راستے سے منحرف کرنا چاہتا ہے اس لئے ہم نے جہاد کا سلسلہ آغاز کیا۔

• بے گناہ افغان عوام قید و بند کی تاریک کوٹھڑیوں میں ڈالے گئے ان کی نجات کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا۔

• غاصبوں نے شخصی و اجتماعی حقوق غصب کر دیئے اس لئے اپنے حقوق کی واپسی کے لئے صرف جہاد ہی ایک ممکن ذریعہ تھا۔

• اسلامی تشخص کی پامالی کی جانے لگی۔ یہاں مومن قوم آرام سے نہ بیٹھ سکی اللہ پر بھروسہ کرکے خالی ہاتھ اسلامی جہاد کا پرچم بلند کیا۔

مختصر یہ کہ روس اور اس کے حلقہ بگوش غلاموں نے ہمارے افغان مسلمان عوام پر کیا کچھ نہیں کیا۔ جو کچھ ان کی مرضی اور خوشی تھی انہوں نے ہم پر کر ڈالا یہی وجوہات تھیں کہ ہم سب دشمن کے مقابلے میں صف آرا ہوئے اور آج اس مادی سپر طاقت کے سامنے سینہ سپر ہوئے اور بفضل خداوند کہ ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

دشمن اب اتنا خوار و ذلیل ہو چکا ہے کہ اس کی حد نہیں۔ اب تو وہ منت و سماجت کرنے پر آمادہ ہو چکا ہے۔ کبھی قومی مصالحت اور کبھی جنگ بندی کی پیشکش کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ افغانستان سے باعزت طور پر نکل جائے۔

انشاء اللہ اب وہ دن دور نہیں جب روسی ہمارے وطن سے بلا قید و شرط نکل جائیں گے۔ اور ہم اپنے جدوجہد کے نتیجے میں فاتح اور سرخرو ہو جائیں گے۔